کہے جاتا ہے حسنؔ تیرے رسول کا * یارب مرے کلام کو صدقہ قبول کا

الحمد للہ والمنۃ

کہ جلوۂ فصاحت کمالِ نعت بلا مدح و ثنا شانِ رسالت و بیانِ اہلِ سنت

یعنی

ذوقِ نعت

۱۳ ۲۶

معروف بہ

صلۂ آخرت

۱۳ ۲۶

مصنفہ

تاجِ دیوانِ شاعرِ رسولِ اکرم مولانا حسن رضا خاں صاحب حسنؔ

رحمۃ اللہ علیہ

جس کو حضرت مولانا ابو البرکات علامہ سید احمد صاحب ناظم مدرسہ

حزب الاحناف لاہور نے شائع فرمایا

ہے پاک تذکرے سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمتِ بیکس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندہ پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اُجالا تیرا — کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا — کونسی بزم میں روشن نہیں اِکّا تیرا

پھر نمایاں جو سرِ طور ہو جلوہ تیرا — آگ لینے کو چلے عاشقِ شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا — کیجیے کونسی آنکھوں سے نظارا تیرا

جلوۂ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا — کہ گلے ملکے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں — کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

ارنی گوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی — کس طرح غش میں گراتا ہے تجلّے تیرا

پار اترتا ہے کوئی غرق کوئی ہوتا ہے — کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا شمع بنا محفل میں — جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں — آنکھیں مشتاق ہیں دل میں ہے جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اُس نے — آہ اے دیدۂ مشتاق یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم — کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا عشق میں پوچھیں مجھ سے — کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے — ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشتِ ایمن میں مجھے خاک نظر آئیگا — مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغانِ نوا سنج کا شور — گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

وحشیِ عشق سے کھلتا ہے نہ پردہ یار — کچھ نہ کچھ چاک گریباں سے ہے رشتہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے — آپ کو کھوکے تجھے پائے گا جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد — شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی — سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کو — اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلّی پایا — پوچھنے جائیے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پہ جلوہ دکھایا ہے تماشائی کو — کون کہتا ہے کہ لیتوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھئے کس کی آنکھیں — دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

میکدہ میں ہے ترا نام تو اذاں مسجد میں — ورد ہوتا ہے نئے ڈھنگ سے ہر جا تیرا

چاک ہو جائیں گے دل جیب و گریباں کس کے — دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا
پیشوا مخلص و محتاج و گدا کون کہیں — صاحبِ جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا
آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست — ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے — تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا
انگلیاں کانوں میں لے دے کے سنا کرتے ہیں — خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جاتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا ہے محبوب ہے پیارا تیرا

نعت شریف

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا — سرورا مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا
واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا — خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینا تیرا
دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑہ تیرا — وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا
لامکاں میں نظر آتا ہے اجالا تیرا — دور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا
جلوۂ یار ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا — حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستا تیرا
یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا — تو ہے مختارِ دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا
کیا کہے وصف کوئی دشتِ مدینہ تیرا — پھول کی جانِ نزاکت میں ہے کانٹا تیرا
کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پہ لوٹے — تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا
خسروِ کون و مکاں اور تواضع ایسی — ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا
خوبرویانِ جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں — وہ ہے اے ماہِ عرب حسنِ دل آرا تیرا
دشت پُرہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے — اے مرے خضر ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا
بادشاہانِ جہاں بہرِ گدائی آئیں — دینے پر آئے اگر مانگنے والا تیرا
دشمن و دوست کو منہ پہ ہے گشادہ یکساں — روئے آئینہ ہے مولیٰ ترے در والا تیرا
پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت — آہ اگر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا
نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں ان کے اچھے — ہم بدوں کے لئے کافی ہے بھروسا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلام عجمی
اے عرب والے ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا

اونچے اونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رتبہ اعلےٰ تیرا

خار صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مری جان مرے دل میں ہے رستا تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا بندہ ترا مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اونچے اونچوں میں بٹا کرتا ہے صدقا تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہو۔
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابر کرم
سوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

ہائے پھر خندۂ بیجا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہگاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے الٹ کو بھی تو جھوٹا تیرا

خاص بندوں کے تصدق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

بندِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے ابرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارا تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوار دلِ شب میں یہ رونا تیرا

عملِ نیک کہاں نامۂ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسا مرے آقا تیرا

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دلدار چمکنا تیرا

اونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرہ تیرا

اے مدینہ کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

میرے آقا ہیں وہ ابرِ کرم سوزِ الم ۔
ایک چھینٹے کا بھی ہوگا نہ یہ دھرا تیرا

اب حسن منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبع پر جوش ہے رکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلےٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

نشۂ سرجوش درآغوش ہے شیشہ تیرا
بیخودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالا تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جوہر پا ملے عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کسقدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوا تیرا

گلشن ہوئے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابر کرم روز برستا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پرنور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کر رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشک دہ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

نعت شریف

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا
روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ ناواقف
میں تو آپے میں نہ تھا اور جو سجدہ کرتا

صرصرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی
کیوں میں افسردگیٔ بخت کی پروا کرتا

چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب
اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا

یہ وہی ہیں کہ گرو آپ اور ان پر مچلے
اُلٹی باتوں پہ کہو کون نہ سیدھا کرتا

ہم سے ذرّوں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا
مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا

دھوم ذرّوں میں انا الشمس کی پڑ جاتی ہے
جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا

آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں
اُن کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا

شوق و آداب بہم گرمِ کشاکش رہتے
عشق گم کردہ توان عقل سے اُلجھا کرتا

آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا
دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

بے خودانہ کبھی سجدہ میں سوئے در گرتا
جانبِ قبلہ کبھی چونک کے پلٹا کرتا

بام تک دل کو کبھی بالِ کبوتر دیتا
خاک پر گر کے کبھی ہائے خدایا کرتا

گاہ مرہم نہیِ زخمِ جگر میں رہتا
گاہ نشتر زنیِ خونِ تمنّا کرتا

ہمرہِ مہر کبھی گردِ حظیرہ پھرتا
سایہ کے ساتھ کبھی خاک پہ لوٹا کرتا

صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا
اُلفتِ دست و گریباں کا تماشا کرتا

دلِ حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پر لاتا
تپشِ دل کو کبھی حوصلہ فرسا کرتا

کبھی خود اپنے تحیّر پہ میں حیراں رہتا
کبھی خود اپنے سمجھنے کو نہ سمجھا کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار
کبھی اندازِ تجاہل سے میں توبہ کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے ظالم
کبھی پھر گر کے تڑپنے کی تمنّا کرتا

ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرقِ گناہ
اپنی آنکھوں میں خود اُس بزم میں کھٹکا کرتا

کبھی رحمت کے تصوّر میں ہنسی آ جاتی
پاسِ آداب کبھی ہونٹوں کو بخیہ کرتا

دل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا
عفو کا ذکر سنا کر میں سنبھالا کرتا

یہ مزے خوبیٔ قسمت سے جو پائے ہوتے
سخت دیوانہ تھا گر خُلد کی پروا کرتا

موت اُس دن کو جو پھر نامِ وطن کا لیتا
خاک اُس سر پہ جو اُس در سے کنارہ کرتا

اے حسن قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا

فضلِ ربّ سے پھر کمی کس بات کی
مِل گیا سب کچھ جو طیبہ مِل گیا

کشفِ رازِ مَن رآنی یوں ہوا
تم ملے تو حق تعالےٰ مِل گیا

بیخودی ہے باعثِ کشفِ حجاب
مِل گیا مِلنے کا رستا مِل گیا

اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا
بے طلب بے خواہش اِتنا مِل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضور
ڈوبتو نکلو سہارا مِل گیا

دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا
نفسِ خود مطلب تجھے کیا مِل گیا

آنکھیں پُرنم ہو گئیں سر جھک گئے
جب ترا نقشِ کفِ پا مِل گیا

خُلد کیسا کیا چمن کس کا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مِل گیا

ہے محبت کس قدر نامِ خدا
نامِ حق سے نامِ والا مِل گیا

اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا
اُن کے سائل نے جو مانگا مِل گیا

تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب
مجھ کو روزی کا ٹھکانا مِل گیا

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مِل گیا

دِل مرا دُنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولےٰ ہو گیا

عیب پوشِ خلق دامن سے ترے
سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا

رکھ دیا جب اُس نے پتھر پر قدم
صاف اِک آئینہ پیدا ہو گیا

دُور ہو مجھ سے جو اُن سے دُور ہے
اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا

گرمیِ بازار مولےٰ بڑھ چلی
نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا

دیکھ کر اُن کا فروغِ حُسنِ پا
مہر ذرّہ چاند تارا ہو گیا

ربِّ سلّم وہ اِدھر کہنے لگے
اُس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا

اُن کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں
جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اُس در سے گزارا ہو گیا

السّلام اے ساکنانِ کوئے دوست
ہم بھی آتے ہیں جو ایسا ہو گیا

اُن کے صدقے میں عذابوں سے چھٹے
کام اپنا نام اُن کا ہو گیا

سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا
دل وہی جو اُن پہ شیدا ہو گیا

حسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں
آپ پر اللہ پیارا ہو گیا

اُسکو شیروں پر شرف حاصل ہوا
آپ کے در کا جو کُتا ہو گیا

زاہدوں کی خلد پر کیا دھوم تھی۔
کوئی جانے گھر یہ اُن کا ہو گیا

غول اُسکے عاصیوں کے آئے جب
چھنٹ گئی سب بھیڑ رستا ہو گیا

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ
گلشنِ جنت گھر اُس کا ہو گیا

کہوں کیا حال زاہد وادیٔ طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے
نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بُلاتے ہیں اُسی جس کی بگڑتی وہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

کھلیں اِسلام کی آنکھیں ہُوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے [illegible] تیری طلعت کا

نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یارب
یہ مجرم دُور سے آیا [illegible] نامِ رحمت کا

مُرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینے میں
ہجومِ جود نے روکا ہے [illegible] حاجت کا

شبِ اسریٰ ترے جلووں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں
کنارا ایک ہے [illegible] بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیرِ [illegible] دولت کا

طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا

خزانِ غم سے رکھنا دور مجھ کو اُس کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر چہرے باغِ صنعت کا

الٰہی بعد مُردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُس کی شمعِ تربت کا

سُنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب
یہاں پُورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رؤیت کا

وجودِ پاک باعث خلقتِ مخلوق کا ٹھیرا
تمہاری شانِ وحدت سے ہُوا اظہار کثرت کا

ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں
سلامِ شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا

حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاکِ سرور کا
بھر آتا ہے پانی میرے منہ میں حوضِ کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو اُن کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشیدِ محشر کا
لئے جاؤنگا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

جو اک گوشہ چمک جائے نہالے ذرّۂ در کا
ابھی منہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منوّر کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشیدِ محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجئے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آکر اُٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

دو عالم میہماں تو میزباں خوانِ کرم جاری
اِدھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کُتا ہوں ترے در کا

نہ کھو بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مریدِ ذرۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

اگر اُس خندۂ دندان نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دشتِ محشر کا یہ حامی دیدۂ تر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ باغِ جنت کا تماشا عرشِ اکبر کا

گنہگارانِ اُمت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الٰہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

ملائک جن و انساں سب اِسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شُہرہ مرے محتاج پرور کا

الٰہی تشنہ کامِ ہجر دیکھے دشتِ محشر میں
برسنا ابرِ رحمت کا چھلکنا حوضِ کوثر کا

زیارت ان کی کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامۂ عیدیت یارب دن ہو محشر کا

نصیبِ دوستاں اُن کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تارِ بستر کا

وہ گریہ اُستُنِ حنّانہ کا آنکھوں میں پھرتا ہے
حضوری نے بڑھایا تھا جو پایہ اوجِ منبر کا

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسن کو اپنے یاور کا

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں — اپنے سر میں میں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

روئے عالمتاب نے بانٹا جو باڑا نور کا — ماہِ نو کشتی میں پیالہ مہرِ تاباں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانہ کی وہ دولت اپنے پاس — پر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں — تیری رحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اڑتا ہے پھریرا عرش پر — جس گدا نے آرزو کی اُن کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو اُن کے نامِ پاک کا — شیر کے منہ سے سلامت جانِ سلماں لے چلا

صدقے اس رحمت کے اُن کو روزِ محشر ہر طرف — ناشکیبا شورِ فریادِ اسیراں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوئے سرور کیا کہوں — اُس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیرِ تیز — ہاتھ پکڑے ربِّ سلِّم کا نگہباں لے چلا

دستگیرِ خستہ حالاں دستگیری کیجیے — پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

وقتِ آخر ناامیدی میں وہ صورت دیکھ کر — دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ ابرو سے بیڑی کاٹ دو — ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ پیشِ کبریا — رحم اُن کو امتی گویاں و گریاں لے چلا

شکلِ شبنم راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم — صبحِ محشر صورتِ گل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جائیے — اُن کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

اخترِ اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی — بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ براں لے چلا

بزمِ خوباں کو خدا نے پہلے دی آرائشیں — پھر مرے دولہا کو سوئے بزمِ خوباں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں — ہر بگولا نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

غمزدوں کو جب شفاعت نے کیا اچھا بھلا — عقدۂ شبگیریِ حسنا تا پیشِ یزداں لے چلا

قطرہ قطرہ اُن کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا — ذرہ ذرہ اُن کے در سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ — شمعِ نورافشاں پئے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسن کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رخِ نبی کو نظر آیا — کعبہ کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا

پھر بندِ کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزۂ جنبشِ ابرو نظر آیا

اس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
ان آنکھوں کے قرباں جنہیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازہ کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جاتا ہے براہیم میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہگار کا پلہ ہوا بھاری
پلہ پہ جو وہ قرب ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جویا
جو ہم کو خدا بیں وہ خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطین کے اٹھے بہر گدائی
دروازہ ترا قوت بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بیچیں
کوثر پہ تھا یا قربِ ترازو نظر آیا

تکلیف اٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوشخو نظر آیا

ظاہر ہیں حسن احمدِ مختار کے سینے
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

طلعت سے زمانہ کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا

وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اسے مطلعِ انوار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمہیں حامی و غمخوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
وہ حسن دیا ایسا طرحدار بنایا

انوارِ تجلّی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

گلزار کو آئینہ کیا منہ کی چمک نے ‎ ‎ ‎ آئینہ کو رخسار نے گلزار بنایا

یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں ‎ ‎ ‎ نقشِ قدمِ سیدِ ابرار بنایا

خدام تو بندے ہیں ترے خلقِ حسن نے ‎ ‎ ‎ پیاسے تجھے بدخواہ کا غمخوار بنایا

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے ‎ ‎ ‎ ہر ذرہ کو خورشیدِ پرانوار بنایا

اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے ‎ ‎ ‎ ظلمت نے مرے دن کو شبِ تار بنایا

للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر ‎ ‎ ‎ صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا

اللہ تعالےٰ بھی ہوا اُس کا طرفدار ‎ ‎ ‎ سرکار تمہیں جس کا طرفدار بنایا

گلزارِ جناں تیرے لئے حق نے بنائے ‎ ‎ ‎ اپنے لئے تیرا گلِ رخسار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے ‎ ‎ ‎ ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی ‎ ‎ ‎ اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا

اُس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا وہ جس نے ‎ ‎ ‎ فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا

اُن کے دُرِ دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے ‎ ‎ ‎ ہر قطرۂ نیساں کو دُرِ شہوار بنایا

اُس روحِ مجسم کے تبرک نے مسیحا ‎ ‎ ‎ جاں بخش تمہیں یوں دمِ گفتار بنایا

اُس چہرۂ پُرنور کی وہ بھیک تھی جس نے ‎ ‎ ‎ مہر و مہ و انجم کو پرانوار بنایا

اُن ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرت موسیٰ ‎ ‎ ‎ جس نے یدِ بیضا کو ضیا بار بنایا

اُنکے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنِ لعل پرانوار بنایا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا ‎ ‎ ‎ ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا

گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا ‎ ‎ ‎ کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہوگا

خدا کا لطف ہوا ہوگا دستگیر ضرور ‎ ‎ ‎ جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہوگا

دکھائی جائیگی محشر میں شانِ محبوبی ‎ ‎ ق ‎ ‎ کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

خدائے پاک کی چاہینگے اگلے پچھلے خوشی ‎ ‎ ‎ خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے ‎ ‎ ‎ کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہوگا

کسی طرف سے صدا آئیگی حضور آؤ ‎ ‎ ‎ نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا

کسی کے پلہ پہ یہ ہونگے وقتِ وزنِ عمل ‎ ‎ ‎ کوئی امید سے منہ ان کا تک رہا ہوگا

کوئی کہیگا دُہائی ہے یا رسولَ اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہوگا

کسی کو لیکے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم
وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہوگا

شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو
کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہوگا

خدا کے واسطے جلد اُن سے عرضِ حال کرو
کسے خبر ہے کہ دم بھر میں ہائے کیا ہوگا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائیگا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہوگا

زبان سوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر
جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہوگا

نشانِ خسروِ دیں دور کے غلاموں کو
لوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہوگا

کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پر اُنکو پکارتا ہوگا

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہوگا

وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ
ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہوگا

ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
پکار سن کے اسیروں کی دوڑتا ہوگا

عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا۔

خدائی بھر انہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہوگی
زمانہ بھر انہیں قدموں پہ لوٹتا ہوگا

بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی
یہ غل یہ شور یہ ہنگامہ جا بجا ہوگا

مقام فاصلوں پر کام مختلف اتنے
وہ دن ظہورِ کمالِ حضور کا ہوگا

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیرِی
مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

دعائے اُمّتِ بدکار وردِ لب ہوگی
خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہوگا

غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہونگے
عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہوگا

میں اُنکے در کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے
حسنؔ غلام کا جنت میں بسترا ہوگا

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا

یہ بیٹھا ہے سکّہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اُٹھنے نہ پایا گدا کا

چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا
اُجالا ہوا برجِ عرشِ خدا کا

لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا
جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا

جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا
جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا

مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے
کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا

ترے زیرِ پا مسندِ ملکِ یزداں
ترے فرق پر تاجِ ملکِ خدا کا

سہارا دیا جب مرے ناخدا نے
ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا

کیا ایسا قادر قضا و قدر نے
کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا

اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں
مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا

ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر
یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت
خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا

ق

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے
تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا

یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ
ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دعا کا

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے
ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا

نہ کیونکر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی
کہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا

جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا
کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا

عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ
سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا

خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے
مرے مصطفےٰ کا مرے مصطفےٰ کا

خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب
خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا

جہاں ہاتھ پھیلائے منگتا بھکاری
وہی در ہے داتا کی دولتسرا کا

ترے مرتبہ میں جس نے چون و چرا کی
نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا

ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی
بنا تاجِ سر عرشِ ربِّ علا کا

کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے
عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا

ترا دردِ الفت جو دل کی دوا ہو
وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا

ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں
یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا

چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سرہانے
کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مُدّت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پئے تقسیمِ گدایاں
اللہ نے تہِ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوئے مہِ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُس کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صرصر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلّی کی ادا نے
ذرّوں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

اُمّت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قرباں کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

ارمان زدوں کی ہیں تمنّائیں بھی پیاری
ارمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریبان سے نکالا

گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے
اُس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دیتی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قرآں کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے
مضمون یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

قرباں ہوا بندگی پر لطفِ رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئینگے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لبِ حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیبِ دو عالم / جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حسن اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُنکی گلی میں خاک ہو جاتا / غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا
جو اے گل جامۂ ہستی تری پوشاک ہو جاتا / تو خارِ نیستی سے کیوں اُلجھ کر چاک ہو جاتا
جو وہ ابرِ کرم پھر آبروئے خاک ہو جاتا / نہ اُس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا
ہوائے دامنِ رنگیں جو ویرانہ میں آ جاتی / لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا
لبِ جاں بخش کی قربت حیاتِ جاوداں دیتی / اگر ڈورِ نفس کا ریشۂ مسواک ہو جاتا
ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی اُن کے دامن کی / الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا
اگر دو بوند پانی چشمۂ رحمت سے مل جاتا / مری ناپاکیوں کے میل دھلتے پاک ہو جاتا
اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے / ترا اے حلۂ شاہی کلیجہ چاک ہو جاتا
جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل / بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا
چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے / نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا
عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے نہ منہ تکتی / اگر تیرا کرم کچھ آسرے نگاہِ بیباک ہو جاتا
بہارِ تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اُڑتیں / لباسِ گل جو اُن کی ململی پوشاک ہو جاتا
کماندارِ نبوت قادر اندازی میں یکتا ہیں / دو عالم کیوں نہ اُنکا بستۂ فتراک ہو جاتا
نہ ہوتی شاق اگر در کی جدائی تیرے ذرہ کو / قمر اک اور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا
تری رحمت کے قبضہ میں ہے پیالے قلب ماہیت / مرے حق میں نہ کیوں زہرِ گزندہ تریاک ہو جاتا
خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا / شراکِ نعلِ پاکِ سیدِ لولاک ہو جاتا
تجلی گاہِ جاناں تک اُچھالے سے پہنچ جاتے / جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا
اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی / ہمارا چشمۂ ہستی اُبل کر پاک ہو جاتا

حسن اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا / گھٹتی ہے مری بہار آقا
تم دل کیلئے قرار آقا / تم راحتِ جانِ زار آقا

تم عرش کے تاجدار ہولے — تم فرش کے باوقار آقا
دامن دامن ہوائے دامن — گلشن گلشن بہار آقا
بندے ہیں گنہگار بندے — آقا ہیں کرم شعار آقا
اس شان کے ہم نے کیا کسی نے — ق — دیکھے نہیں زینہار آقا
بندوں کا الم نے دل دکھایا — اور ہو گئے بے قرار آقا
آرام سے سوئیں ہم کمینے — جاگا کریں باوقار آقا
ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا — بندوں کا اٹھائیں بار آقا
جنکی کوئی بات تک نہ پوچھے — انہیں تمہیں آئے پیار آقا
پاکیزہ دلوں کی زینت ایماں — ایماں کے تم سنگار آقا
صدقہ جو بٹے کہیں سلاطیں — ہم بھی ہیں امیدوار آقا
چکرا گئی ناؤ بے کسوں کی — آنا مرے غمگسار آقا
اللہ نے تم کو دے دیا ہے — ہر چیز کا اختیار آقا۔
ہے خاک پہ نقش پا تمہارا — آئینہ ہے بے غبار آقا
عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی — بگڑی کے تمہیں ہو یار آقا
سرکار کے تاجدار بندے — سرکار ہیں تاجدار آقا۔
دے بھیک اگر جمال رنگیں — جنت ہو مرا مزار آقا
آنکھوں کی کھنڈر بھی اب بسا دو — دل کا تو ہوا وقار آقا
ایمان کی تاک میں ہے دشمن — آؤ دم احتضار آقا۔
ہو شمع شب سیاہ بختاں — تیرا رخ نور بار آقا۔
تو رحمت بے حساب کو دیکھ — جرموں کا نہ لے شمار آقا
دیدار کی بھیک کب بٹے گی — منگتا ہوں امیدوار آقا
بندوں کی ہنسی خوشی میں گزرے — اس غم میں ہوں اشکبار آقا
آتی ہے مدد بلا سے پہلے — کرتے نہیں انتظار آقا
سایہ میں تمہارے دونوں عالم — تم سایۂ کردگار آقا
جب فوج الم کرے چڑھائی — ہو اوج کرم حصار آقا

ہر مُلک خدا کے سچّے مالک
ہر مُلک کے شہر یار آقا

مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ
آقا تو ہے باوقار آقا

ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا
اب غم کی نہیں سہار آقا

ملتی ہے تمہیں سے داد دل کی
سُنتے ہو تمہیں پکار آقا

تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا
اللہ کرے وقار آقا

اللہ کے لاکھوں کارخانے
سب کا تمہیں اختیار آقا

کیا بات تمہارے نقشِ پا کی
ہے تاجِ سرِ وقار آقا

خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو
اس دین کے میں نثار آقا

وہ شکل ہے وہ ادا تمہاری
اللہ کو آئے پیار آقا

جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے
وہ جلوہ کر آشکار آقا

کچھ کہتے ہیں بے زباں تمہارے
گونگوں کی سنو پکار آقا

وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے
دیکھے نہ ہوں جاں نثار آقا

آرام سے شش جہت میں گذرے
غم دل سے نہ ہو دوچار آقا

ہو جانِ حسن نثار تجھ پر
ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
تو خدا کا خدا ہوا تیرا

تاج والے ہوں یا ہوں محتاج
سب نے پایا دیا ہوا تیرا

ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے
ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا

آج سنتے ہیں سننے والے کل
دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا

اسے تو جانے یا خدا جانے
پیشِ حق مرتبہ کیا ہوا تیرا

گھر ہیں سب بند دَر ہیں سب تیغے
ایک در ہے کھلا ہوا تیرا

کام توہین سے ہے نجدی کا
تو ہوا یا خدا ہوا تیرا

تاجداروں کا تاجدار بنا
بن گیا جو گدا ہوا تیرا

اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد
حمد اسے وہ خدا ہوا تیرا

جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا
جو خدا کا ہوا ہوا تیرا

حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے ہے ارادہ بڑھا ہوا تیرا
ذات بھی تیری انتخاب ہوئی نام بھی مصطفٰے ہوا تیرا
جسے تو نے دیا خدا نے دیا دین رب کی دیا ہوا تیرا
ایک عالم خدا کا طالب ہے اور طالب خدا ہوا تیرا
بزمِ امکاں ترے نصیب کھلے کہ دو دولھا بنا ہوا تیرا
میری طاعت ہے میرے جرم فزوں لطف سب سے بڑھا ہوا تیرا
خوفِ وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے دل مدد پر تُلا ہوا تیرا
کام بگڑے ہے بنا دیتا کام کس کا ہوا ہوا تیرا
ہر ادا دل نشیں بنی تیری ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا
آشکارا کمالِ شانِ ظہور پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا
پردہ دارِ ادا ہزار حجاب پھر بھی پردہ اٹھا ہوا تیرا
بزمِ دنیا میں بزمِ محشر میں نام کس کا ہوا ہوا تیرا
مَنْ رَّآنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَق حسن یہ حق نما ہوا تیرا
بارِ عصیاں سروں سے پھینکیں گے پیشِ حق سر جھکا ہوا تیرا
ہم جو حضور پیاسا ہوں نم گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا
وصلِ وحدت ہے اس پہ بخلوت تجھ سے سایہ جدا ہوا تیرا
صنعِ خالق کے جتنے خاکے ہیں رنگ سب میں بھرا ہوا تیرا
ارضِ طیبہ قدومِ عالا سے ذرہ ذرہ سما ہوا تیرا
اے جناں ہے تحمل کر سکتے ہیں تشنہ تشنہ لبا ہوا تیرا
اے فلک مہرِ حق کی بارش ہے کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا
اے چمن بھیک ہے تبسم کی غنچہ غنچہ کھلا ہوا تیرا
ایسی شوکت کے تاجور کہاں تخت تختِ خدا ہوا تیرا
اس جلالت کے شہر یار کہاں ملک ملکِ خدا ہوا تیرا
اس وجاہت کے بادشاہ کہاں حکم حکمِ خدا ہوا تیرا
خلق کہتی ہے لامکاں جس کو شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا

زیست وہ ہے کہ حسنِ یار رہے
دل میں عالم بسا ہوا تیرا

موت وہ ہے کہ ذکرِ دوست رہے
لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا

ہوں زمیں والے یا فلک والے
سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

ہر گھڑی گھر سے بھیک کی تقسیم
رات دن در کھلا ہوا تیرا

نہ کوئی دوسرا ہیں تجھ سا ہوا
نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا

سوکھے گھاٹوں مرا اتار ہو کیوں
کہ ہے دریا چڑھا ہوا تیرا

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لیجے
کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں
اور وہ بھی دیا ہوا تیرا

بے خبر ہم تباہ کاروں کی
قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا

مجھ کو وہ درد دے خدا کہ رہے
ہاتھ دل پر دھرا ہوا تیرا

تیرے سر کو ترا خدا جانے
تاجِ سر نقشِ پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

مصطفیٰ مطلب تمہارا ہر اشارہ ہو گیا
جب اشارہ ہو گیا مطلب ہمارا ہو گیا

ڈوبتوں کا یا نبی کہتے ہی بیڑا پار تھا
غم کنارے ہو گئے پیدا کنارا ہو گیا

تیری طلعت سے زمیں کے ذرے مہ پارے بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دو پارا ہو گیا

اللہ اللہ محوِ حسنِ روئے جاناں کے نصیب
بند کر لیں جس گھڑی آنکھیں نظارا ہو گیا

یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اس کی ہے جسے کہہ دو ہمارا ہو گیا

تیرگی باطل کی چھائی تھی جہاں تاریک تھا
اٹھ گیا پردہ ترا حق آشکارا ہو گیا

کیوں نہ دم دیں مرنے والے مرگِ عشقِ پاک پر
جان دی اور زندگانی کا سہارا ہو گیا

نام تیرا ذکر تیرا تو ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا

ذرۂ کوئے حبیب اللہ رے تیرے نصیب
پاؤں پڑ کر عرش کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہو گیا

ہم کمینوں کا انھیں آرام تھا اتنا پسند
غم خوشی سے دکھ تہ دل سے گوارا ہو گیا

کیوں نہ ہو تم مالکِ ملکِ خدا ملکِ خدا
سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا

روزِ محشر کے الم کا دشمنوں کو خوف ہو
دکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہو گیا

جو ازل میں تھی وہی طلعت وہی تنویر ہے
آئینہ سے یہ ہوا جلوہ دوبارا ہو گیا

تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا
تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے
تیرے در سے بادشاہوں کا گذارا ہو گیا

اے حسن قربان جاؤں اس جمالِ پاک پر
سیکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہو گیا

منقبت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رُسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے
نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہرِ عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام اگر وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیا
سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اکرام فرماتا ہے اَتْقٰی کہہ کے قرآں میں
کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاکِ سرِ کوئے پیمبر سے
مصفّا آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دشمن اور وُہ دشمن علی کا ہے
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفۂ دوم رضی اللہ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیتِ خاطر
پڑا تھا دفترِ دین کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطان عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیونکر
ترا اک اک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی
سیہ بختی سے ہے روزِ سیہ میرا شبِ غم سا

تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں لیکے اٹھینگے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بینوا ہم سا

فدا اے امِ کلثوم آپ کی تقدیر یاور کے
علی بابا ہوا دولہا بنا فاروق اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سرافگن سے
خروج و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطیں مضمحل ہیں تیرے نام پاک کے ڈر سے
بلبلائے نہ کیوں رفاضِ بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن انہیں گزرے محرم سا

حسن در عالم بپستی سر رفعت اگر داری
بیا فرقِ ارادت بر درِ فاروقِ اعظم سا

منقبتِ خلیفۂ سوم رضی اللہ عنہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا

رنگین وہ رخسار ہے عثمان غنی کا
بلبل گلِ گلزار ہے عثمان غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

کیا لعل شکربار ہے عثمان غنی کا
قند ایک نمکخوار ہے عثمان غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمان غنی کی
دربار دُرربار ہے عثمان غنی کا

دل سوختو ہمت جگر آب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمان غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمان غنی کا

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا

سرکار سے پائینگے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دُربار ہے عثمانِ غنی کا

آزاد گرفتارِ بلائے وہ جہاں ہے
آزاد گرفتار ہے عثمان غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمان غنی کا

اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا

رک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمانِ غنی کا

منقبت خلیفۂ چہارم رضی اللہ عنہ

اے حبِّ وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا

چل ہند سے چل ہند سے چل ہند سے غافل
اٹھ سوئے نجف سوئے نجف سوئے نجف جا

پھنستا ہے وبالوں میں عبث اخترِ طالع
سرکار سے پائے گا شرف بہرِ شرف جا

آنکھوں کو بھی محروم نہ رکھ حسنِ ضیا سے
کی دل میں اگر اے مہِ بے داغ و کلف جا

اے کلفتِ غم بندۂ مولیٰ سے نہ رکھ کام
بے فائدہ ہوتی ہے تری عمر تلف جا

اے طلعتِ شہ آ تجھے مولیٰ کی قسم آ
اے ظلمتِ دل جا تجھے اس رخ کا حلف جا

ہو جلوہ فزا صاحبِ قوسین کا نائب
ہاں تیرِ دعا بہرِ خدا سوئے ہدف جا

کیوں غرقِ الم ہے دُرِ مقصود سے منہ پھیر
نیسانِ کرم کی طرف اے تشنہ صدف جا

جیلاں کے شرف حضرتِ مولیٰ کے خلف ہیں
اے ناخلف اٹھ جانبِ تعظیمِ خلف جا

تفضیل کا جویا نہ ہو مولیٰ کی ولا میں
یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہرِ خزف جا

مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو غافل
اربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغ بکف جا

ردیف بائے تازی

دردِ دل کر مجھے عطا یا رب
دے مرے درد کی دوا یا رب

لاج رکھ لے گناہگاروں کی
نام رحمٰن ہے ترا یا رب

عیب میرے نہ کھول محشر میں
نام ستار ہے ترا یا رب

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
نام غفار ہے ترا یا رب

زخم گہرا سا تیغِ الفت کا
میرے دل کو بھی کر عطا یا رب

یوں گمھوں میں کہ تجھ سے مل جاؤں
یوں گما اِس طرح ملا یا رب

بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی   میرے دل سے مجھے بھلا یارب
خاک کر اپنے آستانے کی۔   یوں ہمیں خاک میں مِلا یارب
میری آنکھیں میرے لئے ترسیں   مجھ سے ایسا مجھے چھپا یارب
ٹیس کم ہو نہ دردِ اُلفت کی   دل تڑپتا رہے مرا یارب
نہ بھریں زخمِ دل ہرے ہو کر   رہے گلشن ہرا بھرا یارب
تیری جانب یہ مُشتِ خاک اُڑے   بھیج ایسی کوئی ہوا یارب
داغِ اُلفت کی تازگی نہ گھٹے   باغِ دل کا رہے ہرا یارب
سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ   ق   تُو نے جب سے سُنا دیا یارب
آسرا ہم گناہگاروں کا۔   اور مضبوط ہوگیا یارب
ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ   ق   میرے ہر درد کی دوا یارب
تُو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں   دامنِ مصطفٰے دیا یارب
تُو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام   پھر جماعت میں لے لیا یارب
کر دیا تُو نے قادری مجھ کو   تیری قدرت کے میں فدا یارب
دولتیں ایسی نعمتیں اِتنی۔   بے غرض تُو نے کیں عطا یارب
دے کے لیتے نہیں کریم کبھی   جو دیا جس کو دے دیا یارب
تو کریم اور کریم بھی ایسا۔   کہ نہیں جس کا دوسرا یارب
ظن نہیں بلکہ ہے یقین مجھے   وہ بھی تیرا دیا ہوا یارب
ہوگا دُنیا میں قبر و محشر میں   مجھ سے اچھا معاملہ یارب
اِس نکمّے سے کام لے ایسے   یہ نکمّا ہو کام کا یارب
مجھے ایسے عمل کی دے توفیق   کہ ہو راضی تری رضا یارب
جس نے اپنے لئے برائی کی۔   ق   ہے یہ نادان وہ بُرا یارب
ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ   اِس بُرے کو بھی کر بھلا یارب
میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات   بات بگڑی ہوئی بنا یارب
میں نے سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی   خاک پر رکھ کے سر کہا یارب
صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا۔   پستیوں سے مجھے بچا یارب

ق بونے والے جو بوئیں وہ کاٹیں ۔ یہ ہوا تو نہیں مرا یا رب
آہ جب بو چکا ہوں وقتِ درو ہو گا حسرت کا سامنا یا رب
صدقہ ماہِ ربیع الاول کا گیہوں اس کھیت سے اگا یا رب
پاک ہے دُرد و درد سے جو مے جام اس کا مجھے پلا یا رب
ق کر کے گسترده خوانِ اُدْعُوْنِیْ تو نے بندوں کو دی صلا یا رب
آستاں پر ترے ترا منگتا سنکر آیا ہے یہ صدا یا رب
نعمتِ اَسْتَجِبْ سے پائے بھیک ہاتھ پھیلا ہوا مرا یا رب
تجھ سے وہ مانگوں میں جو بہتر ہو مدعی ہو نہ مدعا یا رب
مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا شاد رکھ شاد دائما یا رب
مجھ پر اور میرے دونوں بھائیوں پر سایہ ہو تیرے فضل کا یا رب
عیش تینوں گھروں کے تینوں کو اپنی رحمت سے کر عطا یا رب
میرے فاروق و حامد حسنین درد و غم سے رہیں جدا یا رب
لختِ دل مصطفےٰ حسین رضا ہر جگہ پائیں مرتبہ یا رب
سایۂ پنجتن ہو پانچوں پر دائما ہو تری عطا یا رب
دونوں عالم کی نعمتیں پائے مرتضےٰ بہرِ مصطفےٰ یا رب
علم و عمر و عمل فراخ معاش مجتبےٰ کو بھی کر عطا یا رب
کر دے فضل و نعم سے مالا مال غم الم سے انہیں بچا یا رب
ان کے دشمن ذلیل و خوار رہیں رد رہے ان کی ہر بلا یا رب
بال بیکا کبھی نہ ہو ان کا ۔ بول بالا ہو دائما یا رب
میری ماں میری بہنیں بھانجے سب پائیں آرامِ دوسرا یا رب
اور بھی جتنے میرے پیارے ہیں حاجتیں سب کی ہوں روا یا رب
میرے احباب پر بھی فضل رہے تیرا تیرے حبیب کا یا رب
اہلِ سنت کی ہر جماعت پر ہر جگہ ہو تری عطا یا رب
دشمنوں کے لئے ہدایت کی تجھ سے کرتا ہوں التجا یا رب

تو حسن کو اٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ یارب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولیٰ جواب

میری حامی ہے تیری شان کرم
پرسش روز قیامت کا جواب

ہیں دعائیں سنگ دشمن کا عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار
ہے کہیں اس آستانہ کا جواب

روز محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جواب لاجواب

ہیں ید بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں اُن کی کف پا کا جواب

کیا عمل تُو نے کیے اُس کا سوال
تیری رحمت چاہیئے میرا جواب

مہر و مہ ذرے ہیں اُن کی راہ کے
کون دے نقش کف پا کا جواب

تُم سے اُس بیمار کو صحت ملے
جس کو دیدیں حضرت عیسیٰ جواب

دیکھ رضواں دشت طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائیگا جواب

شور ہے لطف و عطا کا شور ہے
مانگنے والا نہیں سنتا جواب

ق
جرم کی پاداش پاتے اہل جرم
الٹی باتوں کا نہ ہو سیدھا جواب

پر تمہارے لطف آڑے آ گئے
دیدیا محشر میں پرسش کا جواب

ہے حسن محو جمال روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

جانب مغرب وہ چمکا آفتاب
بھیک کو مشرق سے نکلا آفتاب

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب
ذرہ ذرہ سے ہو پیدا آفتاب

عارض پر نور کا صاف آئینہ
جلوہ حق کا چمکتا آفتاب

یہ تجلی گاہ ذات بحت ہے
زلف انور ہے شب آسا آفتاب

دیکھنے والوں کے دل ٹھنڈے کیے
عارض انور ہے ٹھنڈا آفتاب

ہے شب دیجور طیبہ نور سے
ہم سیہ کاروں کا کالا آفتاب

بخت چمکا دے اگر شانِ جمال
ہو مری آنکھوں کا تارا آفتاب

نور کے سانچے میں ڈھالا ہے تجھے
کیوں ترے جلووں کا ڈھلتا آفتاب

ناخدائی سے نکالا آپ نے
چشمۂ مغرب سے ڈوبا آفتاب

ذرہ کی تابش ہے اُن کی راہ میں
یا ہُوا ہے گر کے ٹھنڈا آفتاب

گرمیوں پر ہے وہ حُسنِ بے زوال
ڈھونڈتا پھرتا ہے سایہ آفتاب

اُن کے در کے ذرہ سے کہتا ہے مہر
ہے تمہارے در کا ذرہ آفتاب

شامِ طیبہ کی تجلّی دیکھ کر
ہو تری تابش کا تڑکا آفتاب

رُوئے مولیٰ سے اگر اُٹھتا نقاب
چرخ کھا کر غش میں گرتا آفتاب

کہہ رہی ہے صُبحِ مولد کی ضیا
آج اندھیرے سے ہے نکلا آفتاب

وہ اگر دیں نکہت و طلعت کی بھیک
ذرہ ذرہ ہو مہکتا آفتاب

تلوے اور تلوے کے جلوے پر نثار
پیارا پیارا نور پیارا آفتاب

اے خدا ہم ذرّوں کے بھی دن پھریں
جلوہ فرما ہو ہمارا آفتاب

اُن کے ذرہ کے نہ سر چڑھ حشر میں
دیکھ اب بھی ہے سویرا آفتاب

جس سے گذرے اے حسن وہ مہرِ حسن
اُس گلی کا ہو اندھیرا آفتاب

ردیف تائے منقوطہ

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
پردہ اُٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ ولادت
سایہ خُدا کا سایہ صبحِ شبِ ولادت

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مُرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ ولادت

پژمُردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہُوا وہ دریا صبحِ شبِ ولادت

گُل ہے چراغِ صرصر گُل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شبِ ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گُل میں ہزار گلشن
نشو و نما ہے کیا کیا صبحِ شبِ ولادت

جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دُنیا صبحِ شبِ ولادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے
پھیلا نیا اجالا صبحِ شبِ ولادت

اٹکے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے
ابرِ کرم وہ برسا صبحِ شبِ ولادت

بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے
قسمت نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

ارض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے
بانٹے گا کون باڑا صبحِ شبِ ولادت

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شبِ ولادت

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اجالا صبحِ شبِ ولادت

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شبِ ولادت

خطبہ ہوا زمین پر سکہ پڑا فلک پر
پایا جہاں نے آقا صبحِ شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلیگا۔
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبحِ شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی نا کتخدا دلہن تھی۔
پایا دلہن نے دولہا صبحِ شبِ ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نو کا خطبہ صبحِ شبِ ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبحِ شبِ ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبحِ شبِ ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کاٹا گیا سیاہا صبحِ شبِ ولادت

ملکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبحِ شبِ ولادت

سوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا۔
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبحِ شبِ ولادت

نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کچا ہوا علاقہ صبحِ شبِ ولادت

دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبحِ شبِ ولادت

قربان اے دو شنبہ تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبحِ شبِ ولادت

پیارے ربیع اول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبا صبحِ شبِ ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہ عالم آرا۔
تاروں کی چھاؤں آیا صبحِ شبِ ولادت

نوشہ بناؤ ان کو دولہا بناؤ ان کو
ہے عرش تک یہ شہرا صبحِ شبِ ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دولہا بنا وہ دولہا صبحِ شبِ ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبحِ شبِ ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبحِ شبِ ولادت

بندوں کو عیش و شادی اعدا کو نامرادی
کڑکیت کا ہے کڑکا صبحِ شبِ ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی لٹے گا صدقہ صبحِ شبِ ولادت

آمد کا شور سنکر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں ہتہ صبحِ شبِ ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرحبا کا صبحِ شبِ ولادت

ق

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبحِ شبِ ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں اُن کا کلمہ صبحِ شبِ ولادت

ہاں دین والو اٹھو تعظیم والو اٹھو
آیا تمہارا مولےٰ صبحِ شبِ ولادت

اٹھو حضور آئے شاہِ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبحِ شبِ ولادت

اٹھو ملک اٹھے ہیں عرش و فلک اٹھے ہیں
کرتے ہیں انکو سجدہ صبحِ شبِ ولادت

آؤ فقیرو آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کرم ہے وا صبحِ شبِ ولادت

سوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبحِ شبِ ولادت

مرجھائی کلیوں آؤ کملائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبحِ شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبحِ شبِ ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی
صدقہ تجلیوں کا صبحِ شبِ ولادت

لایا ہے شیر تیرا نور خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبحِ شبِ ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دیدے حسن کا حصہ صبحِ شبِ ولادت

ذکرِ شہادت

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلبیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہلبیت

انکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

مصطفےٰ عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
مصطفٰے بائع خریدار اُسکا اللہ اشتری

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حُسن و عشق
پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
ہوگئی تحقیق عید دید آبِ تیغ سے۔

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج
اے شبابِ فصلِ گُل یہ چل گئی کیسی ہوا

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مِلجا فرات

خاک پر عبّاس و عثمانِ علم بردار ہیں
تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں

قافلہ سالارِ منزل کو چلے ہیں سونپ کر
فاطمہؓ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے

وقتِ رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
ابر فوجِ دشمناں میں اے فلک یوں ڈوب جائے

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغِ یار میں
باغ جنّت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا

حوریں بے پردہ نکل آئی سر کھولے ہوئے
کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بیکسی

گھر لُٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچکر
زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا

اپنا سودا بیچکر بازار سُونا کر گئے

قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت
خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہلبیت

کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت
خون سے سینچا گیا ہے گُلستانِ اہلبیت

خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہلبیت
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلبیت

کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلبیت
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلبیت

دن دہاڑے لُٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت
خاک تجھپر دیکھ تو سُوکھی زبانِ اہلبیت

بیکسی اب کون اُٹھائے گا نشانِ اہلبیت
پیاس کی شدت میں تڑپے بےزبانِ اہلبیت

وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہلبیت
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت

لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلبیت
فاطمہؓ کا چاند مہرِ آسمانِ اہلبیت

خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلبیت

آج کیسا حشر ہے یارب میانِ اہلبیت
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلبیت

جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلبیت
اور اونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیت

کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہلبیت
خوب دعوت کی بُلاکر دشمنانِ اہلبیت

کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہلبیت

اہلبیتِ پاک سے گستاخیاں بیباکیاں		لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلبیت

ردیف ثائے مثلثہ

جاں بلب ہوں آ مری جاں الغیاث
ہوتے ہیں کچھ اور ساماں الغیاث

درد مند دل کو دوا ملتی نہیں
اے دوائے دردمنداں الغیاث

جان سے جاتے ہیں بیچارے غریب
چارہ فرمائے غریباں الغیاث

حد سے گذریں درد کی بے دردیاں
درد سے بیحد ہوں نالاں الغیاث

بیقراری چین لیتی ہی نہیں
اے قرارِ بے قراراں الغیاث

حسرتیں دل میں بہت بے چین ہیں
گھر ہوا جاتا ہے زنداں الغیاث

خاک ہے پامال میری کو بکو
اے ہوائے کوئے جاناں الغیاث

المدد اے زلفِ سرور المدد
ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث

دل کی الجھن دور کر گیسوئے پاک
اے کرم کے سنبلستاں الغیاث

اے سرِ پُر نور اے سِترِ خدا
ہوں سراسیمہ پریشاں الغیاث

غمزدوں کی شام ہے تاریک رات
اے جبیں اے ماہِ تاباں الغیاث

ابروِ شہ کاٹ دے زنجیرِ غم
تیرے صدقے تیرے قرباں الغیاث

دل کے ہر پہلو میں غم کی پھانس ہے
میں فدا مژگانِ جاناں الغیاث

چشمِ رحمت آگیا آنکھوں میں دم
دیکھ حالِ خستہ حالاں الغیاث

مردمک اے مہر نورِ ذاتِ بحت
ہیں سیہ بختی کے ساماں الغیاث

تیرِ غم کے دل میں چھد کر رہ گئے
اے نگاہِ مہرِ جاناں الغیاث

اے کرم کی کان اے گوشِ حضور
سن لے فریادِ غریباں الغیاث

عارضِ رنگیں خزاں کو دور کر
اے جہاں آرا گلستاں الغیاث

بینیٔ پُر نور حالِ ما ببیں
ناک میں دم ہے مسیحاں الغیاث

جاں بلب ہوں جاں بلب پر رحم کر
اے لب اے عیسیٰ دوراں الغیاث

اے تبسم غنچۂ دل کی جان / کھل چلیں مرجھائی کلیاں الغیاث
اے دہن اے چشمۂ آبِ حیات / مر مٹے دے آبِ حیواں الغیاث
دُرِّ مقصد کے لیے ہوں غرقِ غم / گوہرِ شادابِ دنداں الغیاث
اے زبانِ پاک کچھ کہہ دے کہ ہو / ردِّ بلائے بے زباناں الغیاث
اے کلام اے راحتِ جانِ کلیم / کلمہ گو ہے غم سے نالاں الغیاث
کامِ شہ اے کامبخشِ کامِ دل / ہوں میں ناکامی سے گریاں الغیاث
چاہِ غم میں ہوں گرفتارِ الم / چاہِ یوسف اے زنخداں الغیاث
ریشِ اطہر سنبلِ گلزارِ خلد / ریشِ غم سے ہوں پریشاں الغیاث
اے گلو اے صبحِ جنت شمعِ نور / تیرہ ہے شامِ غریباں الغیاث
غم سے ہوں ہمدوش اے دوش المدد / دوش پر ہے بارِ عصیاں الغیاث
اے بغل اے صبحِ کافورِ بہشت / مہر بر شامِ غریباں الغیاث
غنچۂ گل عطر دانِ عطرِ خلد / بوئے غم سے ہوں پریشاں الغیاث
بازوئے شہ دستگیری کر مری / اے توانِ ناتواناں الغیاث
دستِ اقدس اے بے نیسانِ جود / غم کے ہاتھوں سے ہوں گریاں الغیاث
اے کفِ دست اے یدِ بیضا کی جان / تیرہ دل ہو نور افشاں الغیاث
ہم سیہ ناموں کو اے تحریرِ دست / تو ہو دستاویزِ غفراں الغیاث
پھر بہائیں انگلیاں انہارِ فیض / پیاس سے [illegible] الغیاث
بہرِ حق اے ناخن اے عقدہ کشا / مشکلیں ہو جائیں آساں الغیاث
سینۂ پُر نور صدقہ نور کا / بے ضیا سینہ ہے ویراں الغیاث
قلبِ انور تجھ کو سب کی فکر ہے / کر دے بے فکری کے ساماں الغیاث
اے جگر تجھ کو غلاموں کا ہے درد / میرے دکھ کا بھی ہو درماں الغیاث
اے شکم بھر پیٹ صدقہ نور کا / پیٹ بھر اے کانِ احساں الغیاث
پشت والا میری پشتی پر ہو تو / روبرو ہیں غم کے ساماں الغیاث
مہرِ پشتِ پاک میں تجھ پر فدا / دیدے آزادی کا فرماں الغیاث
تیرے صدقے اے کمر بستہ کمر / ٹوٹی کمروں کا ہو درماں الغیاث

پائے انور اے سرفرازی کی جاں
میں شکستہ پا ہوں جاناں الغیاث

نقشِ پا اے نو گُلِ گلزارِ خُلد
ہو بہ اُجڑا بن گلستاں الغیاث

اے سراپا اے سراپا لطفِ حق
ہوں سراپا جرم و عصیاں الغیاث

اے عمامہ دَورِ گردش دُور کر
گرد پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث

نیچے نیچے دامنوں والی عبا۔
خوار ہے خاکِ غریباں الغیاث

پڑگئی شامِ الم میرے گلے
جلوۂ صُبحِ گریباں الغیاث

کھول مشکل کی گرہ بندِ قبا
بندِ غم میں ہوں پریشاں الغیاث

آستیں نقدِ عطا در آستیں
بہتا ہیں اشک دیزاں الغیاث

چاک اے چاکِ جگر کے بخیہ گر
دِل ہے غم سے چاک جاناں الغیاث

عیب کھلتے ہیں گدا کے روزِ حشر
دامنِ سُلطانِ خُوباں الغیاث

دو دامن دور دور ہے ترا
دُور کر دُوری کا دوراں الغیاث

ہوں فسردہ خاطر اے گلگوں قبا
دِل کھلا دیں تیری کلیاں الغیاث

دل ہے ٹکڑے ٹکڑے پیوندِ لباس
اے پناہِ خستہ حالاں الغیاث

ہے پھٹے حالوں مرا رختِ عمل
اے لباسِ پاکِ جاناں الغیاث

نعلِ شہ عزت ہی میری تیرے ہاتھ
اے وقارِ تاجِ شاہاں الغیاث

اے شراکِ نعلِ پاکِ مصطفےٰ
زیرِ نشتر ہے رگِ جاں الغیاث

شانۂ شہ دل ہی غم سے چاک چاک
اے انیسِ سینہ چاکاں الغیاث

سُرمہ اے چشم و چراغِ کوہِ طور
ہے سیہ شامِ غریباں الغیاث

ٹوٹتا ہے دم میں ڈورا سانس کا
دلنشیں مسواکِ جاناں الغیاث

آئینہ اے منزلِ انوارِ قدس
تیرہ بختی سے ہوں حیراں الغیاث

سخت دشمن ہے حسنؔ کی تاک میں
المدد محبوبِ یزداں الغیاث

استغاثہ بجنابِ غوثیت

پڑے مجھ پر نہ کچھ افتاد یا غوث
مدد پر ہو تری امداد یا غوث

اُڑے تیری طرف بعد فنا خاک — نہ ہو مٹی مری برباد یا غوث
مرے دل میں بسیں جلوے تمہارے — یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث
نہ بھولوں بھول کر بھی یاد تیری — نہ یاد آئے کسی کی یاد یا غوث
مُریدی لاتخف فرماتے آؤ — بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یا غوث
گلے تک آگیا سیلاب غم کا — چلا میں آپ سے فریاد یا غوث
نشیمن سے اڑا کر بھی نہ چھوڑا — ابھی ہے گھات میں صیاد یا غوث
خمیدہ سر گرفتار قضا ہے۔ — کشیدہ خنجر جلاد یا غوث
اندھیری رات جنگل میں اکیلا — مدد کا وقت ہے فریاد یا غوث
کھلا دو غنچۂ خاطر کہ تم ہو — بہار گلشن ایجاد یا غوث
مرے غم کی کہانی آپ سن لیں — کہوں میں کس سے یہ روداد یا غوث
رہوں آزاد قید عشق کب تک — کرو اس قید سے آزاد یا غوث
کرو گے کب تک اچھا مجھ برے کو — مرے حق میں ہے کیا ارشاد یا غوث
غم دنیا غم قبر و غم حشر — خدا را کر دو مجھ کو شاد یا غوث

حسن منگتا ہے دیدے بھیک داتا
رہے یہ راج پاٹ آباد یا غوث

ردیف جیم تازی

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج — کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج
آمد ہے یہ کس بادشہ عرش مکاں کی — آتے ہیں فلک سے جو حسینان ارم آج
کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں — آتا ہے نظر نقشۂ گلزار ارم آج
نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ — اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج
بادل سے جو رحمت کے سر شام گھرے ہیں — برسے گا مگر صبح کو باران کرم آج
کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے — ہر بام پہ ہے جلوہ نما نور قدم آج
کھلتا نہیں کس جان مسیحا کی ہے آمد — بت بولتے ہیں قالب بیجاں میں ہے دم آج
بت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہے — مل مل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نغمہ کہ ہوا لوث سے ہیں پاک
بت نکلے کہ آئے مرے مالک کے قدم آج

تسلیم میں سر جھکے ہیں دل منتظر آنکھیں
کس پھول کے مشتاق ہیں مرغانِ حرم آج

اے کفر تجھے کاسر وہ شوکت شکن آیا
گردن ہے تری دم میں تہِ تیغ دو دم آج

کچھ رعب شہنشاہ ہے کچھ ولولۂ شوق
ہے طرفہ کشاکش میں دلِ بیت ودم آج

پُر نور جو ظلمت کدۂ دہر ہوا ہے
روشن ہے کہ آتا ہے وہ مہتابِ کرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علم آج

گر عالمِ ہستی میں وہ مہر جلوہ فگن ہے
تو سایہ کے جلوہ پہ فدا اہلِ عدم آج

ہاں مفلسو خوش ہو کہ ملا دامنِ دولت
تر دامنو مژدہ وہ اٹھا ابر کرم آج

تعظیم کو اٹھے ہیں ملک تم بھی کھڑے ہو
پیدا ہوئے سلطانِ عرب شاہِ عجم آج

کل نارِ جہنم سے حسن امن و اماں ہو
اُس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

ردیف ہائے حطی

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

منہ دھو کے جوئے شیر میں آئے ہزار صبح
شام حرم کی پائے نہ ہرگز بہار صبح

للہ اپنے جلوۂ عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہائے تار صبح

روشن ہیں اُنکے جلوۂ رنگیں کی تابشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر نثار صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے یہاں تار تار صبح

آتے ہیں پاسبانِ درِ شہ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

اے ذرۂ مدینہ خدا را نگاہ مہر
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظار صبح

زلفِ حضور و عارضِ پُر نور پر نثار
کیا نور بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح

نورِ ولادتِ مہِ بطحیٰ کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح

ہر ذرۂ حرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بے شمار صبح

گیسو کے بعد یاد ہو رخسارِ پاک کی
ہو مشک بار شام کی کافور بار صبح

کیا نورِ دل کو نجدیٔ تیرہ دروں سے کام
تا حشر شام سے نہ ملے زینہار صبح

حسنِ شبابِ ذرۂ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کورِ باطن آئینہ کیا شیر خوار صبح

بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لئے بیقرار صبح

مایوس کیوں ہوں خاک نشیں حسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرہ کی ہے ذمہ دار صبح

کیا دشتِ پاکِ طیبہ سے آئی ہوا اے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقدِ بہار صبح

جو نور بار ہوا آفتابِ حسنِ ملیح
ہوئے زمین و زماں کامیابِ حسنِ ملیح

زوال مہر کو ہو ماہ کا جمال گھٹے
مگر ہے اوجِ ابد پر شبابِ حسنِ ملیح

زمیں کے پھول گریباں دریدۂ غمِ عشق
فلک پہ بدر دل افگارِ تابِ حسنِ ملیح

دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف
مگر ہوا ہے نہ ہوگا جوابِ حسنِ ملیح

الٰہی موت سے یوں آئے مجھ کو میٹھی نیند
مرے خیال کی راحت ہو خوابِ حسنِ ملیح

جمال والوں میں ہے شورِ عشق اور ابھی
ہزار پردوں میں ہے آب و تابِ حسنِ ملیح

زمیں شور بنے تختۂ گل و سنبل
عرق فشاں ہوا اگر آب و تابِ حسنِ ملیح

نثارِ دولتِ بیدار و طالعِ ازواج
نہ دیکھی چشمِ زلیخا نے خوابِ حسنِ ملیح

تجلیوں نے نمک بھر دیا ہے آنکھوں میں
ملاحت آپ ہوئی ہے حجابِ حسنِ ملیح

نمک کا خاصہ ہے اپنے کیف پر لاتا
ہر ایک شے نہ ہو کیوں بہرہ یابِ حسنِ ملیح

عسل ہو آب بنیں کوزہائے قندِ حباب
جو بحرِ شور میں ہو عکسِ آبِ حسنِ ملیح

دلِ صباحتِ یوسف میں سوزِ عشقِ حضور
نبات و قند ہوئے ہیں کبابِ حسنِ ملیح

صبیح ہوں کہ صباحتِ جمیل ہوں کہ جمال
غرض سبھی ہیں نمک خوار بابِ حسنِ ملیح

کھلے جب آنکھ نظر آئے وہ ملاحتِ پاک
بیاضِ صبح ہو یا رب کتابِ حسنِ ملیح

حیات بے مزہ و بخت تیرہ میدارم
بتاب اے مہِ گردوں جنابِ حسنِ ملیح

حسنؔ کی پیاس بجھا کر نصیب چمکا دے
ترے نثار میں اے آب و تابِ حسنِ ملیح

ردیفِ خائے معجمہ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ
کرم کا چشمہ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
بہار فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سُرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں
اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قرباں
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرشِ بریں کا گماں ہوتا ہے
زمینِ خُلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دلوں کے مَیل دُھلے گُل کھلے سرور ملے
عجیب چشمہ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پُورے
کہ اپنی روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تُو نے غلاموں کے دل کئے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

ق

خوشی ہے اہلِ سُنّت میں ہیں مگر عدوں کے یہاں
فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ

جدھر گیا سُنی آواز یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
ہر اک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی
کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہُوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

ردیفِ دال مہملہ

ذاتِ والا پہ بار بار درود
بار بار اور بے شمار درود

روئے انور پہ نور بار سلام
زلفِ اطہر پہ مشکبار درود

اس مہک پر شمیم بیز سلام
اُس چمک پر فروغ بار درود

اُن کے ہر جلوہ پر ہزار سلام
اُن کے ہر لمعہ پر ہزار درود

اُن کی طلعت پہ جلوہ ریز سلام — اُن کی نکہت پہ عطر بار درود
جس کی خوشبو بہارِ خلد بسائے — ہے وہ محبوب گلعذار درود
سر سے پا تک کرور بار سلام — اور سراپا پہ بے شمار درود
دِل کے ہمراہ ہوں سلام فدا — جان کے ساتھ ہو نثار درود
چارۂ جانِ دردمند سلام — مرہمِ سینۂ فگار درود
بے عدد اور بے عدد تسلیم — بے شمار اور بیشمار درود
بیٹھتے اُٹھتے جاگتے سوتے — ہو الٰہی مرا شعار درود
شہریارِ رسل کی نذر کروں — سب درودوں کی تاجدار درود
گورِ بیکس کو شمع سے کیا کام — ہو چراغِ سرِ مزار درود
قبر میں خوب کام آتی ہے — بیکسوں کی ہے یارِ غار درود
انھیں کس کی درود کی پروا — ق — بھیجے جب اُن کا کردگار درود
ہے کرم ہی کرم کہ سنتے ہیں — آپ خوش ہو کے بار بار درود
جان نکلے تو اِس طرح نکلے — ق — تجھپر اے غمزدوں کے یار درود
دِل میں جلوے بسے ہوئے تیرے — لب سے جاری ہو باربار درود

اے حسنؔ خارِ غم کو دل سے نکال
غمزدوں کی ہے غمگسار درود

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بُو پسند — صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تو پسند
اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے — ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تُو پسند
مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس — اے جان کر لے ٹوٹے ہوئے دِل کو تُو پسند
ہیں خانہ زاد بندہ کا احسان تو کیا عجب — تیری وہ خو ہے کرتے ہیں جسکو عدو پسند
کیونکر نہ چاہیں تیری گلی میں ہوں مرکے خاک — دنیا میں آج کسکو نہیں آبرو پسند
ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر — عاجز نواز ہے تری خو اے خوبرو پسند
قُل کہکر اپنی بات بھی لب سے ترے سُنی — اللہ کو ہے اپنی تری گفتگو پسند
حور و فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں — ہے دو جہاں میں قبضہ کئے چار سو پسند
اُن کے گناہگار کی اُمید عفو کو — پہلے کرے گی آیت لا تقنطوا پسند

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ بناد پر
کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

ہے خواہشِ وصالِ دریار لے حسنؔ
آئے نہ کیوں اثر کو مری آرزو پسند

ردیف ذال معجمہ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منوّر کاغذ
عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

صفتِ خارِ مدینہ کروں گلکاری
دفترِ گل کا عنادل سے منگاکر کاغذ

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچہ میں
سو سیہ نامہ اُجالے وہ منوّر کاغذ

شامِ طیبہ کی تجلی کا کچھ احوال لکھوں
دے بیاضِ سحر اِک ایسا منوّر کاغذ

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے
کہ جدا نقش سے ہوتا نہیں دم بھر کاغذ

ورقِ مہر اسے خطِ غلامی لکھ دے
ہو جو وصفِ رخِ پُرنور سے انور کاغذ

تیرے بندے ہیں طلبگار تری رحمت کے
سُن گناہوں کے نہ اے داورِ محشر کاغذ

لبِ جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں
ہو مجھے تارِ نفس ہر خطِ مسطر کاغذ

مدحِ رخسار کے پھولوں میں بسالوں جو حسنؔ
حشر میں ہو مرے نامہ کا معطر کاغذ

ردیف رائے مہملہ

اگر چمکا مقدر خاکِ پائے رہرواں ہو کر
چلینگے بیٹھتے اٹھتے غبارِ کارواں ہو کر

شبِ معراج وہ دم بھر میں پلٹے لامکاں ہو کر
بہارِ ہشت جنت دیکھ کر ہفت آسماں ہو کر

چمن کی سیر سے جلتا ہے جی طیبہ کی فرقت میں
مجھے گلزار کا سبزہ رُلاتا ہے دھواں ہو کر

تصوّر اُس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہو کر جان کا آرامِ جاں ہو کر

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن
تمہارے در پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہو کر

دکھا دے اے خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو
پھروں کب تک پریشاں بلبلِ بے آشیاں ہو کر

ہوئے یمنِ قدم سے فرش و عرش و لامکاں زندہ
خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جانِ جہاں ہو کر

ترے دستِ عطا نے دولتیں دیں دل کئی ٹھنڈے
کہیں گوہر فشاں ہو کر کہیں آبِ رواں ہو کر

فدا ہو جائے اُمت اس عنایت اس محبت پر
ہزاروں غم لیے ہیں ایک دل پر شادماں ہو کر

جو رکھتے ہیں سلاطیں شاہی جاہ و بہ کی خواہش
نشاں قائم کریں اُن کی گلی میں بے نشاں ہو کر

وہ جس رہ سے گزرتے ہیں بسی رہتی ہے نکہت تک
نصیب اُس گھر کے جس گھر میں وہ ٹھہریں میہماں ہو کر

حسن کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو طیبہ کا رستہ لو
زمیں ہمسر سرگرداں رکھے گی آسماں ہو کر

مرحبا عزت و کمالِ حضور
ہے جلالِ خدا جلالِ حضور

اُن کے قدموں کی یاد میں مرے
کیجئے دل کو پائمالِ حضور

دشتِ ایمن ہے سینۂ مومن
دل میں ہے جلوۂ خیالِ حضور

آفرینش کو ناز ہے جس پر
ہے وہ انداز بے مثالِ حضور

ماہ کی جان مہر کا ایمان
جلوۂ حسنِ بے زوالِ حضور

حسنِ یوسف کرے زلیخائی
خواب میں دیکھ کر جمالِ حضور

وقفِ انجاحِ مقصدِ خدام
ہر شب و روز و ماہ و سالِ حضور

سکہ رائج ہے حکم جاری ہے
دونوں عالم ہیں [illegible] حضور

تابِ دیدار ہو کسے جو نہ ہو
پردۂ غیب میں جمالِ حضور

جو نہ آئی نظر نہ آئے نظر
ہر نظر میں ہے [illegible] مثالِ حضور

اٹھیں نقصان سے نہیں سکتا
دشمن اپنا ہے بدسگالِ حضور

ورنہ التاج فرقِ شاہی ہے
ذرۂ شوکتِ نعالِ حضور

حال سے کشفِ رازِ قال نہ ہو
قال سے کیا عیاں ہو حالِ حضور

منزلِ رشد کے نجوم اصحاب
کشتیٔ خیر و امن آلِ حضور

ہے ترے قلب کے لئے اکسیر
اے حسن خاکِ پائمالِ حضور

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار اُن کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں اُن کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اِس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یارب اسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

خلد کیسا نفسِ سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بد چلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

ردیف زائے معجمہ

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مُردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا
اب تو یہ گھر پسند یہ در یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکمے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شانِ کرم کو اچھے برے سے غرض نہیں
اُس کو سبھی پسند ہیں اُس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ اٹھتا تو مدینہ ہی کی طرف
تیرا ہی در پسند تیری ہی گلی عزیز

اُس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

کونین دے دیے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اِسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیاتِ ابد ملے
اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگِ ستم کے بعد دعائے فلاح کی
بندے تو بندے ہیں تمہیں ہیں عدو بھی عزیز

دل سے ذرا یہ کہہ دے کہ ان کا غلام ہوں
ہر دشمنِ خدا ہو خدا کو ابھی عزیز

طیبہ کے ہوتے خلدِ بریں کیا کروں حسن
مجھ کو یہی پسند ہے مجھ کو یہی عزیز

ردیف سین مہملہ

ہوں جو یاد رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس
چمک اُٹھے چہِ یوسف کی طرح شانِ قفس

کس بلا میں ہیں گرفتار اسیرانِ قفس
کل تھے مہمانِ چمن آج ہیں مہمانِ قفس

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
اب کہاں طیبہ وہی ہم وہی نالانِ قفس

روئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
ہائے کیا قہر کیا اُلفتِ یارانِ قفس

نوحہ گر کیوں نہ رہے مُرغِ خوش الحانِ چمن
باغ سے دام ملا دام سے زندانِ قفس

پائیں صحرائے مدینہ تو گلستاں لیجائیے
ہند ہے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس

زخمِ دل پھول بنے آہ کی چلتی ہے نسیم
روز افزوں ہے بہارِ چمنستانِ قفس

قافلہ دیکھتے ہیں جب سوئے طیبہ
کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

تھا چمن ہی ہمیں زنداں کہ نہ تھا وہ گُلِ تر
قید پر قید ہوا اور یہ زندانِ قفس

دشتِ طیبہ میں ہمیں شکلِ وطن یاد آئی
بدنصیبی سے ہوا باغ میں ارمانِ قفس

اب نہ آئینگے اگر کھل گئی قسمت کی گرہ
اب گرہ باندھ لیا ہم نے یہ پیمانِ قفس

ہند کو کون مدینے سے پلٹنا چاہے
عیش گلزار بھلا دے جو نہ دورانِ قفس

کیجیے کس گُلِ خوبی کی ثنا میں ہیں حسن
نکہت خُلد سے مہکا ہے جو زندانِ قفس ۞

ردیف شین معجمہ

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش
نہیں ممکن کہ ہو اُس سے خدا خوش

شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا
زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش

سلاطیں مانگتے ہیں بھیک اُس سے
یہ اپنے گھر سے ہے اُس کا گدا خوش

پسندِ حق تعالےٰ تیری ہر بات
ترے انداز خوش تیری ادا خوش

مٹیں سب ظاہر و باطن کے امراض
مدینے کی ہے یہ آب و ہوا خوش

فتنۂ ضد کی محبت کے تقاضے
کہ جس سے آپ خوش اُس سے خدا خوش

ہزاروں جُرم کرتا ہوں شب و روز
خوشا قسمت نہیں وہ پھر بھی ناخوش

الٰہی دے مرے دل کو غمِ عشق
نشاطِ دہر سے ہو جاؤں ناخوش

نہیں جاتیں کبھی وحشت نبی سے
کچھ ایسی ہے بہاروں کو فضا خوش

مدینے کی اگر سرحد نظر آئے
دلِ ناشاد ہو بے انتہا خوش

نہ تھے آرام دم بھر بے غمِ عشق
دلِ مضطر ہیں خوش میرا خدا خوش

ق

نہ تھا ممکن کہ ایسی معصیت پر
گنہگاروں سے ہو جاتا خدا خوش

تمہاری روتی آنکھوں نے ہنسایا
تمہارے غمزدہ دل نے کیا خوش

الٰہی دھوپ ہے اُن کی گلی کی
مرے سر کو نہیں ظلِ ہما خوش

حسن نعت چنیں شیریں بیانی
تو خوش باشی کہ کردی وقتِ ما خوش

ردیف صاد مہملہ

خدا کی خلق ہیں سب انبیاء خاص
گروہِ انبیاء میں مصطفےٰ خاص

نرالا حسن انداز و ادا خاص
تجھے خاصوں میں حق نے کر لیا خاص

تری نعمت کے سائل خاص تا عام
تری رحمت کے طالب عام تا خاص

شریک اوس میں نہیں کوئی پیمبر
خدا سے ہے جو تجھ کو واسطہ خاص

گنہگارو نہ ہو مایوسِ رحمت
نہیں ہوتی کریموں کی عطا خاص

گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک
نہیں میں خاص اور نہ میری التجا خاص

ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا۔
تمہیں ہو مالکِ مُلکِ خدا خاص

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو
خدا نے در تمہارا کر دیا خاص

جو کچھ پیدا ہوا دونوں جہاں میں
تصدق ہے تمہاری ذات کا خاص

تمہاری انجمن آرائیوں کو
ہوا ہنگامۂ قالوا بلیٰ خاص

نبی ہم پایہ ہوں کیا۔ تو نے پایا
نبوت کی طرح ہر معجزہ خاص

جو رکھتا ہے جمالِ مَنْ رَاٰنِیْ
اُسی منہ کی صفت ہے والضحیٰ خاص

نہ کھینچو ادب دیوانۂ دل پر اس کو
حسنؔ ہے آپ کے در کا گدا خاص

ردیف ضاد معجمہ

سن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور بڑے بے نوا کی عرض

اُس بے نوا کے در پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے در پر گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاص جنابِ خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سن لے ذرّۂ بے دست و پا کی عرض

اے بیکسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سنے مبتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے در کی خاک ہوں
خاکِ درِ حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُلجھن سے دور نور سے معمور کر مجھے
اے زلفِ پاک ہے یہ اسیرِ بلا کی عرض

دکھ میں رہے کوئی یہ گوارا نہیں اُنہیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ درد آشنا کی عرض

کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسنؔ مصطفیٰ کی عرض

ردیف طائے مہملہ

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط
رکھے خاکِ درِ دلدار سے ربط

اُن کی نعمت کا طلبگار سے میل
اُن کی رحمت کا گنہگار سے ربط

دشتِ طیبہ کی جو دیکھ آئیں بہار
ہو عنادل کو نہ گلزار سے ربط

یا خدا دل نہ ملے دنیا سے
نہ ہو آئینہ کو زنگار سے ربط

نفس سے میل نہ کرنا اے دل
قہر ہے ایسے ستمگار سے ربط

دلِ نجدی میں ہو کیوں حُبِّ حضور
ظلمتوں کو نہیں انوار سے ربط

تلخیِ نزع سے اُس کو کیا کام
ہو جسے لعل شکربار سے ربط

خاک طیبہ کی اگر مل جائے
آپ صحت کرے بیمار سے ربط

اُن کے دامانِ گہربار کو ہے
کاسۂ دستِ طلبگار سے ربط

کل ہے اجلاس کا دن اور ہمیں
نیل عطا سے نہ دربار سے ربط

عمر یوں اُن کی گلی میں گذرے
ذرہ ذرہ سے بڑھے پیار سے ربط (ق)

سرِ شوریدہ کو ہے در سے میل
کمرِ خستہ کو دیوار سے ربط

اے حسن خیر ہے کیا کرتے ہو
یار کو چھوڑ کر اغیار سے ربط

ردیف ظائے معجمہ

خاک طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ
عیبِ کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ

دل میں روشن ہو اگر شمع ولائے مولیٰ
دُزدِ شیطاں سے رہے دین کی دولت محفوظ

یا خدا محوِ نظارہ ہوں یہاں تک آنکھیں
شکلِ قرآں ہو مرے دل میں وہ صورت محفوظ

سلسلہ زلفِ مبارک سے ہے جس کے دل کو
ہر بلا سے رکھے اللہ کی رحمت محفوظ

تھی جو اُس ذات سے تکمیلِ فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لئے مُہرِ نبوت محفوظ

اے نگہبان مرے تجھ پہ صلوٰۃ اور سلام
دو جہاں میں ترے بندے ہیں سلامت محفوظ

واسطہ حفظِ الٰہی کا بچا رہزن سے
رہے ایمانِ غریباں دمِ رحلت محفوظ

شاہی کون و مکاں آپ کو دی خالق نے
کنزِ قدرت میں ازل سے تھی یہ دولت محفوظ

تیرے قانون میں گنجائشِ تبدیل نہیں
نسخ و ترمیم سے ہے تیری شریعت محفوظ

جیسے آزاد رہے قامتِ شہ کا صدقہ
رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ

اُس کو اعدا کی عداوت سے ضرر کیا پہنچے
جس کے دل میں ہو حسن اُن کی محبت محفوظ

ردیف عین مہملہ

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع
عروج و اوج ہیں قربانِ بارگاہِ رفیع

نہیں گدا ہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمانِ بارگاہِ رفیع

بنا کے روضہ جہاں ہجرتی اسی در کے
کیا خدا نے جو سامانِ بارگاہِ رفیع

زمین چومنے پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے
فلک جناب غلامانِ بارگاہِ رفیع

ہے انتہائے تعالیٰ ابتدائے اوج یہاں
وراخیال سے ہے شانِ بارگاہِ رفیع

کمندِ رشتۂ عمرِ خضر پہنچ نہ سکے
بلند اتنا ہے ایوانِ بارگاہِ رفیع

وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اس در سے
سبھی ہیں بندۂ احسانِ بارگاہِ رفیع

نوازے جاتے ہیں ہم سے نمک حرام غلام
ہماری جان ہو قربانِ بارگاہِ رفیع

مطیعِ نفس ہیں وہ سرکشانِ جن و بشر
نہیں جو تابعِ فرمانِ بارگاہِ رفیع

صلائے عام ہے مہماں نواز ہیں سرکار
کبھی اٹھا ہی نہیں خوانِ بارگاہِ رفیع

جمالِ شمس و قمر کا سنگار ہے شب و روز
فروغِ شمسۂ ایوانِ بارگاہِ رفیع

ملائکہ ہیں فقط واسطے سلامی کیلئے
خدا ہے آپ نگہبانِ بارگاہِ رفیع

حسن جلالتِ شاہی سے کیوں جھجکتا ہے
گدا نواز ہے سلطانِ بارگاہِ رفیع ٭

ردیف غین معجمہ

خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ
مہکائے بوئے خلد مرا سر بسر دماغ

پایا ہے پائے صاحبِ معراج سے شرف
ذراتِ کوئے طیبہ کا ہے عرش پر دماغ

مومن فدائے نورِ شمیمِ حضور ہیں
ہر دل چمک رہا ہے معطر ہے ہر دماغ

ایسا بسے کہ بوئے گلِ خلد سے بسے
ہو یادِ نقشِ پائے نبی کا جو گھر دماغ

آباد کر خدا کے لئے اپنے نور سے
ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ

ہر خارِ طیبہ زینتِ گلشن ہے عندلیب
ناداں ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ

تا ہم ہے مستحقِ کرامت گناہگار
اللہ اکبر اتنا مزاج اس قدر دماغ

لے نور دل کے واسطے کچھ بھیک مانگتے
ذراتِ خاکِ طیبہ کا ملتا اگر دماغ

اے عندلیب خارِ حرم ہے مثالِ گل
تک تک کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ

ہر دم خیالِ پاک اقامت گزیں رہے
بن جائے گھر دماغ نہ ہو رہ گزر دماغ

شاید کہ وصفِ پائے نبی کچھ بیاں کرے
پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

اُس بدلگام کو ہے دجّال جانیے
منہ آئے ذکرِ پاک کو سُن کر جو بد دماغ

اُن کے خیال سے ملی امن اے حسن
سر پر نہ آئے کوئی بلا ہو سپر دماغ

ردیف فا

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو برخلاف
اُنکی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بلائے نفاق ہے
اُسکی زبان و دل میں رہے عمر بھر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے نجدی مخالفت
کمبخت بدنصیب کی قسمت ہے برخلاف

اُن کی وجاہتوں میں کمی ہو محال ہے
بادشمن اک وار نہ ہو اُن سے گر خلاف

اُٹھوں جو خوابِ مرگ سے آئے شمیمِ یار
یا رب نہ صبحِ حشر ہو بادِ سحر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُنکی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ امتثالِ امر میں دل ہو ادھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف ہیں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

تعمیلِ حکمِ حق کا حسن ہے اگر خیال
ارشادِ پاکِ سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
بلبل نہ جائیگی کبھی گلزار کی طرف

انکار کا وقوع ہو کیا ہو کریم سے
مائل ہوا نہ دل کبھی انکار کی طرف

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

منہ اُس کا دیکھتی ہیں بہاریں بہشت کی
جس کی نگاہ ہے ترے رخسار کی طرف

جاں بخشیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف

محشر میں آفتاب اُدھر گرم اور ادھر
آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے در کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ
کچھ غم نہیں جو تم ہو گنہگار کی طرف

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر نگاہ درِ یار کی طرف

کعبے کے صدقے دل کی تمنا مگر یہ ہے
مرنے کے وقت منہ ہو درِ یار کی طرف

دے جاتے ہیں مراد جہاں مانگیے وہاں
منہ ہونا چاہیئے درِ سرکار کی طرف

روکے گی حشر میں جو مجھے پا شکستگی
دوڑیں گے ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

آہیں دلِ اسیر سے کب تک نہ آئی تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

ق

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آگیا
گھبرا کے ہوگئے وہ گنہگار کی طرف

ٹپتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

عالم کے دل تو بھر گئے دولت سے کیا عجب
گھر دوڑنے لگیں درِ سرکار کی طرف

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالبِ دیدار کی طرف

ردیف قاف

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق
ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق

رہے نہ عفو میں پھر ایک ذرہ شک باقی
جو اُن کی خاکِ قدم ہو قبور کی رونق

نہ فرش کا یہ تجمل نہ عرش کا یہ جمال
فقط ہے نور و ظہورِ حضور کی رونق

تمہارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک
یہی جمال ہے نزدیک و دور کی رونق

زبانِ حال سے کہتے ہیں نقشِ پا اُن کے
ہمیں ہیں چہرۂ غلمان و حور کی رونق

ترے نثار ترا ایک جلوۂ رنگیں
بہارِ جنت [illegible] کی رونق

ضیا زمین و فلک کی ہے جس تجلی سے
الٰہی ہو وہ دلِ ناصبور کی رونق

یہی فروغ تو زیبِ صفا و زینت ہے
یہی ہے حسن و تجلی و نور کی رونق

حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل
تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق

سجی ہے جن سے شبستانِ عالمِ امکاں
وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق

کریں دلوں کو منور سراج[1] کے جلوے
فروغِ بزمِ عوارف ہو نور[2] کی رونق

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفےٰ کی ہے
حسنؔ یہ غم ہے نشاط و سرور کی رونق

[1] سراج العوارف مصنفہ حضرت پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲

[2] تخلص حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

ردیف کاف

جو ہو سر کو رسائی اُن کے در تک
تو پہنچے تاجِ عزت اپنے سر تک

وہ جب تشریف لائے گھر سے در تک
بھکاری کا بھرا ہے در سے گھر تک

دُہائی ناخدائے بیکساں کی ۔
کہ سیلابِ الم پہنچا کمر تک

الٰہی دل کو دے وہ سوزِ اُلفت
پھنکے سینہ جلن پہنچے جگر تک

نہ ہو جب تک تمہارا نام شامل
دعائیں جا نہیں سکتیں اثر تک

گزر کی راہ نکلی رہگزر میں
ابھی پہنچے نہ تھے ہم اُن کے در تک

خدایوں اُن کی الفت میں گما دے
نہ پاؤں پھر کبھی اپنی خبر تک

بجائے چشم خود اُٹھے ۔ تا نہ ہو آڑ
جمالِ یار سے تیری نظر تک

رری نعمت کے بھوکے اہلِ دولت
تری رحمت کا پیاسا ابرِ تر تک

نہ ہوگا دو قدم کا فاصلہ بھی
الٰہ آباد سے احمد نگر تک

تمہارے حسن کے باڑے کے صدقے
نمک خوارِ ملاحت ہے قمر تک

شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے
شبستانِ دنیٰ سے انکے گھر تک

بلائے جان ہے اب ویرانیٔ دل
چلے آؤ کبھی اس اُجڑے گھر تک

نہ کھول آنکھیں نگاہِ شوقِ ناقص
بہت پردے ہیں حُسنِ جلوہ گر تک

جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو
حسن جھونٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

ردیف لام

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برقِ تابانِ جمال

اک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مردمِ دیدہ کی آنکھوں پر ہو احسانِ جمال

چل گیا جس راہ میں سروِ خرامانِ جمال
نقشِ پا سے کھل گئے لاکھوں گلستانِ جمال

ہے شبِ غم امدد گرفتارانِ ہجرانِ جمال
مہر کر ذروں پر اے خورشیدِ تابانِ جمال

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور ۔
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ذرہ ذرہ خاک کا ہو جائیگا خورشیدِ حشر
قبر میں لیجائیں گے عاشق جو ارمانِ جمال

ہو گیا شاداب عالم آ گئی فصلِ بہار
اُٹھ گیا پردہ کھلا باب گلستانِ جمال

جلوہ موئے محاسن چہرۂ انور کے گرد۔
آبنوسی رحل پر رکھا ہے قرآنِ جمال

اُس کے جلوے سے نہ کیوں کافور ہوں ظلماتِ کفر
پیشگاہِ نور سے آیا ہے فرمانِ جمال

کیا کہوں کتنا ہے ان کی رہگزر میں جوشِ حسن۔
آشکارا ذرہ ذرہ سے ہے میدانِ جمال

ذرہ در سے ترے ہمسر ہوں کیا مہر و قمر
یہ ہے سلطانِ جمال اور وہ گدایانِ جمال

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عشاق کی
آنکھیں انکی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

روسیاہی نے شبِ دیجور کو شرما دیا
منہ اُجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

ابروئے پرخم سے پیدا ہے ہلالِ ماہِ عید
مطلعِ عارض سے روشن بدرِ تابانِ جمال

دلکشئ حسنِ جاناں کا ہو گیا عالم بیاں
دل فدائے آئینہ آئینہ قربانِ جمال

پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

تیرے ذرہ پر شبِ غم کی جفائیں تا بکے
نور کا تڑکا دکھا اے مہرِ تابانِ جمال

انتہی مدت تک ہو دید مصحفِ عارض نصیب
حفظ کر لوں ناظرہ پڑھ پڑھ کے قرآنِ جمال

یا خدا دل کی گلی سے کون گذرا ہے کہ آج
ذرہ ذرہ سے ہے طالع مہرِ تابانِ جمال

اُن کے در پر اسقدر بٹتا ہے باڑہ نور کا
جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں گدایانِ جمال

نور کی بارش حسن پر ہو ترے دیدار سے
دل سے دھلجائے الٰہی داغ حرمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر میرِ سامانِ جمال
دل کے آئینوں کو مدت سے ہے ارمانِ جمال

اپنا صدقہ بانٹتا آتا ہے سلطانِ جمال
جھولیاں پھیلائے دوڑیں بے نوایانِ جمال

جس طرح سے عاشقوں کا دل ہے قربانِ جمال
ہے یونہیں قربان تیری شکل پر جانِ جمال

بے حجابانہ دکھا دو اک نظر آنِ جمال
صدقے ہونے کے لئے حاضر ہیں خواہانِ جمال

تیرے ہی قامت نے چمکایا مقدر حسن کا
بس اسی اِکّے سے روشن ہے شبستانِ جمال

روح لے گی حشر تک خوشبوئے جنت کے مزے
گر بسا دیگا کفن عطرِ گریبانِ جمال

مر گئے عشاق لیکن وا ہے چشمِ منتظر
حشر تک آنکھیں تجھے ڈھونڈھینگی اے جانِ جمال

پیشگی ہی نقد جاں دیتے چلے ہیں مشتری
حشر میں کھولیگا یارب کون دکانِ جمال

عاشقوں کا ذکر کیا معشوق عاشق ہو گئے
انجمن کی انجمن صدقہ ہے اے جانِ جمال

تیری ذریت کا ہر ذرہ نہ کیوں ہو آفتاب
سرزمینِ حسن سے نکلی ہے یہ کانِ جمال

بزمِ محشر میں حسینانِ جہاں سب جمع ہیں
پر نظر تیری طرف اٹھتی ہے اے جانِ جمال

آ رہی ہے ظلمتِ شب ہائے غم چھپا کے
نورِ یزداں ہم کو لے زیرِ دامانِ جمال

وسعتِ بازارِ عشق تنگ ہے اُس کے حضور
کس جگہ کھولے کسی کا حسن دکانِ جمال

خوبرویانِ جہاں کو بھی یہی کہتے سنا
تم ہو شانِ حسن جانِ حسن ایمانِ جمال

تیرہ و تاریک رہتی بزمِ خوبانِ جہان
گر ترا جلوہ نہ ہوتا شمعِ ایوانِ جمال

میں تصدق جاؤں اے شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
اس دلِ تاریک پر بھی کوئی لمعانِ جمال

سب سے پہلے حضرتِ یوسف کا نامِ پاک لوں
ہیں گناہوں گر ترے امیدوارانِ جمال

بے بصر پر بھی یہ اُن کے حسن نے ڈالا اثر
دل میں ہے پھوٹی ہوئی آنکھوں پہ ارمانِ جمال

عاشقوں نے رزمگاہوں میں گلے کٹوا دیئے
واہ کس کس لطف سے کی عیدِ قربانِ جمال

یا خدا دیکھوں بہارِ خندۂ دنداں تہا
برسے کشتِ آرزو پہ ابرِ نیسانِ جمال

ظلمتِ مرقد سے اندیشہ حسن کو کچھ نہیں
ہے وہ مداحِ حسیناں منقبت خوانِ جمال

ردیف میم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اس بیکس و حزیں پر جو کچھ گذر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر تم پر سلام ہر دم

دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم

دِل تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیبِ داور تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

لِلّٰہ اب ہماری فریاد کو پہنچیے
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

جلادِ نفسِ بد سے دیجے مجھے رہائی
اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم

دریوزہ گر ہوں میں بھی ادنےٰ سا اس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
غم کی گھٹائیں گھر کر آئی ہیں ہر طرف سے
بلوا کے اپنے در پر اب مجھ کو دیجے عزت
محتاج سے تمہارے کرتے ہیں سب کنارا
بہرِ خدا بچاؤ ان غارہائے غم سے
کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے در پہ جائیں
کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو

سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم
اے مہرِ ذرہ پرور تم پر سلام ہر دم
پھرتا ہوں خوار در در تم پر سلام ہر دم
بس اک تمہیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم
اے بیکسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدا را
کیجے کرم حسنؔ پر تم پر سلام ہر دم

اے مدینے کے تاجدار سلام
تیری اک اک ادا پر اے پیارے
ربِّ سلِّمْ کے کہنے والے پر
میرے پیارے پہ میرے آقا پر
میری بگڑی بنانے والے پر
اس پناہِ گناہ گاراں پر
اس جوابِ سلام کے صدقے
ان کی محفل میں ساتھ لے جائیں
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو
وہ سلامت رہا قیامت میں

اے غریبوں کے غمگسار سلام
سو درودیں فدا ہزار سلام
جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میری جانب سے لاکھ بار سلام
بھیج اے میرے کردگار سلام
یہ سلام اور کروڑ بار سلام
تا قیامت ہوں بے شمار سلام
حسرتِ جانِ بے قرار سلام
اے مرے حق کے رازدار سلام
پڑھ لئے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسنؔ تیرا
تجھ پر اے خلد کی بہار سلام

تیرے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم
یہ پیاری ادائیں یہ نیچی نگاہیں
کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے
میں ہر در پھروں چھوڑ کر کیوں ترا در

تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم
فدا جانِ عالم ہو اے جانِ عالم
گدا جس کے در کے ہیں شاہانِ عالم
اٹھائے بلا میری احسانِ عالم

میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں
بھکاری ہیں اس در کے شاہانِ عالم

مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے
ترے در کے منگتے ہیں شاہانِ عالم

تمہاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے
تمہیں پورے کرتے ہو ارمانِ عالم

مجھے زندہ کر دے مجھے زندہ کر دے
مرے جانِ عالم مرے جانِ عالم

مسلماں مسلماں ہیں تیرے سبب سے
مری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم

مرے آن والے مرے شان والے
گدائی ترے در کی ہے شانِ عالم

تو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفان
ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم

کوئی جلوہ میرے بھی روزِ سیہ پر
خدا کے قمر مہرِ تابانِ عالم

بس اب کچھ عنایت ہو اب ملا کچھ
انہیں تکتے رہنا فقیرانِ عالم

وہ دولہا ہیں ساری خدائی براتی
انہیں کے لئے ہے یہ سامانِ عالم

نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا
بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم

ترے کوچہ کی خاک ٹھیری ازل سے
مری جاں علاجِ مریضانِ عالم

کوئی جانِ عیسیٰ کو جا کر خبر دے
مرے جاتے ہیں دردمندانِ عالم

ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے
اگر لب ہلا دے وہ درمانِ عالم

سمیٹیگا خدا را حسن کی بھی کس سے
بلا میں ہے یہ گوشۂ دامانِ عالم۔

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم
باز آئے ہندِ بد اختر سے ہم

مار ڈالے بے قراری شوق کی
خوش تو جب ہوں اس دلِ مضطر سے ہم

بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے یہی
اب کہاں جائیں تمہارے در سے ہم

تشنگی حشر سے کچھ غم نہیں
ہیں غلامانِ شہِ کوثر سے ہم

اپنے ہاتھوں میں ہے دامانِ شفیع
ڈر چکے بس فتنۂ محشر سے ہم

نقشِ پا سے جو ہوا ہے سرفراز
دل بدل ڈالیں گے اس پتھر سے ہم

گردنِ تسلیم خم کرنے کے ساتھ
پھینکتے ہیں بارِ عصیاں سر سے ہم

گور کی شب تار ہے پر خوف کیا
لو لگائے ہیں رخِ انور سے ہم

دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں
جب لپٹ کر روئے انکے در سے ہم

کیا بندھا ہم کو خدا جانے خیال — آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم

جانے والے چل دیئے کب کے حسنؔ
پھر رہے ہیں ایک بس مضطر سے ہم

منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ برائے غوث اعظم — دے مجھ کو ولائے غوث اعظم

دیدارِ خدا تجھے مبارک — اے محو لقائے غوث اعظم

وہ کون کریم صاحبِ جود — ہیں کون گدائے غوث اعظم

سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر — اے ابرِ سخائے غوث اعظم

امیدیں نصیب مشکل حل - — قرباں عطائے غوث اعظم

کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف — ہیں زیرِ لوائے غوث اعظم

وہ اور ہیں جن کو ہے محتاج — ہم تو ہیں گدائے غوث اعظم

ہیں جانبِ نالۂ غریباں - — گوشش شنوائے غوثِ اعظم

کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ — کیوں رد ہو دعائے غوثِ اعظم

بیگانے بھی ہو گئے یگانے — دلکش ہے ادائے غوثِ اعظم

آنکھوں میں ہے نور کی تجلی - — پھیلی ہے ضیائے غوث اعظم

جو دم میں غنی کرے گدا کو - — وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم

کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ — ہیں زیرِ قبائے غوث اعظم

آئینۂ روئے خوبرویاں - — نقشِ کفِ پائے غوث اعظم

اے دل نہ ڈر بلاؤں سے اب — وہ آئی صدائے غوث اعظم

اے غم جو ستائے اب تو جانوں — لے دیکھ وہ آئے غوث اعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے - — ہر تارِ قبائے غوث اعظم

سب کھول دے عقدہائے مشکل — اے ناخنِ پائے غوثِ اعظم

کیا ان کی ثنا لکھوں حسنؔ میں
جاں باد فدائے غوثِ اعظم

اسیروں کے مشکل کُشا غوثِ اعظم — فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا — مدد کے لئے آؤ یا غوث اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے — ترے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے — کہ بیڑے کے ناخدا غوث اعظم

تمہیں دکھ سنو اپنے آفت زدوں کا — تمہیں درد کی دو دوا غوث اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ — بچا غوث اعظم بچا غوثِ اعظم

جو دُکھ بھر رہا ہوں جو غم سہہ رہا ہوں — کہوں کس سے تیرے سوا غوث اعظم

زمانے کے دُکھ درد کی رنج و غم کی — ترے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو — کہو شَیْئاً لِلّٰہ یا غوث اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو — اور اب ڈوبتوں کو بچا غوث اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا — اُسی کا ہے تو لاڈلا غوث اعظم

ق کیا غور جب گیارھویں بارھویں ہیں — معمّا یہ ہم پر کھلا غوثِ اعظم

تمہیں وصل بے فصل ہے شاہِ دیں سے — دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا — سہارا لگا دو ذرا غوثِ اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی۔ — وہ ہے تیری دولت سرا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے — کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے — جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا۔ — کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا — بتا جائیے راستا غوثِ اعظم

کھلا دے جو مُرجھائیں کلیاں دلوں کی — چلا کوئی ایسی ہوا غوث اعظم

مجھے اپنی الفت میں ایسا گما دے — نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوث اعظم

بچالے غلاموں کو مجبوریوں سے — کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوث اعظم

دکھا دے ذرا مہرِ رُخ کی تجلّی۔ — کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم

گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا — سنبھالو غریبوں کو یا غوث اعظم

لپٹ جائیں دامن سے اُسکے ہزاروں — پکڑ لے جو دامن ترا غوث اعظم

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم

دوا سے نگاہے عطائے سخائے
کہ شد دردِ ما لا دوا غوثِ اعظم

نہ ہر رشتہ و ہر راہ رُو بیم بگرداں
بسوئے خویشں راہم نما غوثِ اعظم

اسیرِ کمندِ ہوا ہم کریما
بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم

فقیرِ تو چشمِ کرم از تو دارد
نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم

گدایم مگر از گدایانِ شاہے
کہ گویند شہ اہلِ صفا غوثِ اعظم

کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل
اَغِثنی برائے خدا غوثِ اعظم

ادھر میں پیا موری دولت ہے نیّا
کہوں کا سے اپنی بپا غوثِ اعظم

بپت میں کٹی موری سگری عمریا
کرو موپہ اپنی دیا غوثِ اعظم

بھیو دو جو بیکنٹھ نگراد توسے
کہو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہوں کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

ردیفِ نون

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پرسش ہے ایسوں کی بہت
اے دل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں برا ہوں کیسے اچھے کا برا
مجھ برے پر زاہدو طعنہ زنی اچھی نہیں

اس گلی سے دور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

ان کے در کی بھیک چھوڑیں سروری کیواسطے
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاک ان کے آستانے کی منگا دے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بسترِ خاک پر
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

دردِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجئے حالت مری اچھی نہیں

ذرّۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بیکسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بے کسی اچھی نہیں۔

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کے بندگی اچھی نہیں

رو سیاہ ہوں منہ اُجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خارہائے دشتِ طیبہ چبھ گئے دل میں مرے
عارضِ گل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دل جلوۂ محبوب دیکھ
نور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

اُن کے در پر موت آ جائے۔ تو جی جاؤں حسنؔ
اُن کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ باد دامن کا
امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہگزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی اُن کے اختیار میں ہے
سپرد اُنہیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
اُنہیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں۔

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیونکر دیکھیں
اپنے سرکار کے دربار کو کیونکر دیکھیں

تابِ نظارہ تو ہو یار کو کیونکر دیکھیں
آنکھیں ملتی نہیں دیدار کو کیونکر دیکھیں

دلِ مردہ کو ترے کوچہ میں کیونکر لیجائیں
اثرِ جلوۂ رفتار کو کیونکر دیکھیں

جن کی نظروں میں ہے صحرائے مدینہ بلبل
آنکھ اُٹھا کر ترے گلزار کو کیونکر دیکھیں

عوضِ عفو۔ گنہ بکتے ہیں اک مجمع ہے
ہائے ہم اپنے خریدار کو کیونکر دیکھیں

ہم گنہگار کہاں اور کہاں رویتِ عرش
سر اُٹھا کر تری دیوار کو کیونکر دیکھیں

اور سرکار بنے ہیں تو انہیں کے در سے
ہم گدا اور کی سرکار کو کیونکر دیکھیں

دستِ صیاد سے آہو کو چھڑائیں جو کریم
دامِ غم میں وہ گرفتار کو کیونکر دیکھیں

تاب دیدار کا دعوٰے ہے جنھیں سامنے آئیں
دیکھئے کوچہ محبوب میں کیونکر پہنچیں

دیکھتے ہیں ترے رخسار کو کیونکر دیکھیں
دیکھئے جلوہ دیدار کو کیونکر دیکھیں

اہلکارانِ سقر اور ارادہ سے حسن
ناز پروردہ سرکار کو کیونکر دیکھیں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
تمہیں دولھا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکاں میں

یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزار رضواں میں
ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں

خزاں کا کس طرح ہو دخل جنت کے گلستاں میں
بہاریں بس چکی ہیں جلوۂ رنگینِ جاناں میں

تم آئے روشنی پھیلی ہوا دن کھل گئیں آنکھیں
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا تھا بزم امکاں میں

تھکا ماندہ وہ ہے جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھیرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

تمہارا کلمہ پڑھتا اٹھے تم پر صدقے ہونے کو
جو پائے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسم بے جاں میں

عجب انداز سے محبوبِ حق نے جلوہ فرمایا
سرور آنکھوں میں آیا جان دل میں نور ایماں میں

فدائے خار ہائے دشتِ طیبہ پھول جنت کے
یہ وہ کانٹے ہیں جنکو خود جگہ دیں گل رگِ جاں میں

ہر اک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عید قرباں میں

ظہور پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمہارے نام ہی کی روشنی تھی بزم خوباں میں

کلیم آسا نہ کیونکر غش ہوں انکے دیکھنے والے
نظر آتے ہیں جلوے طور کے رخسار تاباں میں

ہوا بدلی گھرے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں
تم آئے یا بہار جانفزا آئی گلستاں میں

کسی کو زندگی اپنی نہ ہوتی اس قدر میٹھی
مگر دھوون تمہارے پاؤں کا ہے شیر جاں میں

اُسے قسمت نے اس کے جیتے جی جنت میں پہنچایا
جو دم لینے کو بیٹھا سایۂ دیوار جاناں میں

کیا پروانوں کو بلبل نرالی شمع لائے تم
گرے پڑتے تھے جو آتش پہ وہ پہنچے گلستاں میں

نسیم طیبہ سے بھی شمع گل ہو جائے لیکن یوں
کہ گلشن پھولیں جنت لہلہا اٹھے چراغاں میں

اگر دودِ چراغ بزم شہ چھو جائے کاجل سے
شب قدر تجلی کا ہو سرمہ چشم خوباں میں

کرم فرمائے گر باغ مدینہ کی ہوا کچھ بھی
گل جنت نکل آئیں ابھی سرو چراغاں میں

چمن کیونکر نہ مہکیں بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں
تمہارا جلوۂ رنگیں بھرا پھولوں کی داماں میں

اگر دودِ چراغ بزم والا مس کرے کچھ بھی
شمیم مشک بس جائے گل شمع شبستاں میں

یہاں کے سنگریزوں سے حسن کیا لعل کو نسبت
یہ انکی رہگزر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا امیدوں کو امیدوار کرتے ہیں

جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنا کی
نگاہِ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں

مجھے فسردگیٔ بخت کا الم کیا ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوا دے
ہم اپنے کتوں میں تجھکو شمار کرتے ہیں

ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوفِ مزار کرتے ہیں

جو خوش نصیب یہاں خاکِ در پہ بیٹھے ہیں
جلوسِ مسندِ شاہی سے عار کرتے ہیں

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجھا دینگے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

اشارہ کردو تو بادِ خلاف کے جھونکے
ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں

تمہارے در کے گدائیں کی شان عالی ہے
وہ جسکو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

گدا گدا ہے گدا تو کیا ہی چاہیے ادب
بڑے بڑے ترے در کا وقار کرتے ہیں

تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی
رضا حضور کی وہ اختیار کرتے ہیں

سنا کے وصفِ رخِ پاک عندلیب کو ہم
رہینِ آمدِ فصلِ بہار کرتے ہیں

ہوا خلاف ہو چکرائے ناؤ کیا غم ہے
وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں

انا لہا سے وہ بازارِ کس میں پرساں ہیں
تسلیٔ دلِ بے اختیار کرتے ہیں

بنائی پشت نہ کعبہ کی اُن کے گھر کی طرف
جنہیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

کبھی وہ تاجورانِ زمانہ کر نہ سکیں
جو کام آپکے خدمت گزار کرتے ہیں

ہوائے دامنِ جاناں کے جانفزا جھونکے
خزاں رسیدوں کو باغ بہار کرتے ہیں

سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں
پڑے ہوئے سرِ راہ افتخار کرتے ہیں

کوئی یہ پوچھے مرے دل سے میری حسرت سے
کہ لوٹتے حال ہیں کیا غمگسار کرتے ہیں

وہ اُن کے در کے فقیروں سے کیوں نہیں کہتے
جو شکوہ ستمِ روزگار کرتے ہیں

تمہارے ہجر کے صدمونکی تاب کس کو ہے
یہ چوبِ خشک کو بھی بیقرار کرتے ہیں

کسی بلا سے انھیں پہنچے کس طرح آسیب
جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں

یہ نرم دل ہیں وہ پیارے کہ سختیوں پہ بھی
عدو کے حق میں دعا بار بار کرتے ہیں

کشود عقدۂ مشکل کی کیوں میں فکر کروں
یہ کام تو مرے طیبہ کے خار کرتے ہیں

زمین کوئے نبی کے جو چومتے ہیں بوسے
فرشتگانِ فلک ان کو پیار کرتے ہیں

تمہارے در پہ گدا بھی ہیں ہاتھ پھیلائے
تمہیں سے عرضِ دعا شہریار کرتے ہیں

کسے ہے دید جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

ہمارے نخلِ تمنّا کو بھی وہ پھل دینگے
درختِ خشک کو جو باردار کرتے ہیں

پڑے ہیں خوابِ تغافل میں ہم مگر مولےٰ
طرح طرح سے ہمیں ہوشیار کرتے ہیں

سنا نہ مرتے ہوئے آجتک کسی نے انہیں
جو اپنے جان و دل ان پہ نثار کرتے ہیں

انہیں کا جلوہ سرِ بزم دیکھتے ہیں پتنگ
انہیں کی یاد چمن میں ہزار کرتے ہیں

ترے کرم نہ آہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیرِ الم انتظار کرتے ہیں

جو ذرّے آتے پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

جو موئے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کارزار کرتے ہیں

جدھر وہ آتے ہیں اب ہمیں دل ہوں یار ہیں
مہک سے گیسوؤں کی مشکبار کرتے ہیں

حسن کی جان ہو اس بعثتِ کرم پہ نثار
کہ اک جہان کو امیدوار کرتے ہیں

منقبت حضور اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن لو میری التجا اچھے میاں
ہیں تصدق میں فدا اچھے میاں

اب کمی کیا ہے خدا دے بندہ لے
ہیں گدا تم بادشا اچھے میاں

دین و دنیا میں بہت اچھا رہا
جو تمہارا ہو گیا اچھے میاں

اس برے کو آپ اچھا کیجئے
آپ اچھے ہیں میں برا اچھے میاں

ایسے اچھے کا برا ہوں میں برا۔
جن کو اچھوں نے کہا اچھے میاں

میں حوالے کر چکا ہوں آپ کے
اپنا سب اچھا برا اچھے میاں

آپ جانیں مجھ کو اس کی فکر کیا
میں برا ہوں یا بھلا اچھے میاں

مجھ برے کے کیسے اچھے ہیں نصیب
میں برا ہوں آپ کا اچھے میاں

اپنے منگتا کو بلا کر بھیک دی۔
اسے میں قربانِ عطا اچھے میاں

مشکلیں آسان فرما دیجئے — اے مرے مشکلکشا اچھے میاں
میری جھولی بھر دو دستِ فیض سے — حاضرِ در ہے گدا اچھے میاں
دم قدم کی خیر منگتا ہوں ترا — دم قدم کی خیر لا اچھے میاں
جاں بلب ہوں دردِ عصیاں سے حضور — جاں بلب کو دو شفا اچھے میاں
دشمنوں کی ہے چڑھائی الغیاث — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
نفسِ سرکش درپئے آزار ہے — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
شام ہے نزدیک صحرا ہولناک — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
نزع کی تکلیف اغوائے عدو — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
وہ سوالِ قبر وہ شکلیں مہیب — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پرسشِ اعمال اور مجھ سا اثیم — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
بارِ عصیاں سر پہ رعشہ پاؤں میں — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
خالی ہاتھ آیا بھرے بازار میں — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
مجرمِ ناکارہ و دیوانِ عدل — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پوچھتے ہیں کیا کہا تھا کیا کیا — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پاشکستہ اور عبورِ پلصراط — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
خائن و خاطی سے لیتے ہیں حساب — ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
بھول جاؤں میں نہ سیدھی راہ کو — میرے اچھے رہنما اچھے میاں
تم مجھے اپنا بنا لو بہرِ غوث — میں تمہارا ہو چکا اچھے میاں
کون دے مجھ کو مرادیں آپ دیں — میں ہوں کس کا آپ کا اچھے میاں
یہ گھٹائیں غم کی یہ روزِ سیاہ — مہر فرما مہ لقا اچھے میاں
احمدِ نوری کا صدقہ ہر جگہ — منہ اجالا ہو مرا اچھے میاں
آنکھ نیچی دونوں عالم میں نہ ہو — بول بالا ہو مرا اچھے میاں
میرے بھائی جن کو کہتے ہیں رضا — جو ہیں اس در کے گدا اچھے میاں
ان کی منہ مانگی مرادیں ہوں حصول — آپ فرمائیں عطا اچھے میاں
عمر بھر میں ان کے سائے میں رہوں — ان پہ سایہ آپ کا اچھے میاں

مجھ کو میرے بھائیوں کو حشر تک
ہو نہ غم کا سامنا اچھے میاں

مجھ پہ میرے بھائیوں پر ہر گھڑی
ہو کرم سرکار کا اچھے میاں

مجھ سے میرے بھائیوں سے دور ہو
دُکھ مرض ہر قسم کا اچھے میاں

میری میرے بھائیوں کی حاجتیں
فضل سے کیجے روا اچھے میاں

ہم غلاموں کے جو ہیں لختِ جگر
خوش رہیں سب دائما اچھے میاں

پنجتن کا سایہ پانچوں پر رہے
اور ہو فضل خدا اچھے میاں

سب عزیزوں سب قریبوں پہ رہے
سایۂ فضل و عطا اچھے میاں

غوثِ اعظم قطب عالم کے لئے
رد نہ ہو میری دعا اچھے میاں

ہو حسن سرکار والا کا حسن
کیجیئے ایسی عطا اچھے میاں

ردیف واؤ

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

خاکِ پامال غریباں کو نہ کیوں زندہ کرے
جس کے دامن کی ہوا بادِ مسیحائی ہو

اس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تاج والوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے در پر
ہم کو حاصل شرفِ ناصیہ فرسائی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

کیوں کرے بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

خلعتِ مغفرت اس کے لیے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شاہ جائے کفن پائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہو

ذکرِ خدام نہیں مجھ کو بتا دیں دشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

جب اٹھے دستِ اجل سے مری ہستی کا حجاب
کاش اس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

دیکھیں جاں بخشیٔ لب کو تو کہیں خضر و مسیح / کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحائی ہو
کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے / ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اُس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

آے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو / کیوں خاک بسر صورتِ نقشِ کفِ پا ہو
ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہُوا ہو ۔ / سایہ بھی تو اِک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو
اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے ۔ / اُسکا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جِسے چاہو
دِل سب سے اُٹھا کر جو پڑا ہو ترے در پر / اُفتادِ دو عالم سے تعلّق اُسے کیا ہو
اُس ہاتھ سے دِل سوختہ جانوں کے ہرے کر / جِس سے رطبِ سوختہ کی نشو و نما ہو
ہر سانس سے نکلے گُلِ فردوس کی خوشبو / گر عکس فگن دِل میں وہ نقشِ کفِ پا ہو
اُس در کی طرف اسلئے میزاب کا مُنہ ہے / وہ قبلۂ کونین ہے یہ قبلہ نما ہو
بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبت / مِٹ جائے وہ دِل پھر جسے ارمانِ دوا ہو
یہ میری سمجھ میں کبھی آ ہی نہیں سکتا / ایمان مجھے پھیرنے کو تُو نے دیا ہو
اُس گھر سے عیاں نُورِ الٰہی ہو ہمیشہ / تم جس میں گھڑی بھر کیلئے جلوہ نما ہو
مقبول ہیں ابرو کے اشارہ سے دُعائیں / کب تیرِ کمانِ دارِ نبوّت کا خطا ہو
ہو سلسلہ الفت کا جسے زلفِ نبی سے / اُلجھے نہ کوئی کام نہ پابندِ بلا ہو

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دِل اُن پہ فدا جانِ حسنؔ اُن پہ فدا ہو

دیگر

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو / اللہ کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو
یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو / وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو
جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسیٰ / آے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو
ٹوٹے ہوئے دم جوش پہ طوفانِ معاصی / دامن نہ ملے اُن کا تو کیا جانیئے کیا ہو
یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جس کو / اللہ نے اپنے ہی لئے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی
جب خاک اُڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا اُن کی جبیں پر
جو اُن کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اس سے بُرا ہو کہ بھلا ہو

سنو جا سے گنہگار کا ہو رحمتِ [illegible] پاک
پردہ نہ کھلے گو ترے دامن سے بندھا ہو

ابرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے
اُن کا ہے وہ اُن کا ہے جو بد ہو جو بُرا ہو

اے نفس انہیں رنج دیا اپنی بدی سے
کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا بُرا ہو

اللہ یونہی عمر گزر جائے گدا کی
سرخم ہو درِ پاک پہ اور ہاتھ اُٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینۂ ایماں کی جلا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینہ پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادارِ صدا ہو
جو بھیک لئے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہمسایۂ رحمت ہے ترا سایۂ دیوار
رتبہ سے تنزل کرے تو ظلِ ہما ہو

موقوف نہیں صبحِ قیامت ہی پہ یہ عرض
جب آنکھ کھلے سامنے تو جلوہ نما ہو

دے اسکو دمِ نزع اگر حور بھی ساغر
منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا
جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گما ہو

دیکھا انہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ویراں ہوں جب آباد مکاں صبحِ قیامت
اُجڑا ہوا دل آپ کے جلووں سے بسا ہو

ڈھونڈھا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

جب دینے کو بھیک آئے سرِ کوئے گدایاں
لب پر یہ دعا تھی مرے منگتا کا بھلا ہو

جھک کر انہیں ملنا ہو ہر اک خاک نشیں سے
کس واسطے نیچا نہ وہ دامانِ قبا ہو

ہم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

دے ڈالیئے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسن کی بھی دوا ہو

ردیف ہائے ہوز

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گُل
ہمیں گُل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ

بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا
بیاں کیا ہو عزّ و وقارِ مدینہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب
لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ

رگِ گُل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھیئے باغِ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں اُن کے جلوے بسیں اُنکے جلوے
مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم
جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا
ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

بنا آسماں منزلِ ابن مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسن افتخارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لیجائے تھوڑی خاک اُنکے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اِسی محتاج خانے سے

شبِ اسرا کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اِتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ احساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو مُنہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مُسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دیدے بہرِ مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

پلٹتا ہے جو زائر اس سے کہتا ہے نصیب اُسکا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے در پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو
پھریں کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے اُنکے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسنؔ کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذرّوں کو دو مہرِ منور آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگینگے پائینگے
کہ سُلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

کہو پروانوں سے شمعِ ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل
کہ وہ فریادرس بیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانا ہے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کُل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک دردمندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

گنہگارو نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوۂ عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جس کے در پر بھیک مانگینگے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہ با صد شوکت و فر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو فرحت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشیدِ منور آنے والا ہے

حسنؔ کہدے اُٹھیں سب اُمتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

جائے گی جنتی ہو کی خلد میں اُمت اُن کی ۔
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا ہے حمایت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہرِ قیامت ہم کو
جنکے سایہ میں ہیں ہم دیکھی ہے صورت اُن کی

حسنِ یوسف دمِ عیسٰے پہ نہیں موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

اُن کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ چاہیں ہم کو
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اِک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفوِ رحمٰن و رحیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ در تیری جو چہروں پہ ملے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سُنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو ۔
قَدْ رَاَ الحق کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائینگے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے یہ عادت اُن کی

ہم ہوں اور اُن کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے حسن اُن کو مبارک رہے جنت اُن کی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی ۔
آپ اپنے پہ قیامت کر لی

میں چلا ہی تھا مجھے روک لیا ۔
میرے اللہ نے رحمت کر لی

ذکرِ شہ سُن کے ہوئے بزم میں محو ۔
ہم نے جلوت میں بھی خلوت کر لی

نارِ دوزخ سے بچایا مجھ کو
میرے پیارے بڑی رحمت کر لی

بال بیکا نہ ہوا پھر اس کا
آپ نے جس کی حمایت کر لی

رکھ دیا سر قدمِ جاناں پر
اپنے بچنے کی یہ صورت کر لی

نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ
جَو کی روٹی پہ قناعت کر لی

اُس سے فردوس کی صورت پوچھو
جس نے طیبہ کی زیارت کر لی

شانِ رحمت کے تصدق جاؤں
مجھ سے عاصی کی حمایت کر لی

فاقہ مستوں کو شکم سیر کیا
آپ فاقہ پہ قناعت کر لی

اے حسن کام کا کچھ کام کیا
یا یونہیں ختم پہ رخصت کرلی۔

کیا خدا داد آپ کی امداد ہے ۔ اک نظر میں شاد ہر ناشاد ہے
مصطفٰے تو بر سرِ امداد ہے ۔ عفو تو کہہ تیرا کیا ارشاد ہے
بن پڑی ہے نفس کافر کیش کی ۔ کھیل بگڑا تو خبر فریاد ہے
اسقدر ہم اُن کو بھولے ہائے ہائے ۔ ہر گھڑی جنکو ہماری یاد ہے
نفسِ امّارہ کے ہاتھوں اے حضور ۔ داد ہے بیداد ہے فریاد ہے
پھر چلی بادِ مخالف تو خبر ۔ ناؤ پھر چکرا گئی فریاد ہے
کھیل بگڑا ناؤ ٹوٹی میں چلا ۔ اے مرے والی بچا فریاد ہے
رات اندھیری میں اکیلا یہ گھٹا ۔ اے قمر ہو جلوہ گر فریاد ہے
عہد جو اُن سے کیا روزِ الست ۔ کیوں دلِ غافل تجھے کچھ یاد ہے
میں بروں میں ہوں اپنی امّت کیلئے ۔ کیا ہی پیارا پیارا یہ ارشاد ہے
وہ شفاعت کو چلے ہیں پیشِ حق ۔ عاصیو تم کو مبارک باد ہے
کون سے دل میں نہیں یادِ حبیب ۔ قلبِ مومن مصطفٰے آباد ہے
جس کو اُس در کی غلامی مل گئی ۔ وہ غمِ کونین سے آزاد ہے
جن کے ہم بندے وہی ٹھیرے شفیع ۔ پھر دلِ بیتاب کیوں ناشاد ہے
اُن کے در پر گر کے پھر اُٹھا نہ جائے ۔ جان و دل قربان کیا اُفتاد ہے
یہ عبادت زاہدا بے حبِّ دوست ۔ مفت کی محنت ہی سب برباد ہے

ہمصفیروں سے ملیں کیونکر حسن
سخت قید اور سنگدل صیاد ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے ۔ جو یہاں کی خاک ہے اکسیر ہے
کام جو اُن سے ہوا پورا ہوا ۔ اُن کی جو تدبیر ہے تقدیر ہے
جس سے باتیں کیں انھیں کا ہو گیا ۔ واہ کیا تقریر پُر تاثیر ہے
جو لگائے آنکھ میں محبوب ہو ۔ خاکِ طیبہ سُرمۂ تسخیر ہے
صدرِ اقدس ہے خزینہ راز کا ۔ سینہ کی تحریر میں تحریر ہے

ذرہ ذرہ سے ہے طالع نورِ شاہ … آفتابِ حسن عالمگیر ہے

لطف کی بارش ہے سب شاداب ہیں … ابرِ جودِ شاہ عالمگیر ہے

مجرمو اُن کے قدم پر لوٹ جاؤ … بس رہائی کی یہی تدبیر ہے

یا نبی مشکل کُشائی کیجئے … بندۂ در بیدل و دلگیر ہے

وہ سراپا لطف ہیں شانِ خدا … وہ سراپا نور کی تصویر ہے

کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم … آنکھ ہے یا چشمۂ تنویر ہے

جانے والے چل دیئے ہم رہ گئے
اپنی اپنی اے حسن تقدیر ہے

نہ مایوس ہو میرے دکھ درد والے … درِ شہ پہ آ ہر مرض کی دوا لے

جو بیمارِ غم ہے رہا ہو سنبھالے … وہ چاہے تو دم بھر میں اس کو سنبھالے

نہ کر اس طرح اے دلِ زار نالے … وہ ہیں سب کی فریاد کے سننے والے

کوئی دم میں اب ڈوبتا ہے سفینہ … خدا را خبر میری اے ناخدا لے

سفر کر خیالِ رخِ شہ میں اے جاں … مسافر نکل جا اُجالے اُجالے

تہی دست و سودائے بازارِ محشر … مری لاج رکھ لے مرے تاج والے

زہے شوکتِ آستانِ معلّٰے … یہاں سر جھکاتے ہیں سب تاج والے

سوا تیرے اے ناخدائے غریباں … وہ ہے کون جو ڈوبتوں کو نکالے

یہی عرض کرتے ہیں شیرانِ عالم … کہ تو اپنے کتوں کو کتا بنالے

جسے اپنی مشکل ہو آسان کرنی … فقیرانِ طیبہ سے آکر دعا لے

خدا کا کرم دستگیری کو آئے … ترا نام لے لیں اگر گرنے والے

درِ شہ پہ اے دل مرادیں ملیں گی … یہاں بیٹھ کر ہاتھ سب سے اٹھالے

گھرا ہوں میں عصیاں کی تاریکیوں میں … خبر میری اے میرے بدر الدجیٰ لے

فقیروں کو ملتا ہے بے مانگے سب کچھ … یہاں جانتے ہی نہیں ٹالے بالے

لگائے ہیں پیوند کپڑوں میں اپنے … اُڑھائے فقیروں کو تم نے دوشالے

مٹا کفر کو دین چمکا دے اپنا … بنیں مسجدیں ٹوٹ جائیں شوالے

جو پیشِ صنم سر جھکاتے تھے اپنا … بنے تیری رحمت سے اللہ والے

نگاہے ز چشمِ کرم بر حسن کن
بکوئیت رسیدست آشفتہ حالے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے
کہ آج رُک رُک کے خونِ دل کچھ مری مژہ سے ٹپک رہا ہے

لیا نہ ہو جس نے اُس کا صدقہ ملا نہ ہو جس کو اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا بشر ہے باقی نہ کوئی ایسا ملک رہا ہے

کیا ہے حق نے کریم تم کو اِدھر بھی ﷲ نگاہ کر لو
کہ دیر سے بے نوا تمہارا تمہارے ہاتھوں کو تک رہا ہے

ہے کس کے گیسوئے مشکبو کی شمیم عنبر فشانیوں پر
کہ جائے نغمہ صفیرِ بلبل سے مشک اذفر ٹپک رہا ہے

یہ کس کے روئے نکو کے جلوے زمانے کو کر رہے ہیں روشن
یہ کس کے گیسوئے مشکبو سے مشامِ عالم مہک رہا ہے

حسن عجب کیا جو اُن کے رنگِ ملیح کی نہ ہے پیرہن پر
کہ رنگ پُر نور مہرِ گردوں کئی فلک سے چمک رہا ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے
تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
بشر ہو یا ملک جو ہے ترے در کا سوالی ہے
وہ جگ داتا ہو تم سنسار باڑے کا سوالی ہے
منور دل نہیں فیضِ قدومِ شہ سے روضہ ہے
تمہارا قامتِ یکتا ہے اِکّا بزمِ وحدت کا
فروغِ اخترِ بدر آفتابِ جلوۂ عارض
وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
نگہ نے تیرِ رحمت کے دلِ ہمت سے کھینچے ہیں

لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضہ کی جالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے
دیا کرنا کہ اس منگتا نے بھی گدڑی بچھالی ہے
مشبک سینۂ عاشق نہیں روضہ کی جالی ہے
تمہاری ذات بے ہمتا مثالِ بے مثالی ہے
ضیائے طالعِ بدر اُن کا ابروئے ہلالی ہے
کہ تو اللہ والا ہے ترا اللہ والی ہے
اشارے نے ترے ابرو کے آئی سہت ٹالی ہے
مژہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیرو بے نوا ہو اپنی اپنی جھولیاں بھر لو — کہ بازار لٹ رہا ہے فیض پر سرکار عالی ہے
مجھی کو خلعت یکتائی عالم ملا حق سے — ترے ہی جسم پر موزوں قبائے بے مثالی ہے
نکالا کب کسی کو بزم فیض عام سے تم نے — نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے
بڑھے کیونکر نہ پھر شکل ہلال اسلام کی رونق — ہلال آسمان دیں تری تیغ ہلالی ہے
فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا — کہ اُن کی شان محبوبی دکھائی جانیوالی ہے
خدا شاہد کہ روز حشر کا کھٹکا نہیں رہتا — مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے
اُتر سکتی نہیں تصویر بھی حسن سراپا کی — کچھ اس درجہ ترقی پر تمہاری بے مثالی ہے
نہیں محشر میں جسکو دسترس آقا کے دامن تک — بھرے بازار میں اُس بے نوا کا ہاتھ خالی ہے
نہ کیوں ہو اتحاد منزلت مکہ مدینہ میں — وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے
شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے — نبی والی ہی کے صدقہ میں وہ اللہ والی ہے
وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولےٰ — میں اُن کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے
گنہگار اے جان عیسیٰ سُن لو اپنے خستہ حالوں کی — مرض نے دردمندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے
مُرادوں سے تمہیں بھر دوگے دل نامرادوں کے — غریبوں بیکسوں کا اور پیارے کون والی ہے
ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر — بگڑ کر میری حالت نے مری بگڑی بنالی ہے
تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں — نہ مجھ سا کوئی بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

حسن کا درد دکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمہارے ہاتھ میں دُنیا کی موقوفی بحالی ہے

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی — بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی
چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی — کہ دیدار حق ہے زیارت کسی کی
نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی — نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی
عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی — ہمیں کیا خُدا کو ہے اُلفت کسی کی
ابھی پار ہوں ڈوبنے والے بیڑے — سہارا لگا دے جو رحمت کسی کی
کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی — خُدا کو ہے جتنی محبت کسی کی
دم حشر عاصی مزے لے رہے ہیں — شفاعت کسی کی ہے رحمت کسی کی
رہے دل کسی کی محبت میں ہر دم — رہے دل میں ہر دم محبت کسی کی

ترا قبضہ کونین و ما فیہا پر / ہوئی ہے نہ ہو یوں حکومت کسی کی

خدا کا دیا ہے ترے پاس سب کچھ / ترے ہوتے کیا ہم کو حاجت کسی کی

زمانہ کی دولت نہیں پاس پھر بھی / زمانہ میں بٹتی ہے دولت کسی کی

نہ پہنچیں کبھی عقلِ کُل کے فرشتے / خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی

ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا / شفاعت کسی کی حمایت کسی کی

قمر اک اشارے میں دو ٹکڑے دیکھا / زمانہ پہ روشن ہے طاقت کسی کی

ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر / ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی

مصیبت زدو شاد ہو تم کہ اُن سے / نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

نہ پہنچیں گے جبتک گنہگار اُن کے / نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

ہم ایسے گنہگار ہیں زہد والو / ہماری مدد پر ہے رحمت کسی کی

ہیبت کا جنگل ہو اور ہم ہوں تباہ / نہیں چاہئے ہم کو جنت کسی کی

ہزاروں ہوں خورشید محشر تو غم کیا / یہاں سایہ گستر ہے رحمت کسی کی

بھرے جائیں گے خُلد میں اہلِ عصیاں / نہ جائے گی خالی شفاعت کسی کی

وُہی سب کے مالک اُنہیں کا ہے سب کچھ / نہ عاصی کسی کے نہ جنت کسی کی

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ پر تصدق / سب اونچوں سے اونچی ہے رفعت کسی کی

اُترنے لگے مَا رَمَيْتَ يَدُ الله / چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی

گدا خوش ہوں خَيْرٌ لَّكَ کی صدا ہے / کہ دن دونی ہو بڑھتی دولت کسی کی

فَتَرْضٰی نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں / کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

خدا سے دعا ہے کہ ہنگامِ رُخصت / زبانِ حسن پر ہو مدحت کسی کی

جاں سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے / صدقے جاؤں میں تری انجمن آرائی کے

بزم آرا ہوں اُجالے تری زیبائی کے / کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے

ہو غبارِ درِ محبوب کہ گردِ رہِ دوست / جزوِ اعظم ہیں یہی سرمہ بینائی کے

خاک ہو جائے اگر تیری تمناؤں میں / کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے چمکتے خورشید / لامکاں تک ہیں اُجالے تری زیبائی کے

دلِ مشتاق میں ارمان لقا آنکھیں بند
قابلِ دید ہیں انداز تمنائی کے

لبِ جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ
تم نے زندہ کئے اعجاز مسیحائی کے

اپنے دامن میں چھپائیں وہ مرے عیبوں کو
اے زہے بخت مری ذلت و رسوائی کے

دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے
دیکھنے والے ترے جلوۂ زیبائی کے

جب غبارِ رہِ محبوب نے عزت بخشی
آئنے صاف ہوئے عینکِ بینائی کے

بار سر پر ہے نقاہت سے گرا جاتا ہوں
صدقے جاؤں ترے بازو کی توانائی کے

عالم الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا
صدقے اس شان کی بینائی و دانائی کے

دیکھنے والے ہو تم رات کی تاریکی میں
کان میں سمع کے اور آنکھ میں بینائی کے

غیبی نطفے ہیں وہ بے علم جنم کے اندھے
جن کو انکار ہیں اس علم و شناسائی کے

اے حسن کعبہ ہی افضل سہی اس در سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

دیگر

پردے جس وقت اٹھیں جلوۂ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشم تمنائی کے

دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی
خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے

حسن رنگینی و طلعت سے تمہارے جلوے
گل و آئینہ بنے محفلِ زیبائی کے

ذرّۂ دشت مدینے کی ضیا مہر کرے
اچھی ساعت سے پھریں دن شبِ تنہائی کے

پیار سے لے لئے آغوش میں سر رحمت نے
پائے انعام ترے در کی جبیں سائی کے

لاشِ احباب اِسی در پہ پڑی رہنے دیں
کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے

جلوہ گر ہو جو کبھی چشم تمنائی میں
پردے آنکھوں کے ہوں پردے تری زیبائی کے

خاکِ پامال ہماری بھی پڑی ہے سرِ راہ
صدقے اے روحِ رواں تیری مسیحائی کے

کیوں نہ وہ ٹوٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں
کہ دکھانے ہیں کمال انجمن آرائی کے

زینتوں سے ہے حسینانِ جہاں کی زینت
زینتیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے

نامِ آقا ہوا جو لب سے غلاموں کے بلند
بالا بالا گئے غم آفتِ بالائی کے

عرش پر کعبہ و فردوس و دلِ مومن ہیں
شمع افروز ہیں آئنے تری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج / اُس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذرّوں کے سیہ خانوں کو روشن کر دو / مہر ہو تم فلکِ انجمن آرائی کے

پورے سرکار سے چھوٹے بڑے ارماں ہوں سب
اے حسن میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

دمِ اضطراب مجھ کو جو خیالِ یار آئے / مرے دل میں چین آئے تو اُسے قرار آئے

تری وحشتوں سے اے دل مجھے کیوں نہ عار آئے / تو انہیں سے دُور بھاگے جنہیں تجھ پہ پیار آئے

مرے دل کو دردِ اُلفت وہ سکون دے الٰہی / مری بے قراریوں کو نہ کبھی قرار آئے

مجھے نزع چین بخشے مجھے موت زندگی دے / وہ اگر مرے سرہانے دمِ احتضار آئے

سبب وفورِ رحمت مری بے زبانیاں ہیں / نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

کھلیں پھول اس پھبن کے کھلیں بخت ہر چمن کے / مرے گل پہ صدقے ہو کر جو کبھی بہار آئے

نہ حبیب سے محبت کا کہیں ایسا پیار دیکھا / وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے

مجھے کیا الم ہو غم کا مجھے کیا ہو غم الم کا / کہ علاج غم الم کا مرے غمگسار آئے

جو امیر و بادشا ہیں اسی در کے سب گدا ہیں / تمہیں شہریار آئے تمہیں تاجدار آئے

جو چمن بنائے بن کو جو جناں کرے چمن کو / مرے باغ میں الٰہی کبھی وہ بہار آئے

یہ کریم ہیں وہ سرور کہ لکھا ہوا ہے در پر / جسے لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے

ترے صدقے جائے شاہا یہ ترا ذلیل منگتا / ترے در پہ بھیک لینے سبھی شہریار آئے

چمک اُٹھے خاکِ تیرہ بنے مہر ذرّہ ذرّہ / مرے چاند کی سواری جو سرِ مزار آئے

نہ رُک اے ذلیل و رسوا درِ شہریار پر آ / کہ یہ وہ نہیں ہیں حاشا جنہیں تجھ سے عار آئے

تری رحمتوں سے کم ہیں مرے جرم اس سے زائد / نہ مجھے حساب آئے نہ مجھے شمار آئے

گلِ خلد لے کے زاہد تمہیں خارِ طیبہ دیدوں / مرے پھول مجھ کو دیجے بڑے ہوشیار آئے

بنے ذرّہ ذرّہ گلشن تو ہو خار خار گلبن / جو ہمارے اُجڑے بن میں کبھی وہ نگار آئے

ترے صدقے تیرا صدقہ ہے وہ شاندار صدقہ / وہ نثار لیکے جائے جو ذلیل و خوار آئے

ترے در کے ہیں بھکاری ملے خیر دم قدم کی / ترا نام سن کے داتا ہم امیدوار آئے

حسن اُن کا نام لے کر تو پکار دیکھ غم میں -
کہ یہ وہ نہیں جو غافل پسِ انتظار آئے -

تم ہو حسرت نکالنے والے
نامرادوں کے پالنے والے

میرے دشمن کو غم ہو بگڑی کا
آپ ہیں جب سنبھالنے والے

تم سے منہ مانگی آس ملتی ہے
اور ہوتے ہیں ٹالنے والے

لبِ جاں بخش سے جلا دل کو
جان مُردے میں ڈالنے والے

دستِ اقدس بجھائے پیاس مری
میرے چشمے اُبالنے والے

ہیں ترے آستاں کے خاک نشیں
تخت پر خاک ڈالنے والے

روزِ محشر بنا دے بات مری
ڈھلی بگڑی سنبھالنے والے

بھیک دے بھیک اپنے منگتا کو
اے غریبوں کے پالنے والے

ختم کر دی ہے اُن پہ موزونی
واہ سانچے میں ڈھالنے والے

اُن کا بچپن بھی ہے جہاں پرور
کہ وہ جب بھی تھے پالنے والے

پار کر ناؤ ہم غریبوں کی
ڈوبتوں کے نکالنے والے

خاکِ طیبہ میں بے نشاں ہو جا
ارے او نام اچھالنے والے

کام کے ہوں کہ ہم نکمے ہوں
وہ سبھی کے ہیں پالنے والے

زنگ سے پاک صاف کر دل کو
اندھے شیشے اُجالنے والے

خارِ غم کا حسن کو کھٹکا ہے
دل سے کانٹا نکالنے والے

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھولکے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تری عادت تیری

تو ہی ہے ملکِ خدا ملکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانہ میں حکومت تیری

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو تری
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

اس نے حق دیکھ لیا جس نے ادھر دیکھ لیا
کہہ رہی ہے یہ چمکتی ہوئی طلعت تیری۔

بزمِ محشر کا نہ کیوں جائے بلاوا سب کو
کہ زمانہ کو دکھانی ہے وجاہت تیری

عالمِ روح پہ ہے عالمِ اجسام کو ناز
چوکھٹے میں ہے عناصر کے جو صورت تیری

جن کے سر میں ہے ہوا دشتِ نبی کی رضواں
اُن کے قدموں سے لگی پھرتی ہی جنت تیری

تو وہ محبوب ہے اے راحتِ جاں دل کیسے
ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت تیری

مہ و خورشید سے دن رات ضیا پاتے ہیں — مہ و خورشید کو چمکاتی ہے طلعت تیری
ہتھکڑیاں بندھ گئیں پہ ہاتھ ترا بند نہیں — بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری
موت آجائے مگر آئے نہ دل کو آرام — دم نکل جائے مگر نکلے نہ اُلفت تیری
دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ — یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
مجمعِ حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے — ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری
نہ ابھی عرصۂ محشر نہ حسابِ اُمت — آج ہی سے ہے کمربستہ حمایت تیری
تو کچھ ایسا ہے کہ محشر کی مصیبت والے — درد دُکھ بھول گئے دیکھ کے صورت تیری
ٹوپیاں تھام کے گر عرشِ بریں پر دیکھیں — اونچے اونچوں کو نظر آئے نہ رفعت تیری
حُسن ہے جس کا نمک خوار وہ عالم تیرا — جس کو اللہ کرے پیار وہ صُورت تیری
دونوں عالم کے سب ارمان نکالے تُو نے — نکلی اِس شانِ کرم پر بھی نہ حسرت تیری
چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دِل محشر میں — غم کِسے یاد رہے دیکھ کے صُورت تیری

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن -
تُو ہی اُنکا تو حسن تیری ہے جنت تیری

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے — کیا مدینہ پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے
اُن کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے — اُن کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے
سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے — ناخنوں میں ترے اعجازِ مسیحائی ہے
سرِ بالیں انھیں رحمت کی ادا لائی ہے — حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے
جانِ گفتار تو رفتار ہوئی رُوحِ رواں — دم قدم سے ترے اعجازِ مسیحائی ہے
جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حُسن و جمال — اے حسیں تیری ادا اُسکو پسند آئی ہے
تیرے جلووں میں یہ عالم ہے کہ چشمِ عالم — تابِ دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے
جب تری یاد میں دُنیا سے گیا ہے کوئی — جان لینے کو دُلھن بن کے قضا آئی ہے
سر سے پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال — اُسکو موزونیٔ اعضا یہ پسند آئی ہے
تیرے قدموں کا تبرک یدِ بیضائے کلیم — تیرے ہاتھوں کا دیا فضلِ مسیحائی ہے
دردِ دِل کس کو سُناؤں میں تمہارے ہوتے — بیکسوں کی اسی سرکار میں سُنوائی ہے
آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں — آپ کی خاکِ قدم سُرمۂ بینائی ہے

ناتوانی کا الم ہم ضعفاء کو کیا ہو — ہاتھ پکڑے ہوئے مولا کی توانائی ہے

جان دی تو نے مسیحا و مسیحائی کو — تو ہی تو جانِ مسیحا و مسیحائی ہے

چشمِ بےخواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب — آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

باغِ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا — اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

کھیت سرسبز ہوئے پھول کھلے میل دھلے — اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا — میرے داتا کی سواری سرِ حشر آئی ہے

نا امیدو تمہیں مژدہ کہ خدا کی رحمت — انہیں محشر میں تمہارے ہی لئے لائی ہے

فرش سے عرش تک اک دھوم ہے اللہ اللہ — اور ابھی سینکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے

اے حسن حسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرّے ذرّے سے عیاں جلوۂ زیبائی ہے

حاضریٔ حرمین طیبین

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے — بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ منہ قابل دکھانے کے — مگر اُن کا کرم ذرہ نواز و بندہ پرور ہے

خبر کیا ہے بھکاری کیسی کیسی نعمتیں پائیں — یہ اونچا گھر ہے اِسکی بھیک اندازہ سے باہر ہے

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر — طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا — ہمارا منہ اور اس قابل عطائے ربِّ اکبر ہے

جو ہیبت سے رُکے مجرم تو رحمت نے کہا جھک کر — چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے

مقامِ حضرتِ خلت پدر سا مہرباں پایا — کلیجہ سے لگانے کو حطیم آغوشِ مادر ہے

لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشمِ پُرنم سے — لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصل دلبر ہے

وطن اور اس کا ترک کا صدقہ اس شامِ غریبی پر — کہ نورِ رکنِ شامی روکشِ صبحِ منور ہے

ہوئے ایمان تازہ بوسۂ رکنِ یمانی سے — فدا ہو جاؤں یمن و ایمنی کا پاک منظر ہے

یہ زمزم اسلئے ہے جس لئے اسکو پئے کوئی — اسی زمزم میں جنت ہے اسی زمزم میں کوثر ہے

شفا کیونکر نہ پائیں نیم جاں زہرِ معاصی کے — کہ نظارہ عراقی رکن کا تریاقِ اکبر ہے

صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعی مسعیٰ سے — یہاں کی بیقراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے

ہوا ہے پیر کا حج پیر نے جن سے شرف پایا
انہیں کے فضل سے دن جمعہ کا ہر دن سے بہتر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم ان کے
جو وہ مقبول فرمالیں تو ہر حج حج اکبر ہے

حسنؔ حج کرلیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے

قریبِ طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں مدینہ دل کے اندر ہے

ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم اُنکے گنہگاروں کا ایسی سرزمیں پر ہے

ارے او سونے والے دل ارے او سونے والے دل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے

سہانے طرز کی طلعت نرالے رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُر نور منظر ہے

تعالی اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالی اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ کی نچھاور ہے

ہوائیں آرہی ہیں کوچۂ پُر نورِ جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے

منور چشمِ زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبز قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے

یہ رفعت درگہِ عرش آستاں کے قرب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے

محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللہ کا گھر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

ہزاروں بینواؤں کے ہیں جمگھٹ آستانہ پر
طلب دل میں صدائے یا رسول اللہ لب پر ہے

لکھا ہے خامۂ رحمت نے در پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسر ہے

خدا ہے اسکا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اُسکا مولی یہ خدائی بھر کا سرور ہے

زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے

عطا کے ساتھ ہے مختار رحمت کے خزانوں کا
خدائی پر ہے قابو بس خدائی اس سے باہر ہے

کرم کے جوش ہیں بذلِ نعم کے دَور دَورے ہیں
عطائے بانوا ہر بینوا سے شیر و شکر ہے

کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضہ کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رعب سے با دیدۂ تر ہے

کوئی مشغولِ عرضِ حال ہے یوں شادماں ہو کر
کہ یہ سب سے بڑی سرکار ہے تقدیر یاور ہے

کمینہ یہ بندہ در عرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی یہاں کا مدح گستر ہے ثناگر ہے

تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ ان ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسر ہے

ذلیلوں کی تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو۔ تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے
تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے
مطاف و کعبہ کا عالم دکھایا تُو نے طیبہ میں ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے
تجلی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش پسینے پر ترے قربان روحِ مشک و عنبر ہے
غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا دلِ مایوس کی حامی نگاہِ بندہ پرور ہے
جو سب اچھوں میں ہے اچھا جو بہتر سے بہتر ہے ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے
رکھوں میں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر مرے امکان سے باہر مری قدرت سے باہر ہے
اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بُلانے کی۔ تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاور ہے
مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں۔ یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیونکر ہو۔ یہ کیونکر ہے
بُلا کر اپنے کُتے کو نہ دیں چمکار کر ٹکڑا۔ پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے
تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو کہ یہ درگاہِ والا رحمتِ خالص کا منظر ہے

مبارک ہو حسن سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

ذکرِ شہادت

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزارِ جنت کی سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی
کھلے ہیں گُل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی
گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں اُمّت کی کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ مصیبت کی
شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیونکر ہو ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی
کرم والوں نے دَر کھولا تو رحمت نے سماں باندھا کمر باندھی تو قسمت کھول دی فصلِ شہادت کی
علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی
زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و ظلمت کی
یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونک دیں اپنے فدائی کو یہ وہ شمعیں نہیں رو کر جو کاٹیں رات آفت کی
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گزاریں شب مصیبت کی
یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہو یہ وہ شمعیں ہیں جن سے روح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر۔
کہ بزمِ گلرخاں ہیں بے بلائیں کس کی صورت کی

جُدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس وصل و فُرقت کی

اِسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
اسی حاکم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی

ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیماں سے
بچھائے فرش آنکھوں سے بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی

ہوائے یار نے پنکھے بنائے پرِ فرشتوں کے
سبیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی

اُدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
اِدھر ساغر لئے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی۔

سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے روحِ جنت کی

ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
نرالی عطر میں ڈوبی ہوئی ہے روحِ نکہت کی

دلِ پُرسوز کے سُلگے اگر سوز ایسی حرکت سے
کہ پہنچی عرش و طیبہ تک لپٹ سوزِ محبت کی

اُدھر چلمن اُٹھی حسنِ ازل کے پاک جلووں سے
اِدھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی۔

زمینِ کربلا پر آج اک جلسہ برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

گھٹائیں مصطفیٰ کے چاند پر گھر گھر کر آئی ہیں۔
سیہ کارانِ امت تیرہ بختانِ شقاوت کی۔

بیکس کے خون کے پیاسے ہیں اسکے خون کے پیاسے
بجھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
مٹا دی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

مگر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا۔
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

گھٹا یہ بوسہ دیکر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
بہادر آج سے کھائینگے قسمیں اس شجاعت کی

تصدق ہو گئی جانِ شجاعت سچے تیور کے
خدا شیرانہ حملوں کی ادا پر روحِ جرأت کی

نہ ہوتے گر حسین ابنِ علی اس پیاس کے بھوکے
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی

مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی اُن کو کٹوانا۔
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی رہے رویت کے شربت کی

شہیدِ ناز رکھدیتا ہے گردن آبِ خنجر پر
جو موجیں باڑھ پر آجاتی ہیں دریائے الفت کی

یہ وقت زخم نکلا خون اچھل کر جسمِ اطہر سے
کہ روشن ہو گئی مشعل شبستانِ محبت کی۔

سرِ بے تن تن آسانی کو شہرِ طیبہ میں پہنچا
تنِ بے سر کو سرداری ملی ملکِ شہادت کی

حسن سُنّی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کیساتھ رہتی ہے روشِ اربابِ سُنّت کی

کشفِ رازِ نجدیّت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک مُنہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے تو اقرار وقوع
اُف رے ناپاک یہانتک ہی خباثت تیری

علمِ شیطاں کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھکر صورت تیری

بزمِ میلاد ہو کانا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علمِ غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُنکا بُرا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری

اُن کی تعظیم کریگا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائیگی ترے مُنہ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی چال تو کیا آتی گئی اپنی بھی
اجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری

کھلے لفظوں میں کہے قاضی شوکاں مدد سے
یا علی سُن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے استمداد
اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں
شرک کا چرک اُگلنے لگی ملت تیری

عبد وہاب کا بیٹا ہوا شیخِ نجدی
اُس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری

اُسی مشرک کی ہے تصنیف کتاب التوحید
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مُہرِ صداقت تیری

ترجمہ اُس کا ہوا تقویۃ الایماں نام
جس سے بے نور ہوئی چشمِ بصیرت تیری

واقفِ غیب کا ارشاد سُناؤں جس نے
کھولدی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری

ہو اُسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر منڈے ہونگے تو پاجامے گھٹنے ہونگے
سر سے پا تک ہے یہی پوری شباہت تیری

ادعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

اُن کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری

لیکن اُترے گا نہ قرآں گلوں سے نیچے ۔
نکلیں گے دین سے یُوں جیسے نشانہ سے تیر
اپنی حالت کو حدیثوں سے مطابق کر لے
چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے
مرے پیارے مرے اپنے مرے سُنّی بھائی
تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سُن انصاف بھی کر
گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
گالیاں دیں انہیں شیطانِ لعین کے پیرو
جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں
جو ترے واسطے تکلیفیں اٹھائیں کیا کیا
جاگ کر راتیں عبادت میں جنہوں نے کاٹیں ۔
حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی ۔
اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
تُو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے
اُن کے دشمن کو اگر تُو نے نہ سمجھا دشمن ۔
اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
بلکہ ایماں کی پُوچھے تو ہے ایمان یہی ۔

ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری
آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری
آپ کھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری
کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری
غصّہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری
جن کے صدقہ میں ہے ہر دولت و نعمت تیری
جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری
اپنے آرام سے پیاری جنہیں راحت تیری
کس لئے اس لئے کٹ جائے مصیبت تیری
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری
جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری
وہ قیامت میں کرینگے نہ رفاقت تیری
دعوے بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
اُن سے عشق اُنکے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

مسدّسات

تمہیدِ ذکرِ معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے
ہم بیکسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدتِ سوزِ جگر بھی ہے
کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے

ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں تو جام دے
تازہ ہو روح پیاس بجھے لطفِ تام دے
ٹھنڈک پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے

اٹھیں سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں افتخارِ اوج
ٹپکے گلِ کلام سے رنگِ بہارِ اوج
جھکے ہزار خامہ سرِ شاخسارِ اوج
ہو بات بات شانِ عروجِ افتخارِ اوج

فکر و خیالِ نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضمون فرازِ عرش سے اونچے نکل چلیں

اس شان اس ادا سے ثنائے رسول ہو
حُضّار پر سحابِ کرم کا نزول ہو
ہر شعر شاخِ گل ہو۔ تو ہر لفظ پھول ہو
سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو۔

ایسی تعلّیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے
فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
اعزازِ ماہِ طیبہ کی رویت کی رات ہے

پھیلا ہوا ہے سرمۂ تسخیر چرخ پر۔
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں ادھر ادھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اسے
پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
اپنے اندھیرے گھر کا اجالا کہوں اسے

یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا
مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا
کوئی گلیم پوش مراقب ہے یا خدا
یا آہوئے سیاہ یہ چرتے ہیں جابجا

ابرِ سیاہ مست اٹھا حالِ وجد میں
لیلٰے نے بال کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے
اب کی بہار ہوش ربا ہی کچھ اور ہے
روئے عروسِ گل میں صفا ہی کچھ اور ہے
چبھتی ہوئی دلوں میں ادا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے
گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر گلی ہے مشرقِ خورشید نور سے
لپٹی ہے ہر نگاہ تجلی طور سے
رونق ہے سب کے منہ پہ دلوں کے سرور سے
فرشتے ہیں بے قرار حجابِ غیور سے

ماہِ عرب کے جلوے جو اونچے نکل گئے
خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

ہر سمت سے بہار نوا خوانیوں میں ہے
نیسانِ جودِ رب گہر افشانیوں میں ہے
چشمِ کلیم جلوے کے قربانیوں میں ہے
غل آمدِ حضور کا روحانیوں میں ہے

اک دھوم ہے حبیب کو مہماں بناتے ہیں
بہر براقِ خلد کو جبریل چلاتے ہیں

نغمۂ روح
۱۳۰۹ھ

استمداد از حضرتِ سلطان بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے کریم ابن کریم اے رہنما اے مقتدا
اخترِ برجِ سخاوت گوہرِ دُرجِ عطا
آستانے پر ترے حاضر ہے یہ تیرا گدا
لاج رکھ لے دست و دامن کی مرے بہرِ خدا

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شاہِ اقلیمِ ولایت سرورِ کیواں جناب
ہے تمہارے آستانے کی زمیں گردوں قباب
حسرتِ دل کی کشاکش سے ہیں لاکھوں اضطراب
التجا مقبول کیجے اپنے سائل کی شتاب

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

سالکِ راہِ خدا کو رہنما ہے تیری ذات
بینوایانِ جہاں کا آسرا ہے تیری ذات

مسلکِ عرفانِ حق میں پیشوا ہے تیری ذات
تشنہ کاموں کیلئے بحرِ عطا ہے تیری ذات

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ہر طرف سے فوجِ غم کی ہے چڑھائی الغیاث
پھر گئی ہے شکلِ قسمت اے خدائی الغیاث

کرتی ہے پامال یہ بیدست و پائی الغیاث
اے سرِ فریاد رس تیری دہائی الغیاث

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

منکشف کس پر نہیں شانِ معلیٰ کا عروج
میں حضیضِ غم میں ہوں امداد ہو شاہا عروج

آفتابِ حق نما ہو تم کو ہے زیبا عروج
ہر ترقی پر ترقی ہو بڑھے دونا عروج

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تا کجا ہو پائمالِ لشکرِ افکار روح
ہو چلی ہے کاوشِ غم سے نہایت زار روح

تا کجے ترساں رہے بے مونس و غمخوار روح
طالبِ امداد ہے ہر وقت اے دلدار روح

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دبدبہ میں ہے فلک شوکت ترا اے ماہِ کاخ
قصرِ جنت سے فزوں رکھتا ہے عز و جاہ کاخ

دیکھتے ہیں ٹوپیاں تھامے گدا و شاہ کاخ
اب دکھانے دیدۂ مشتاق کو ﷲ کاخ

روئے رحمت بر متاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تو بہ سائل اور تیرے در سے پلٹے نامراد
آستانے کے گدا ہیں قیصر و کسریٰ و قباد

ہم نے کیا دیکھے نہیں غمگین آ کے جاتے شاد
ہو کبھی لطف و کرم سے بندۂ مضطر بھی یاد

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفسِ امارہ کے پھندے میں پھنسا ہوں العیاذ — در ترا بیکس پناہ کوچہ ترا عالم ملاذ
رحم فرما یا ملاذی لطف فرما یا معاذ — حاضرِ در ہے غلامِ آستاں بہرِ نواز

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شہر یارا اے ذی وقار اے باغِ عالم کی بہار — بحرِ احساں رشحۂ نیساں جودِ کردگار
ہوں خزانِ غم کے ہاتھوں پائمالی سے دوچار — عرض کرتا ہوں ترے در پر بچشمِ اشکبار

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بر سرِ پرخاش ہے مجھ سے عدوئے بے تمیز — رات دن ہے درپئے قلبِ حزیں نفسِ رجیز
مبتلا ہے سو بلاؤں میں مری جانِ عزیز — حلِ مشکل آپ کے آگے نہیں دشوار چیز

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

اِک جہاں سیرابِ فیضِ ابر ہے اب کی برس — تر نواہیں بلبلیں پڑتا ہے گوشِ گل میں رس
ہے یہاں کشتِ تمنا خشک و زندانِ قفس — اے سحابِ رحمتِ حق سوکھے دھانوں پر برس

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

فصلِ گل آئی عروسانِ چمن ہیں سبزہ پوش — شادمانی کا نواسنجانِ گلشن میں ہے جوش
جو بنوں پر آگیا حسنِ بہارِ گل فروش — ہائے بے رنگ اور ہیں جیوں دام میں گم کردہ ہوش

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

دیکھ کر اس نفسِ بدخصلت کی زشتیٔ خواص — سوزِ غم سے دل پگھلتا ہے مرا مثلِ رصاص
کس سے مانگوں خونِ حسرت ہائے کشتہ کا قصاص — مجھ کو اس موذی کے چنگل سے عطا کیجے خلاص

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

ایک تو ناخن بدل ہے شدتِ افکار قرض
قرض ادا ہو یا نہ ہو لیکن مرا آزار فرض۔
اس پہ اعدا نے نشانہ کرلیا ہے مجھ کو فرض
رد نہ فرماؤ خدا کے واسطے سائل کی عرض

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

نفس و شیطاں ہیں بڑھے ہیں سو طرح کے اختلاط
بھولی بھولی سی کبھی یاد آتی ہے شکلِ نشاط۔
ہر قدم درپیش ہے مجھ کو طریقِ پُل صراط
پیشِ بارِ کوہ کاہِ ناتواں کی کیا بساط

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من۔

آفتوں میں پھنس گیا ہے بندۂ در الحفیظ
ایک قلبِ ناتواں ہے لاکھ نشتر الحفیظ
جان سے تنگ و کاہشوں میں دم ہے مضطر الحفیظ
المدد اے دادرس اے بندہ پرور الحفیظ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

صبحِ صادق کا کنارِ آسماں سے ہے طلوع
طائروں نے آشیانوں میں کیئے نغمے شروع
ڈھل چکا ہے صورتِ شب حسنِ رخسارِ شموع۔
اور نہیں آنکھوں کو اب تک خوابِ غفلت سے رجوع

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

بدلیاں چھائیں ہوا بدلی ہوئے شاداب باغ
آہ اے جورِ قفس دل ہے کہ محرومی کا داغ
غنچے چٹکے پھول مہکے بس گیا دل کا دماغ
واہ اے لطفِ صبا گل ہے تمنا کا چراغ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

آسماں سے قوس فکر بن تیر میرا دل ہدف
منتظر ہوں میں کہ اب آئی صدائے لاتخف
نفس و شیطاں ہر گھڑی کف بر لب و خنجر بکف
سرورِ دیں کا تصدق بہرِ سلطانِ نجف

رُوئے رحمت برمتاب اَے کامِ جہاں از روئے مَن
حرمتِ رُوحِ پیمبر یک نظر کُن سُوئے مَن

بڑھ چلا ہے آج کل احباب میں جوشِ نفاق
سینکڑوں پردوں میں پوشیدہ ہے حسنِ اتفاق
خوش مذاقانِ زمانہ ہو چلے ہیں بد مذاق
برسرِ پیکار ہیں آ گے جو تھے اہلِ وفاق

رُوئے رحمت برمتاب اَے کامِ جاں از روئے مَن
حُرمتِ رُوحِ پیمبر یک نظر کُن سُوئے مَن

ڈر درندوں کا اندھیری رات صحرا ہولناک
دیکھکر ابرِ سیہ کو دل ہُوا جاتا ہے چاک
راہ نامعلوم رعشہ پاؤں میں لاکھوں مغاک
آئیے امداد کو ورنہ میں ہوتا ہوں ہلاک

رُوئے رحمت برمتاب اَے کامِ جاں از روئے مَن
حُرمتِ رُوحِ پیمبر یک نظر کُن سُوئے مَن

ایک عالم پر نہیں رہتا کبھی عالم کا حال
بڑھ چکیں شب ہائے فرقت اب تو ہو روزِ وصال
ہر کمالے را زوال و ہر زوالے را کمال
پھر ادھر مُنہ کر کہ میرے دن پھریں دل ہو نہال

رُوئے رحمت برمتاب اَے کامِ جاں از روئے مَن
حُرمتِ رُوحِ پیمبر یک نظر کُن سُوئے مَن

گو چڑھائی کر رہے ہیں مجھ پر اندوہ و اَلم
پر کہیں چھٹتا ہے تیرا آستاں تیرے قدم
گو بپا کرتے ہو رہے ہیں اہلِ عالم کے ستم
چارۂ دردِ دلِ مضطر کریں تیرے کرم

رُوئے رحمت برمتاب اَے کامِ جاں از روئے مَن
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کُن سُوئے مَن

ہیں کمربستہ عداوت پہ بہت اہلِ زمن
سُن لے فریادِ حسن حسن فرمائے امدادِ حسن
ایک جانِ ناتواں لاکھوں اَلم لاکھوں محن
صبحِ محشر تک رہے آباد تیری انجمن

رُوئے رحمت برمتاب اَے کامِ جاں از رُوئے مَن
حرمتِ رُوحِ پیمبر یک نظر کُن سُوئے مَن

ہے ترے الطاف کا چرچا جہاں میں چار سُو
ہے گدا کا حال تجھ پر آشکارا مُو بمُو
شُہرۂ آفاق ہیں یہ خصلتیں یہ نیک خُو
آجکل گھیرے ہوئے ہیں چار جانب سے عدُو

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

شام سے نزدیک منزل دور ہیں گم کردہ راہ
کوئی ساتھی ہے نہ رہبر جس سے حاصل ہو پناہ
ہر قدم پر پڑتے ہیں اس دشت میں خس پوش چاہ
اشک آنکھوں میں قلق دل میں لبوں پر آہ آہ

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

تاج والوں کو مبارک تاجِ زر تختِ شہی
ہیں گدا ٹھہرے ترا میری اسی میں ہے بہی
بادشا لاکھوں ہوئے کس پر چلی کس کی رہی
ظلِ دامن خاکِ در دیہیم و افسر ہے یہی

روئے رحمت برمتاب اے کامِ جاں از روئے من
حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے من

مناقب حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف

ہوا ہوں دادِ ستم کو میں حاضرِ دربار
طرح طرح سے ستاتا ہے زمرۂ اشرار
گواہ ہیں دلِ محزون و چشمِ دریا بار
بدیع بہر خدمت حرمتِ شہِ ابرار

مدار چشمِ عنایت ز من دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

اِدھر اقارب عقارب عدو احبابِ خویش
بیاں کس سے کروں ہیں جو آفتیں در پیش
اِدھر ہوں جوشِ معاصی کے ہاتھ سے دل ریش
پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدت کیش

مدار چشمِ عنایت ز من دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

نہ ہوں میں طالبِ افسر نہ سائلِ دیہیم
کیا ہے تم کو خدا نے کریم ابنِ کریم
کہ ننگ منزلِ مقصد ہے خواہشِ زر و سیم
فقط یہی ہے شہا آرزوئے عبدِ اثیم

مدار چشمِ عنایت ز من دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسن دریغ مدار

ہُوا ہے خنجرِ افکار سے جگر گھائل
نفس نفس ہے عیاں دم شماریٔ بسمل

مجھے ہو مرحمت اب دارُوئے جراحتِ دل
نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف وکرم از حسنؔ دریغ مدار

تمہارے وصف و ثنا کس طرح سے ہوں مرقوم
کہ شان ارفع و اعلیٰ کسے نہیں معلوم

ہے زیرِ تیغ الم مجھ غریب کا حلقوم
ہوئی ہے دل کی طرف یورشِ سپاہِ ہموم

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف وکرم از حسنؔ دریغ مدار

ہُوا ہے بندہ گرفتارِ پنجۂ صیّاد
ہیں ہر گھڑی ستم ایجاد سے ستم ایجاد

حضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی افتاد
تمہارے در پہ لایا ہوں جور کی فریاد

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف وکرم از حسنؔ دریغ مدار

تمام ذرّوں پہ کالشمس ہیں یہ جود و نوال
فقیرِ خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجے سوال

حسنؔ ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد فعال
عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ جنس حسن مآل

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف وکرم از حسنؔ دریغ مدار

عرضِ سلام بدرگاہِ حضرت خیر الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

السّلام اے خسروِ دنیا و دیں
السّلام اے راحتِ جانِ حزیں

السّلام اے بادشاہِ دو جہاں
السّلام اے سرورِ کون و مکاں

السّلام اے نورِ ایماں السّلام
السّلام اے راحتِ جاں السّلام

اے شکیبِ جانِ مضطر السّلام
آفتابِ ذرّہ پرور السّلام

درد و غم کے چارہ فرما السّلام
دردمندوں کے مسیحا السّلام

اے مرادیں دینے والے السّلام
دونوں عالم کے اُجالے السّلام

درد و غم میں مبتلا ہے یہ غریب
دم چلا تیری دوہائی اے طبیب

نبض میں ساقط روحِ مضطر جی نڈھال — دردِ عصیاں سے ہوا ہے غیر حال
بے سہاروں کے سہارے ہیں حضور — حامی و یاور ہمارے ہیں حضور
ہم غریبوں پر کرم فرمائیے — بد نصیبوں پہ کرم فرمائیے
بے قراروں کے سرہانے آئیے — دلفگاروں کے سرہانے آئیے
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو — جانِ عیسیٰ ہو مسیحائی کرو
شام ہے نزدیک منزل دور ہے — پاؤں کیسے جان تک رنجور ہے
مغربی گوشوں میں پھولی ہے شفق — زردیٔ خورشید سے ہے رنگ فق
راہ نامعلوم صحرا پُر خطر — کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر
طائروں نے بھی بسیرا لے لیا — خواہشِ پرواز کو رخصت کیا
ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ — پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ
سو بلائیں چشمِ تر کے سامنے — یاس کی صورت نظر کے سامنے
دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی — شکل پر افسردگی چھائی ہوئی
ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں — کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں
ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد — آفتوں میں مبتلا ہے خانہ زاد
اے عرب کے چاند اے مہرِ عجم — اے خدا کے نور اے شمعِ حرم
فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے — عرش کی عزت قدم سے آپ کے
آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور — آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور
آپ سے روشن ہوئے کون و مکاں — آپ سے پُر نور ہے بزمِ جہاں
اے خداوندِ عرب شاہِ عجم — کیجیے ہندی غلاموں پر کرم
ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے — تیرہ بختوں کی شفاعت کیجیے
اپنے بندوں کی مدد فرمائیے — پیارے حامی مسکراتے آئیے
ہو اگر شانِ تبسم کا کرم — صبح ہو جائے شبِ دیجورِ غم
ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستہ — المدد اے خندۂ دنداں نما
ہاں دکھا جانا تجلی کی ادا — ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا
دیکھیے کب تک چمکتے ہیں نصیب — دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب

ملتجی ہوں میں عرب کے چاند سے
اپنے رب سے اپنے رب کے چاند سے

میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی
لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی

تنگ آیا ہوں دلِ ناکام سے
اِس نکمّے کو لگا دو کام سے

آپ کا دربار ہے عرش اشتباہ
آپ کی سرکار ہے بیکس پناہ

مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر
رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر

غمزدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد
سب کو مِل جاتی ہے منہ مانگی مراد

میں تمہارا ہوں گدائے بے نوا
کیجیے اپنے بے نواؤں پر عطا

میں غلامِ ہیچکارہ ہوں حضور
ہیچکاروں پر کرم ہے پُر ضرور

اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں
ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں

کیجیے رحمت حسن پر کیجیے
دونوں عالم کی مُرادیں دیجیے

رباعیات

جانِ گلزارِ مصطفائی تم ہو
جلوہ سے تمہارے ہے عیاں شانِ خدا
مختار ہو مالکِ خدائی تم ہو
آئینۂ ذاتِ کبریائی تم ہو

دیگر

یارانِ نبی کا وصف کس سے ہو ادا
پائے کوئی کیونکر اس رباعی کا جواب
ایک ایک ہے ان میں ناظمِ نظمِ ہدیٰ
اے اہلِ سخن جس کا مصنف ہو خدا

دیگر

بدکار ہیں عاصی ہیں زیاں کار ہیں ہم
یہ سب سہی پر دل کو ہے اس سے قوت
تعزیر کے بے شبہ سزاوار ہیں ہم
اللہ کریم ہے گنہگار ہیں ہم

دیگر

خاطی ہوں سیہ رُو ہوں خطا کار ہوں میں
پر اس کے کرم پہ ہے بھروسہ بھاری
جو کچھ ہو حسن سب کا سزاوار ہوں میں
اللہ ہے شاہد کہ گنہگار ہوں میں

دیگر

اِس درجہ ہے ضعف جانگزائے اسلام
ہیں جس سے ضعیف سب قوائے اسلام
اے مرتوں کی جان بچانے والے
اب ہے ترے ہاتھ میں دوائے اسلام

دیگر

کب تک یہ مصیبتیں اٹھائے اسلام
کب تک ہے ضعفِ جانگزائے اسلام
پھر از سرِ نو اِس کو توانا کر دے
اے حامیِ اسلام خدائے اسلام

دیگر

ہے شام قریب چھپی جاتی ہے ضو۔
منزل ہے بعید تھک گیا ہے رہرو
اب تیری طرف شکستہ حالوں کے رفیق
ٹوٹی ہوئی آس نے لگائی ہے لو

دیگر

برسائے وہ آزادہ روی نے جھالے
ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے
اِسلام کے بیڑے کو سہارا دینا
اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے

دیگر

سُن احقرِ افرادِ زمن کی فریاد
سُن بندۂ پابندِ محن کی فریاد
یارب تجھے واسطہ خداوندی کا
رہ جائے نہ بے اثر حسن کی فریاد

دیگر

جو لوگ خدا کی ہیں عبادت کرتے
کیوں اہلِ خطا کی ہیں حقارت کرتے
بندے جو گنہگار ہیں وہ کس کے ہیں
کچھ دیر اُسے ہوتی ہے رحمت کرتے

دیگر

دنیا فانی ہے اہلِ دنیا فانی۔
شہر و بازار و کوہ و صحرا فانی
دل شاد کریں کس کے نظارہ سے حسن
آنکھیں فانی ہیں یہ تماشا فانی

دیگر

اِس گھر میں نہ پابند نہ آزاد رہے
غمگین رہے کوئی نہ دل شاد رہے
تعمیر مکاں کس کے لئے ہوتا ہے
کوئی نہ یہاں رہے گا یہ یاد رہے

تواریخ از تصنیف مصنّف

تاریخ مثنوی شفاعت و نجات مصنفہ مولٰنا مولوی محمد محسن صاحب کاکوری وکیل مین پوری

حسن اپنے محسن کی ہو کچھ ثنا
شفاعت کا لکھا ہے احوال خوب
دُعائیہ تاریخ میں نے کہی۔

جو احسان حُسنِ طبیعت کا ہو
بیاں کیونکر اُس کی فصاحت کا ہو
یہ اچھا ذریعہ شفاعت کا ہو
۱۸ ۶ ۹۳

تاریخ وصال حضرت سیدنا مولٰنا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونور اللہ مرقدہ

جب آل رسول بحرِ عرفاں ـ
وہ واقفِ رمزِ لا و الّا
عازم ہوئے سوئے دارِ عقبےٰ
رضواں نے کہی حسن سے تاریخ

رونق وہ خاندانِ برکات
وہ کاشفِ سرِّ نفی و اثبات
اِس غم کی گھٹا سے دِن ہوا رات
اب خلد میں دیکھیے کرامات
۶۶۲ ۶۳۴

دیگر

اچھے کے پیارے میرے سہارے
وہ اور شریعت وہ اور طریقت
عبد و خدا میں مانند برزخ
دریائے رحمت گلزار رافت
نجم منازل شمع محافل
خلقِ خدا کے کیوں نہ ہوں رہبر
ہے اُن کے دم سے عزت کی عزت
جب اُس قمر نے لی راہِ جنّت
میں نے کہی یہ تاریخ رحلت

باہر ہیں بیاں سے اُنکے مناقب
دو دل یک ارمان یک جان دو قالب
مقصود و قاصد مطلوب و طالب
جان مراحم کانِ مواہب
مہرِ مشارق ماہِ مغارب
ہیں مصطفےٰ کے فرزند و نائب
تاجِ مراتب راسِ مناصب
تھی اشک افشاں چشمِ کواکب
قطب المشائخ اصل مطالب
۱۲ ھ ۹۶

تاریخ طبع وتالیف رسالہ نگارستان لطافت مصنّفہ خود

ہوگیا ختم یہ رسالہ آج ‏ شکرِ خالق کریں نہ کیونکر ہم
سنِ تالیف اے حسن سن لے ‏ منبعِ وصفِ شہریارِ حرم ۱۳۰۲ھ

دیگر

یہ چند ورق نعت کے لایا ہے غلام آج ‏ انعام کچھ اس کا مجھے اے بحرِ سخا دو
میں کیا کہوں میری ہے بہ حسرت یہ تمنّا ‏ میں کیا کہوں مجھ کو یہ صلا دو یہ صلا دو
تم آپ مرے دل کی مرادوں سے ہو واقف ‏ خیرات کچھ اپنی مجھے اے بحرِ عطا دو
ہیں یہ سنِ تالیف فقیرانہ صدائیں ‏ والی میں تصدق مجھے مدحت کی جزا دو ۱۳۰۲ھ

تاریخ طبع دیوان حضور احمد خاں صاحب آثم بریلوی

قطعہ

ہے یہ دیوان اُس کی مدحت میں ‏ جس کی ہر بات ہے خدا کو قبول
جس کے قبضہ میں دو جہاں کا ملک ‏ جس کے بندوں میں تاجدار شمول
جس پہ قرباں جناں جناں کے چمن ‏ جس پہ پیارا خدا خدا کے رسول
جس کے صدقہ میں اہلِ ایماں پر ‏ ہر گھڑی رحمتِ خُدا کا نزول
جس کی سرکار قاضیِ حاجات ‏ جس کا دربار معطی مامول
یہ ضیائیں اُسی کے دم کی ہیں ‏ یہ سخائیں اُسی کی ہیں معمول
دن کو ملتا ہے روشنی کا چراغ ‏ شب کو کھلتا ہے چاندنی کا پھول
اُس کے در سے ملے گدا کو بھیک ‏ اُس کے گھر سے ملے دُعا کو قبول
اے حسن کیا حسن ہے مصرعِ سال ‏ باغِ اسلام کے کھلے کیا پھول ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ وصال اعلیحضرت عظیم البرکتہ سیّدی وملجائی مرشدی ومولائی عالی جناب مولانا مولوی سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

شیخِ زمانہ حضرت سید ابو الحسین ‏ جانِ مراد کانِ ہدیٰ شانِ اہتدا
نورِ نگاہ حضرت آلِ رسول کے ‏ اچھے میاں کے لختِ جگر آنکھوں کی ضیا

خود عین نورِ سیدی علی کے نورِ عین
میرے بزرگ بھی اسی در کے غلام ہیں

ما بندۂ قدیم و تُوئی خواجۂ کریم
جانِ ظہور اب کوئی اخفا کا وقت ہے

اسرار کا ظہور ہو شانِ ظہور سے
اعلان سے دکھایئے وہ قادری کمال

دروازے کھول دیجئے امدادِ غیب کے
یا سیدی میں کہہ کے پکاروں بلا کے وقت

داتا مرا سوال ہے مجھ کو بھیک دو
آیا ہے دُور سے یہی سُنتا ہوا فقیر

مجھ سا کوئی سقیم نہ تم سا کوئی کریم
ہُنر نگاہِ مہر ہو مجھ تیرہ بخت پر

دارین میں علوِ مراتب کرو عطا
خوش باش اے حسن ترے شہ بن بلبل ہوا

تاریخ اب وصالِ مقدس کی عرض کر
وہ سید ولا گئے جب بزمِ قدس میں
۴۸۰

عشقی کے دل کے چین مرے درد کی دوا
میں بھی کمینہ بندہ اسی بارگاہ کا

پروردۂ نوالِ نقیرِ سے قدیر ما
حائل جو پردہ بیچ میں تھا وہ بھی اٹھ گیا

استار سے اُٹھایئے اب پردۂ خفا
اظہار کیجیے شوکتِ قدرت کا برملا

کاسے لیے کھڑے ہیں بہت در پہ گدا
تم لاتخف سُناتے ہوئے آؤ سرورا

منگتا تمہارا تم کو تمہیں سے ہے مانگتا
باڑا بٹے گا حضرتِ نوری کے نور کا

میری طلب طلب ہے تمہاری عطا عطا
آنکھوں کو نور دل کو عنایت کرو جلا

تم مظہرِ علی ہو علی مظہرِ علا
جس کا گدا ہے تو وہ ہے غمخوارِ بینوا

حاصل ہو پورے شعر سے خاطر کا مدعا
اچھے میاں نے اٹھ کر گلے سے لگا لیا
۱۳۲۴ھ = ۸۴۴

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت نبیرۂ حضرت اخ الاعظم عالمِ اہلسنت جناب مولٰنا حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری مدظلہم بخانہ برخوردار مولوی حامد رضا خاں سلمہم اللہ تعالےٰ

شکرِ خالق کس طرح سے ہو ادا
پھر زباں بھی کس کی مجھ ناچیز کی

اے خدا کیونکر لکھوں تیری صفت
گننے والے گنتیاں محدود ہیں

سب سے بڑھکر فضل تیرا اے کریم
ہر کرم کی وجہ یہ فضلِ عظیم۔

اک زباں اور نعمتیں بے انتہا
وہ بھی کیسی جس کو عصیاں کا مزا

اے خدا کیونکر کہوں تیری ثنا
تیرے الطاف و کرم بے انتہا

ہے وجودِ اقدسِ خیر الوریٰ
صدقہ ہیں سب نعمتیں اس فضل کا

فضل اور پھر وہ بھی ایسا شاندار — جس پہ سب افضال کا ہے خاتمہ
اولیا اس کے کرم سے خاصِ حق — انبیاء اس کی عطا سے انبیاء
خود کرم بھی خود کرم کی وجہ بھی — خود عطا خود باعثِ جود و عطاء
اس کرم پر اس عطا و جود پر — ایک میری جان کیا عالم فدا
کر دے اک تہ سے جہاں سیراب فیض — جوش زن چشمہ کرم کے میم کا
جان کہنا ہے تنزل تشبیہ ہے — اللہ اللہ اس کے دامن کی ہوا
جان دی مردوں کو عیسیٰ نے اگر — اس نے خود عیسیٰ کو زندہ کر دیا
بے سبب اس کی عطائیں بے شمار — بے غرض اس کے کرم بے انتہا
بادشا ہو یا گدا ہو کوئی ہو — سب کو اس سرکار سے صدقہ ملا
سب نے اس در سے مرادیں پائی ہیں — اور اسی در سے ملیں گی دوستا
جود دریا دل کے صدقہ سے بڑھے — بڑھتے بادل کو گھٹا کہنا خطا
مَن رَآنِی والے رخ نے بھیک دی — کیوں نہ گلشن کی صفت ہو دلکشا
جلوۂ پائے منور کے نثار — مہر و ماہ کو کتنا اونچا کر دیا
اپنے بندوں کو خدائے پاک نے — اس کے صدقہ میں دیا جو کچھ دیا
مصطفےٰ کا فضل ہے مسرور ہیں — نعمتِ تازہ سے عبد المصطفےٰ
عالمِ دیں مقتدائے اہلِ حق — سنیوں کے پیشوا احمد رضا
فضلِ حق سے ہیں فقیرِ قادری — اس فقیری نے انھیں سب کچھ دیا
لختِ دل حامد میاں کو شکر ہے — حق نے بیٹا بخشا جیتا جاگتا
میں دعا کرتا ہوں اب اللہ سے — اور دعا بھی وہ جو ہے دل کی دعا
واسطہ دیتا ہوں میں تیرا تجھے — اے خدا از فضلِ تو حاجت روا
عافیت سے قبلہ و کعبہ رہیں — ہم غلاموں کے سروں پر دائما
دولتِ کونین سے ہوں بہرہ ور — آج اعظم **مصطفےٰ حامد رضا**
نعمتِ تازہ کو دے وہ نعمتیں — کیں جو تو نے خاص بندوں کو عطا
دوست ان کے سب رہیں آباد و شاد — دشمنِ بدخواہ غم میں مبتلا
آفریں طبعِ رواں کو اے حسن — قطعہ لکھنا تھا قصیدہ ہو گیا
سنِ ولادت کے دعائیہ کو لکھو — علم و عمر اقبال و طالع دے خدا
۱۳ ۴ ۲۵

گلریز بنا ہے شاخِ خامہ
یاد آتے ہیں طور کے مضامین
توحید کے لطف پا رہا ہوں
ایماں ہی مرا کہ ہے خدا ایک
وہ ایک سے ملکے جو بنا ہو
اندھوں سے کہو سنبھل کے دیکھو
اوّل ہے وہی وہی ہے آخر
موجود ہے اور نظر نہ آیا
وہ حبلِ ورید سے قریں ہے
نادیدہ وہ نورِ حق ہے لاریب
سب کچھ نظر آئے اس نظر سے
وہ کیا نظر آئے جو خدا ہو
جو بھید کو اُس کے پا گئے ہیں
پھر کر وہ اِدھر کبھی نہ آیا
دل میں ہیں ہزاروں بحر پُرجوش

فردوس بنا ہوا ہے نامہ
سینہ ہے تجلیوں کا مسکن
وحدت کے مزے اُڑا رہا ہوں
وہ ایک نہیں جسے گنیں ہم
وہ ایک کسی کا کب خدا ہو
اُس ایک نے دو جہاں بنائے
باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر
کس دل میں نہیں جمال اُس کا
ہاں تابِ نظر کہیں نہیں ہے
آنکھوں میں نظر نظر کہاں ہے
پر دیکھیں نظر کو کس نظر سے
جو وہم و قیاس سے قریں ہے
ہستی اپنی مٹا گئے ہیں
کچھ جلوہ جسے دکھا دیا ہے
ہے حکم زباں کو کہ خاموش

نازل ہیں وہ نور کے مضامیں
ہے پیشِ نگاہ دشتِ ایمن
دل ایک سے ہے دل کا مدعا ایک
وہ ایک نہیں جو دو سے ہو کم
احول ہے جو ایک کو کہے دو
اِک کُن سے سب اُس نے جہاں بنائے
ظاہر نے عجب سماں دکھایا
کس سر میں نہیں خیال اُس کا
قرآں ہے یُؤمِنُونَ بِالغَیب
آنکھیں ہی نہیں نظر کہاں ہے
جب خلق کو یہ صفت عطا ہے
خالق کی قسم خدا نہیں ہے
کچھ راز اُدھر کا جس نے پایا
صُمٌّ بُکمٌ بنا دیا ہے
اِک جلوہ سے طور کو جلایا

بیہوش کلیم کو بنایا
ہے شعلہ فشاں یہ عشق کا دل
قائم ہیں صفات پاک بالذات
جیسا چاہا جسے بنایا
کافر بھی وہیں سے پاتے ہیں رزق
ایجادِ وجود ہو عدم سے ۔
ہے دونوں جہاں سے نرالا
ہر عیب سے پاک ذات اس کی
بیشک ہے وہ لائقِ خدائی
پروانہ چراغ پر ہے شیدا کیوں
مہتاب سے ہے چکور دل شاد
عالم میں ہی ایک دھوم دن رات
پروانہ ہے بزم میں پرافشاں
گفتار و تجسس دل و لب
ہم کس کو کہیں کہ ہم کہاں ہیں

پنہاں ہیں جو سنگ میں شرارے
پتھر میں کہاں سے آگیا دل
باقی ہے کبھی فنا نہ ہوگا
پوچھو اس سے کہ یہ کس کا پایا
شب دن کو کرے تو رات کو دن
حادث ہو حدوث یوں مقدسی
قادر ہے ذوالجلال ہے وہ
ہر عیب سے پاک بات اس کی
کس وقت نہاں ہیں اسکے جلوے
بلبل ہے گلوں کی مبتلا کیوں
شمع و گل و سرو واہ کیا ہیں
اے جلوۂ یار تری کیا بات
ہر دل کو تیری ہی جستجو ہے
پیارے یہ ترے ہی کام ہیں سب
تو نے ہی کھلائے ہیں یہ سب گل

کرتے ہیں کچھ اور ہی اشارے
ذات اس کی ہے مطلعِ مرادات
ہے جس کو فنا خدا نہ ہوگا
مومن بھی اسی کا کھاتے ہیں رزق
حمد ہم کو محال اس کو ممکن ۔
اللہ تبارک و تعالےٰ
اپنی آپ ہی مثال ہے وہ
شایاں ہے اسی کو کبریائی
ہر شے سے عیاں ہیں اسکے جلوے
قمری ہے اسیر سرو آزاد
کچھ اور ہی جلوے دلربا ہیں
گلزار میں عندلیب نالاں
ہر لب پہ تری ہی گفتگو ہے
تیری ہی یہ صنعتیں عیاں ہیں
ہے تیری ہی شان کا تجمل

تو نے ہی کئے جمیل پیدا | تجھ نے ہی کیا دلوں کو شیدا

از خود رفتنِ دلِ حزیناں بذکرِ حسیناں و بر ہمنوئی بخت پے بردن بجمالِ بیمثال اولین آئینۂ حسنِ لایزال صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم

آیا ہے جو ذکرِ مہ جبیناں
آنکھوں کے تلے ہے کوئی نور
کس چاند کی چاندنی کھلی ہے
یارب یہ کہاں خیال پہنچا
آنکھوں میں بسا ہے کس کا عالم
یا دید کی حسرتیں نکالوں ۔

قابو میں نہیں ہے دل پریشاں
یارب یہ کدھر سے چاند نکلا
یہ کس سے مری نظر ملی ہے
آیا ہوں میں کس کی رہگزر میں
یاد آنے لگا ہے کس کا عالم
اللہ یہ کس کی انجمن ہے

یاد آئی تجلیٔ سرِ طور
اٹھا ہے نقاب کس کے رخ کا
ہے پیشِ نگاہ جلوہ کس کا
بجلی سی چمک گئی نظر میں
اب میں دلِ مضطرب سنبھالوں
دنیا میں بہشت کا چمن ہے

ہر چیز یہاں کی دلربا ہے
بستر اپنا جما رہے ہیں
ہے سرو سے آج دورِ قمری
پھیلے ہیں ہزاروں دستِ دامن
بیداد و ستم کی داد دیجیے
کمزوروں میں بٹ رہی ہے طاقت
امیدیں بھرے ہوئے دلوں میں
یہ در ہے کہ آسمانِ عزت
اس ذرّ کو فلک جناب کہیئے
محتاج کی آبرو یہ گھر ہے۔
دربار ہے اس حبیبِ رب کا
اس راہ میں سر جھکائے چلنا
اے دل نہیں وقتِ بیخودی یہ
ملحوظ رہیں یہاں کے آداب
ہے منع یہاں بلند آواز
فریاد بھی ہو تو بے صدا ہو
خاموش ہیں یوں سب انجمن میں
بیچین دلوں کا جس سے ہو چین
مرہم نہ زخمِ دلفگاراں
حامی یہی ہے ستم زدوں کا
یکتا ہے یہ خوش اداییوں میں
ہیں آٹھوں بہشت اسکے بلبل
دیکھے تو کوئی یہ جوشِ فیضاں
ہر وقت ہے سب کی میہمانی
ہر لحظہ یہاں یہی عطا ہے

جو ہے وہ ادھر ہی دیکھتا ہے
پروانوں نے انجمن کو چھوڑا
آئینوں کو چھوڑ آئے طوطی
مظلوم سنا رہے ہیں فریاد۔
لِلّٰہ ہمیں مراد دیجیے
جو آج ہیں سرورانِ عالم
شامل ہیں یہاں کے سائلیں میں
اس در سے ہے عزو جاہِ کونین
ان ذرّوں کو آفتاب کہیئے
ہم سب ہیں اس آستاں کے بندے
مختار ہے جو عجم عرب کا
یہ وصف حبیبِ کبریا ہے
ہے ساعتِ مدحتِ نبی یہ
ہشیار مرے مچلنے والے
ہر بات عیاں ہو صورتِ راز
جو جانتے ہیں یہاں کے رتبے
گویا کہ زباں نہیں دہن میں
دلدار و انیسِ خستہ حالاں
تسکینِ دہِ جانِ بیقراراں
ایماں کی جان ہے تو یہ ہے
معشوق یہاں فدائیوں میں۔
رکھتی ہے جو سوزشِ جگر شمع
عالم کے بھرے ہیں جیب و داماں
دربانوں کے اسلئیے ہیں پہرے
ہر وقت یہ در کھلا ہوا ہے

شاہانِ زمانہ آرہے ہیں
بلبل نے چمن سے منہ کو موڑا
عالم کی جھکی ہوئی ہے گردن
ہے لائقِ لطف حالِ ناشاد
بیماروں کو مل رہی ہے صحت
کہتے ہیں جنہیں سرانِ عالم
یہ شہر ہے یا جہانِ عزت
کہتے اسے ہیں پناہِ کونین
عشاق کی آرزو یہ در ہے
ہیں دونوں جہاں یہاں کے بندے
اے خامہ خوشنوا سنبھلنا
یہ نعت جنابِ مصطفےٰ ہے
دیکھ اے دلِ بیقرار و بیتاب
رہ چلتے ہیں سر سے چلنے والے
سب حال اشاروں میں ادا ہو
بھر لیتے ہیں منہ میں سنگریزے
ہے جلوہ فزا وہ شاہِ کونین
فریادرسِ شکستہ بالاں
غمخوار یہی ہے غمزدوں کا
قرآں کی زبان ہے تو یہ ہے
شادابیِ ہر چمن ہے یہ گل
پروانہ ہے اس کے حسن پر شمع
ہے لطف یہ شانِ میزبانی
در پر کوئی آکے پھر نہ جائے
مایوس گیا نہ کوئی مضطر

سنتے ہیں سب کی دل لگا کر
وہ کون ہے جس نے آہ کی ہو
منہ مانگی مراد دینے والے
کہتے ہی نہیں کبھی پھر آنا
رحمت قدرت غنا کرم جود
جاتے کو ہیں یہ بلانے والے
بیدار کو گھر پہ جا کے لائیں
یہ دستِ کرم ہے گوہر افشاں
ہر تلخ نصیب کو شکر دے
اُمت کی دعا ہیں اس کو دیکھو
مَنْ عَاهَدَہٗ يُعَاهِدُ اللّٰه
گا ہے یہ سرِ یتیم پر ہے
اندھوں کے لئے یہ رہنما ہے
عیسیٰ کی زباں میں ہیں جو برکات
یہ ریزۂ سنگ کو زباں دے
ہے نائبِ دستِ جود رب ہاتھ
ہو جاتا ہے ہاتھ پھر کلیجا
پھر پھر گئے منہ ستمگروں کے
کرتا ہے یہ انتظامِ عالم
تکتی ہیں اسی کو سب نگاہیں
ٹوٹے ہوئے دل یہ جوڑتا ہے
دینے میں نہ کی ہے دیر اس نے
اے ابرِ سخا میں تیرے صدقے
جب تیرے سوا نہ ہو ٹھکانا
اب تک تو کہاں رہا ادھر آ

فریاد کی ہے یہاں رسائی
اور اس کی مرادِ دل نہ دی ہو
محروم عطائے شہ رہا کون –
کب چاہیں یہ در بدر پھرانا
سرکار میں کوئی بھی نہیں سنتے
آئے ہوئے کو بٹھانے والے
یوسف ہے غلاموں کا خریدار
گوہر افشان و شکر افشاں
شکّر شکر بکام اس سے
دامانِ گدا میں اس کو دیکھو
وہ درد نہیں جو یہ نہ کھو دے
گا ہے یہ دلِ دو نیم پر ہے
محتاجوں کے دل غنی کئے ہیں
اس ہاتھ کے سامنے ہیں اک بات
قالب تو مکاں ہی ہے جاں کا
ہیں دست نگر اسی کے سب ہاتھ
ہاتھ آئی ہے ہاتھ کے وہ قدرت
اکھڑ اٹھ گئے پاؤں لشکروں کے
اس ہاتھ میں ہیں جہان کے دل
کونین کی اس طرف ہیں راہیں
جن ہاتھوں پہ ہے یہ ہاتھ پہنچا
بھوکوں کو کیا ہے سیر اس نے
جب تیز ہو آفتاب محشر
یوں اپنی طرف مجھے بلانا
آ تیری گلی کو ہم بسائیں

ناشاد کی ہے یہاں رسائی
ہیں سب کی یہ داد دینے والے
مایوس یہاں سے پھر گیا کون
کیوں دیر ہو سب یہاں ہیں موجود
ہاں ایک نہیں یہاں نہیں ہے
سوتے کو یہ خواب سے جگائیں
ہر وقت لگا ہوا ہے بازار
محتاج غریب کو گہر دے
گوہر گوہر کا نام اس سے
اس ہاتھ کا نام ہے یداللہ
وہ داغ نہیں جو یہ نہ دھو دے
بیمار کے واسطے عصا ہے
ہاتھوں میں خزانے بھر دیے ہیں
گر قالبِ مردہ کو یہ جاں دے
پتھر میں ہے کام کیا زباں کا
جس دل کی شکیب کو یہ پہنچا
اس ہاتھ کے پاؤں چومے ہیبت
اِس ہاتھ میں ہے نظامِ عالم
ناخن میں پڑے ہیں حلِ مشکل
زنجیرِ الم کو توڑتا ہے
اُن ہاتھوں پہ ہاتھ ہے خدا کا
اے دستِ عطا میں تیرے صدقے
جب کانٹے پڑیں لب و زباں پر
آ اے پیاسے کدھر چلا ادھر آ
آ آبِ خنک تجھے پلا دیں

اے تشنۂ کربلا کا صدقہ
اے آتشِ تشنگی بجھا دے
اک مہ سے فلک کو دو قمر دے
تم چاہیں تو بہم ہلکے دم میں
کیا دستِ کرم کی عطا ہے
دشمن بھی جہیں سخا سے محروم
جس کی کہ عدو پہ بھی عطا ہو
اب آگے ہمیں رہا نہ اب بس
مداح کو مدح کا صلا دے
پھسلے جو قدم سنبھال لینا
مجھ پہ نہ پڑے کبھی کچھ افتاد
دشمن کبھی دسترس نہ پائے
غم دل نہ مرا دکھانے پائے
مجبور نہ ہوں کہ قادری ہوں

اے کشتۂ بے خطا کا صدقہ
اس ہاتھ کی قدرتیں ہیں ظاہر
مغرب کو نمازِ عصر کر دے
کچھ بھی جو اشارہ اسکا پا جائیں
دیکھو جسے وہ بھرا پڑا ہے
دینے میں عدو عدو نہیں ہے
اُس دستِ کرم کی کیا ثنا ہو
ہے وقتِ دُعا نہ ہو تو مضطر
بگڑے ہوئے کام سب بنا دے
ہر وقت رہے تری عطا ساتھ
ہر لحظہ سپر ہو تیری امداد
گر مجھکو گرائے لغزشِ پا
انگلی نہ الم لگانے پائے
ہوں دل سے گدائے آل و اصحاب

او سوکھی ہوئی زبان والے
اعجاز ہیں دست بستہ حاضر
خورشید کو کھینچ لائے دم میں
تجھے ابھی دوڑتے ہوئے آئیں
بندے تو ہوں کیا عطا سے محروم
ہاں دستِ کشی کی خو نہیں ہے
بس اے حسنِ شکستہ پا بس
اس ہاتھ سے کہہ قدم پکڑ کر
ڈوبوں تو مجھے نکال لینا
پھیلیں نہ کسی کے آگے یہ ہاتھ
شیطاں مرے دل پہ بس نہ پائے
تو ہاتھ پکڑ کے کھینچ لینا
دم بھر نہ اسیرِ بیکسی ہوں
ہر دم ہوں فدائے آل و اصحاب

یاروں پہ ترے نثار ہوں میں
پیاروں پہ تیرے نثار ہوں میں

طلبِ مے از ساقیِ خجستہ پے

اے ساقیِ مہ لقا کہاں ہے
آنکھوں کو ہے مے کی جستجوئیں
ہیں آج بڑھے ہوئے ارادے
پھر تلے ہے نظر میں دورِ ساغر
ہو زخمِ جگر کے دیں جو انگور
لہرائے ہوئے سرو آئیں
کچھ ابر و ہوا پہ تو نظر کر
بیڑے کو لگا دے پار ساقی

میخوار کے دلربا کہاں ہے
محتاج کو بھی کوئی پیالا
لا منہ سے کوئی سبو لگا دے
دے مجھ کو وہ ساغرِ لبالب
ہوں اہلِ زمانہ تشنہ ہیں چور
جوبن پہ ادائے بیخودی ہو
ہاں کشتیِ مے کے کھول لنگر
مے تاک رہے ہیں دیدہ وا

بڑھ آتی ہیں لب تک آرزوئیں
داتا کرے تیرا بول بالا
سر میں ہیں خمار سے جو چکر
بس جائیں مہک سے جان و قالب
کیف آنکھوں میں دل میں نور آئیں
یہ ہوش فدائے بیخودی ہو
میخوار ہیں بے قرار ساقی
دیوانہ ہے دل اسی پری کا

منہ شیشوں کے جلد کھول ساقی
نیچے سے لگی ہے آتش تیز
تا مرد سخن نگفتہ باشد
پھر لطف دکھا چلیں نرگسیں۔
خواہش ہے مزاج آرزو کی
کہتی ہے ہوس کہ جام لا جام
ہوں دل میں تو نور کی ادائیں
دل چھین لے لب سے لب ملا کر
لطف آئے تو ہوش کو گنوائیں
یارہ گئے خون ہو کے ارماں
ہے تیز بہت مجھے یہ ڈر ہے
یا دل میں بھرا ہے خون حسرت
میخوار کی آرزو یہ مے ہے
دم بھر میں ہو خشک دامن تر
بہکا ہے کہاں دماغ مختل
نتھرا ہوا آب جو ہے کوثر
اس مے میں نہیں ہے درد کا نام
بہکے ہوئے دل کے رہنما ہیں
جام آنکھیں ہیں آنکھیں ہیں مروت
قلقل سے عیاں ادائے قم قم
اے ساقی باخبر خدا را
بادل کا مزاج ہے ہوا پر
مستانہ گھٹائیں جھومتی ہیں
نہریں ہیں بسان فیض جاری
ظاہر میں بہار دلربا ہے

قلقل کے سنا دے بول ساقی
جب تک نہ وہاں شیشہ ہو وا
عیب و ہنرش نہفتہ باشد
پھر جوش پہ آئے کیف مستی
سنتا ہی رہوں ڈھلک سبو کی
دے چھانٹ کے مجھ کو وہ پیالی
آنکھوں میں سرور کی ادائیں
کچھ لغزش پا جو سر اٹھائے
جب ہوش گئے تو لطف پائیں
یہ بادہ ہے دلربائے میکش
اڑتی نہ پھرے کہیں بط مے
ساغر ہیں بشکل چشم میگوں
مشتاق کی آبرو یہ مے ہے
ٹھنڈے ہیں اس آگ سے کلیجے
پہنچا ہے کدھر خیال اسفل
یہ پھول ہے عطر باغ رضواں
کیوں اہل صفا نہ ہوں مے آشام
زاہد کی نثار اس پہ جاں ہے
شیشے میں دل ان دنوں ہے ہمت
اللہ کا حکم واشد ہوا ہے
لا دے کوئی جام پیارا پیارا
ہر پھول دلہن بنا ہوا ہے
ہر سمت ہوائیں گھومتی ہیں
بلبل ہے فدائے خندۂ گل
باطن میں کچھ اور گل کھلا ہے

یہ بات ہے سخت حیرت انگیز
ہو وصف شراب سے خبر کیا۔
کہتی ہیں اٹھی ہوئی امنگیں
پھر آنکھ سے ٹپکے مے پرستی
گہرا سا کوئی مجھے پلا جام
لے آئے جو چہرے پر بحالی۔
ہو لطف فزا یہ جوش ساغر
بہکانے کو پھر نہ ہوش آئے
یہ مے ہے مری کھنچی ہوئی جاں۔
درد میکش دوائے میکش
شیشہ میں ہے مے پری کی صورت
شیشہ ہے کسی کا قلب پرخوں
ہو آتش تر جو مہر گستر
گرمی پہ ہیں میکشوں کے جلسے
یہ بادہ ہے آبروئے کوثر
ایمان ہے رنگ بو ہے عرفاں
جو رند ہیں اس کے پارسا ہیں
واعظ بھی اسی سے تر زباں ہے
ان شیشوں سے زندہ قلب مردم
بیجا ہے اگر پئیں نہ یہ مے
جوبن ہے بہار جانفزا پر
نکھرے ہوئے حسن میں سجا ہے
پڑتی ہے پھوہار پیاری پیاری
بھاتی ہے ادائے خندۂ گل
غنچوں کے چٹکنے سے ہے اظہار

کھلنے لگے پردہائے اسرار
تشدید عیاں ہے کنگھیوں سے
اللہ لکھا بخطِ گلزار -
ہے آفتِ ہوش موسمِ گل
شمعوں کا سفید منہ دکھانا
کلیوں کی چٹک مہک گلوں کی
اور بارشِ نور آسماں سے
آنکھوں سے فراق خوابِ غفلت
دل ساغرِ مے کی آرزو میں -
کہتا ہے کوئی فدائے ساقی
دل کو کوئی دے رہا ہے تسکیں
برخیز و بگیر جامِ سرشار
پُر دامن و بامراد میرو
ہوش و سرِ ہوش را رہا کن
دے مجھ کو بھی کوئی جامِ نوری
ہوں دل کی طرح صاف راہیں
نکہت سے مشامِ روح بس جائے
یہ بادۂ تند لطف دے جائے
دیکھوں درِ شہریار دیکھوں
دل محوِ جمالِ شکرِ باری
قسمت کا دماغ آسماں پر
ہاتھوں میں کسی کا دامنِ پاک
ناشاد گدا کو شاد کیجے
حسرت سے بھرا ہوا ہے سینہ
قسمت سے درِ کرم پایا

ہے سروِ الف کی شکل بالکل
نرگس کی بیاضِ چشم ہی ہے
خوشبو میں بسا ہے خلعتِ گُل
پھر اُس پہ صبح کا تجمُّل
مرغانِ چمن کی خوشنوائی
مستانہ صفیر بلبلوں کی
مسجد میں اذاں کا شور برپا
منزل سے مسافروں کی رخصت
لب پر یہ سخن کہ جام پائیں
بھاتی ہے مجھے ادائے ساقی
اے قلبِ حزیں چہ شور و شین است
بنشیں و بنوش و کیف بردار
پابوس مشو کہ خوش جنابے ست
مے نوش و بدیگراں عطا کن
ہر جرعہ ہو حاملِ کرامات
اسرار پہ جا پڑیں نگاہیں -
گھٹ جائے ہوس لطیف اُمنگیں
بغداد مجھے اڑا کے لے جائے
بیتابیٔ دل مزے دکھائے
شَیْئاً لِلّٰہ زباں پہ جاری
سینہ میں بہار کی تجلی -
آنکھوں میں بجائے سرمہ وہ خاک
آیا ہے یہ بے کسی کا مارا
دل داغِ ملال کا خزینہ
اے دستِ تہی و جانِ مضطر

اور صورتِ لامِ زلفِ سنبل
صانع کی یہ صُنع ہے نمودار
دلچسپ ترانہائے بلبل -
تاروں کا فلک پہ جھلملانا
شوخانِ چمن کی دلربائی
پروازِ طیور آشیاں سے
زُہّاد وضو کیے مہیا
میخانوں میں میکشوں کی دھومیں
دل میں یہ ہوس سرور پائیں
پایا ہے کسی نے جامِ رنگیں
چوں ساقی تو ابوالحسین است
ناشاد بیا و شاد میرو
ہر چرخ سخاوت آفتابے ست
تو نور ہے تیرا نام نوری
ہر قطرہ ہو کاشفِ مقامات
بغداد کے پھول کی مہک آئے
آنکھوں [illegible] چلیں ترنگیں
جس وقت دیارِ یار دیکھوں
خود رفتگی میرے لینے کو آئے
خم فرق زمینِ آستاں پر
دل میں رخِ یار کی تجلی -
لب پر یہ صدا مراد دیجے
پایا ہے بہت بڑا سہارا
یہ دن مجھے بخت نے دکھایا
مژدہ ہو رسا ہوا مقدر

گزرے وہ بکا و بین کے دن
پہنچا ہوں کریم کی گلی میں
اب دونوں جہاں سے بے غمی ہے
اب کس کو پسند ساتھ تیرا
کون اٹھتا ہے ایسے آستاں سے
کانٹوں میں پھنسائیں اپنا دامن
کیوں لطفِ بہار چھوڑ جائیں
محتاج نہیں فقیر کوئی۔
ہر شب ہیں شب برات کا ڈھنگ
نو روز کی روز حاضری ہے
پیوستہ خوشی کا راج ٹھیرا
ہر چاند میں ماہِ عید دیکھا
راحت سے یہاں لیا ہے آرام
خدام کی خدمتوں میں حاضر
حقدار سے کاوشِ الم دور
مقبولِ دعا چراغ روشن
مداح حضور آ رہے ہیں۔
مداح حضور نغز گفتار
کچھ منقبتیں سنا دیا لے
اے واحدِ بے مثال و دانا
ہر حرف سے رنگِ گل عیاں ہو
وہ کام کروں کہ نام ہو جائے
اے سیدِ خوش بیاں کرم کر

اب خیر سے آ گئے چین کے دن
پرواہ نہیں کسی کی اب کچھ
سرکار غنی ہے کیا کمی ہے
جائیں گے نہ اس دیار سے ہم
اُٹھے نہ جنازہ بھی یہاں سے
ہے سہل ہمیں جہاں سے جانا
کیوں نازِ خزاں اٹھانے آئیں
ہر وقت عیاں ہے فیضِ باری
ہر روز میں روزِ عید کا ڈھنگ
ہے عیش کی یہ خوشی ہمیشہ
ہر سن کسن ابتہاج ٹھیرا
انوار سے ہے بھری ہوئی رات
آرام ہے اس جناب کا رام
شادی کی ہوس نہیں رہوں میں
دِل غم سے جدا تو دل سے غم دور
آراستہ بزمِ خسروی ہے
اپنی اپنی سنا رہے ہیں
مشتاقِ سخن ہیں اہلِ محفل
سرکار سے مدح کا صلا لے
دے طبع کو سیل کی روانی
ہر لفظ ہزار داستاں ہو
دے ملکِ سخن کا تاج یارب
اے افصح افصحاں کرم کر

آیا ہوں میں درگہِ سخی میں۔
بے مانگے ملے گا مجھ کو سب کچھ
اے حُبِّ وطن سفر کی ٹھیرا
اُٹھیں گے نہ کوئے یار سے ہم
کیا کام کہ چھوڑ کر یہ گلشن
مشکل ہے اس آستاں سے جانا
دیکھا نہ یہاں اسیر کوئی
ہر فصل ہے موسمِ بہاری
تفریح و سرور ہر گھڑی ہے
حاضر رہے ہر گھڑی ہمیشہ
شوال یہاں کا ہر مہینہ
ہر شب ہے یہاں کی چاندنی رات
مقصودِ دلِ انبساطِ خاطر
آرام مجاوروں کو دوں میں
طلعت سے دل و دماغ روشن
شادی کی گھڑی رچی ہوئی ہے
ہاں اے حسن اے غلامِ سرکار
منت کشِ انتظار ہے دل
اے خالقِ قادرِ توانا۔
دلکش ہو ادائے خوش بیانی
مقبول مرا کلام ہو جائے
رکھ لے مری آج لاج یارب
اے روح امیں مدد کو آنا

لغزش سے کلام کو بچانا

آغاز روایت از کتاب مستطاب تحفۂ قادریہ مؤلفہ مولٰنا ابوالمعالی محمد مسلمی معالی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ

تحفہ ہے کہ گوہرِ لآلی ۔
تھی ساٹھ برس کی عمر بادر ۔
اِس امر سے ہم کو کیا عجب ہو
مایوس دلوں کا آسرا ہے
گرتے ہوؤں کو کہیں سنبھالا ہے
بیٹھے ہوئے دل اُٹھا دیئے ہیں
یاور جو نصیب ہے ہمارا
ہے ہاتھ میں کس کا دامنِ پاک
بالفرض اگر غلامِ سرکار
ڈگہ دے نہ اسے مرا تلاطم
طوفاں ہو اسی تلق میں بیتاب
ساحل لبِ خشک سے دعا دے

فرماتے ہیں انھیں ابو معالی
یہ بات نہیں کسی پہ مخفی
مولود کی شان کو تو دیکھو
کیا کیجئے بیانِ دستگیری
ڈوبے ہوؤں کو کہیں نکالا
نومید دلوں کی ٹیک ہے وہ
قسمت سے ملا ہے کیا سہارا
آفت کا ہجوم کیا بلا ہے ۔
دریائے الم میں ہو گرفتار
سوچے یہی سیل کی روانی
موجیں بنیں ماہیانِ بے آب
ہو چشمِ حباب اشک سے تر

جب زیبِ زباں ہوئے وہ سرور
یہ عمر ہے عمرِ نا امیدی
نومید کے درد کی دوا ہے
ہے جوش پہ شانِ دستگیری
سب داغِ الم مٹا دیئے ہیں
امداد میں آج ایک ہے وہ
طوفانِ الم سے ہم کو کیا باک
کس ہاتھ میں ہاتھ دیدیا ہے
خود بحر ہو اِس خیال میں گم
پھر جائے نہ آبرو پہ پانی
گرداب ہو گرد پھر کے صدقے
ہر موج کہے یہ ہاتھ اٹھا کر

رکھ لے مرے اے کریم تو لاج
غیرت سے نہ ڈوبنا پڑے آج

روایتِ دیگر از اخبار الاخیار شریف مؤلفہ مولٰنا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ

مولٰنا عبدِ حق محدث
تحریر ہے اُس میں ذکرِ اخیار
آیا رمضان کا مہینا
دن میں حضور نے نہ پیا شیر
جبتک نہ ہو پیرو شریعت
کس طرح وہ جا ملے خدا سے
جو آپ ہی راہ گم کئے ہو ۔
گمراہ سے رستہ نہ پوچھے

وہ سرورِ انبیاء کے وارث
مرقوم ہے اُس میں یہ روایت
روزوں کا ہوا جہاں میں چرچا
گو عالمِ شیرخوارگی تھا ۔
کیا جانے حقیقتِ طریقت
جس شخص نے رستہ کو چھوڑا
کیا راہ بتائے وہ کسی کو
رہبر کی نہ اقتدا نہ بھولا

ہے اُن کی کتابِ پاک اخبار
چمکا جو وہ ماہِ قادریت
کی شہرِ صیام کی یہ توقیر
پر پاسِ شریعت ہی تھا
جو راہ نہ پوچھے مصطفٰے سے
منزل کی طرف سے منہ کو موڑا
خود گم ہے کوئی پتا نہ پوچھے
وہ بھول کے رستہ نہ بھولا

روایتِ دیگر از تحفۂ قادریہ شریف

فرماتے ہیں تحفہ میں معالی
بچپن کا ہے میرے ماجرا یہ
دیتا کوئی غیب سے یکایک
میں گود میں والدہ کی جاتا
کچھ تو نے سنا حسن یہ کیا تھا
اللہ کو ہے جمالِ محبوب
جیلاں میں طلب کے ساتھ یہ کد
تو بھی ہے انہیں کا کفش بردار
جب پردہ رخ اٹھا دیا ہے
پھیلا ہے جہان میں اجالا
لو آؤ سیاہ نامے والو آؤ
تاریکیٔ قبر کا الم دور
ہے دور یہاں سے کالے کوسوں
کیا جلوہ وہ رات بھر کا جلوہ
کب ہے یہ تجلّیٔ کواکب
یہ جلوۂ حسنِ گلرخاں ہیں
اٹھ جاتی ہیں جس طرف نگاہیں

ہیں ابنِ حضور پاک راوی
طفلی میں جو چاہتا کبھی جی
آواز الیّ یا مبارک
تھی پہلے جو یہ صدائے عشرت
یہ کون انہیں بلا رہا تھا
کیونکر ہو ثنائے خوبرویاں
معراج میں اُدنُ یا محمّد
کیا ظلمت گور سے رہا کے
کونین کو جگمگا دیا ہے۔
ہر لمعہ ضیائے مہ سے بہتر
دل سے غمِ تیرگی نکالو۔
کمزوری سے جن کو چکر آیا
پھر شاکی سخت تیرہ کیا ہوں
یہ شمع نہیں جو جھلملائے
شب بھر ہے تجلّیٔ کواکب
ہر وقت چمک رہے ہیں انوار
روشن ہیں تجلیوں سے راہیں
یا پیشِ نگاہ سورۂ نور

فرماتے ہیں ابنِ مصطفیٰ یہ
اطفال میں ہوں شریک بازی
سن کر یہ صدا جو خوف آتا۔
سنتا ہوں اب اسکو وقتِ خلوت
ہاں کیوں نہ ہوں وہ کمالِ محبوب
قربان ادائے خوبرویاں
مژدہ ہو تجھے مرے دلِ زار
قسمت سے جو ایسے چاند پائے
پردہ سے یہ کس نے منہ نکالا
ہر جلوہ ہزار مہر در بر
ہے روز سیہ کا دل سے غم دور
آنکھوں کے تلے نہ تھا اندھیرا
اس کو نہ کہو قمر کا جلوہ۔
خورشید نہیں جو ڈوب جائے
دن رات جو ایک سا عیاں ہے
ہر شے میں جھلک رہے ہیں انوار
دلِ محوِ جمالِ جلوۂ طور

روایتِ دیگر

فرماتے ہیں شیخ عبد رزاق[1]
کب خود کو ولی حضور سمجھے
پہنچانے کے واسطے فرشتے
لڑکوں سے یہ کہتے تھے وہ ہمدم

فرخندہ سیر ستودہ اخلاق
فرمایا کہ دس برس کے تھے ہم
مکتب کو ہمارے ساتھ جاتے
محبوبِ خدا[2] کے بیٹھنے کو

پوچھا یہ جناب سے کسی نے
جاتے تھے جو پڑھنے کیلئے ہم
جب مدرسہ تک پہنچتے تھے ہم
اطفال جگہ فراخ کر دو۔

۱؎ سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۲؎ مراد ہست از ذاتِ پاک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲

ایک شخص کو ایک روز دیکھا
کچھ مجھ کو بتاؤ حال ان کا
بولا کہ ولی ہیں اولیا سے
بے پردہ لقا عطا کریں گے
حاصل ہوا انہیں وہ قربِ اللہ
چالیس برس کے بعد دیکھا
شہزادہ جو در سے سدھاریں
خالق نے کئے فرشتے ہمراہ

دیکھا تھا نہ اُس سے پہلے اصلا
یہ کون صبی ہیں با وجاہت
توقیر پائیں گے یہ خدا سے
تمکیں اُنہیں بے حجاب دینگے
جس میں نہ ہو مکر تو کبھی راہ
اَیدل یہ طریقِ سروراں ہے
خدامِ ادب چلیں جلو میں
یعنی کہ نواسے کے جلو میں

اُس نے یہ کسی ملک سے پوچھا
سرکار ہیں جن کی ہے یہ عزت
بے منع عطا عطا کریں گے
جو دینگے وہ بے حساب دینگے
سائل کو کہ وقت کا بدل تھا
آئینِ اکابرِ جہاں ہے ۔
تھا عالمِ قدس سے جو وہ ماہ
نانا کے غلام خدمتیں دیں

روائتِ دیگر

دائیہ ہوئیں ایک روز حاضر
ہو جاتے تھے آپ میں گم
ارشاد ہوا بجوشِ بیانی
کمزوری و ضعف کے وہ دن تھے
اب ایسے ہزار مہر آئیں
قربان تری تجلیوں کے
وہ حسن دیا تجھے خدا نے
ہر عکس طرازِ دامنِ نور
کہتی ہے یہ تیرے رخ کی تنویر
تاریکیِ قبر سے بچا لے
ظلمت ہو بیان کیا گنہ کی
اللہ خوشی کا دن دکھا دے
آفت میں غلام ہے گرفتار

اور عرض یہ کی کہ عبدِ قادر
امکان میں ہے یہ حال اب بھی
وہ عہد تھا عہدِ ناتوانی
طاقت تھی جو ہم میں مہر سے کم
گم ہم میں ہوں پھر نشانہ پائیں
تو رخ سے اگر اٹھا دے پردے
محبوب کیا تجھے خدا نے
تو نورِ جنابِ کبریا ہے
میں سورۂ نور کی ہوں تفسیر
میں داغِ گنہ کہاں چھپاؤں
چھائی ہوئی ہے گھٹا گنہ کی
پھر شامِ الم نے کی چڑھائی
اب میری مدد کو آؤ سرکار
للہ مری پکار سن لے

بچپن میں تو اُڑ کے گود سے تم
کر سکتے ہو یہ کمال اب بھی
اُس وقت میں ہم صغیر سن تھے
چھپ جاتے تھے آفتاب میں ہم
صدقے ترے اے جمال والے
ہر ذرّہ کو آفتاب کر دے
ہر جلوہ بہارِ گلشنِ نور
تو چشم و چراغِ مصطفےٰ ہے
اے دونوں جہان کے اُجالے
یہ روئے سیاہ کیسے دکھاؤں
اے مہر ذرا نقاب اُٹھا دے
بغداد کے چاند کی دہائی ۔
حالِ دلِ بیقرار سن لے

روائتِ دیگر

منقول ہے تحفہ میں روایت
مسنون ہے کسبِ حیلۂ رزق
نرگاؤ کو لے چلے جو آقا
مخلوق نہ اس لئے کیا ہے
وہ نیّرِ دین جو بام پر آئے
یہ بام کہاں کہاں وہ میدان
ہاں چاند ہیں بامِ آسماں ہے
گویا ہوئے اس طرح سے سرور
بغداد کو جاؤں علم سیکھوں
دیکھا تھا جو کچھ وہ کہہ سنایا
ارشاد پدرِ حضورِ عالی۔
چالیس برادرِ دوم نے پائے
پھر عہد لیا کہ راستی کو
باہر آئیں برائے رخصت
اب تیری یہ پیاری پیاری صورت
اک چھوٹے سے قافلہ کے ہمراہ
لوٹا مارا کیا گرفتار
پوچھا کہ تمہارے پاس ہے کیا
رہزن نے کہا کہو کہاں ہیں؟
موقع پوچھا جگہ بتائی
اک اور بھی سامنے سے گذرا
چلت بنا دل لگی سمجھ کر
سردار کو حال جو سنایا

بچپن میں ہوا یہ قصدِ حضرت
جس دن یہ خیال شہ کو آیا
منہ پھیر کر اس طرح وہ بولا
سن کر یہ کلام ڈر گئے آپ
حاجی عرفات میں نظر آئے
صدہا منزل کا فاصلہ تھا
گردوں سے قمر کو سب عیاں ہے
امی مجھے اذن کی ہو امداد
اللہ کے نیک بندے دیکھوں
وہ روئیں اٹھیں گئیں پھر آئیں
دینار شمار میں تھے اسّی
دینار وہ اُمِّ مشفقہ نے
ہر حال میں اپنے ساتھ رکھو
ارشاد ہوا برائے یزداں
آئیگی نظر نہ تا قیامت
ہمداں سے جو لوگ باہر آئے
شہ کو نہ دیا کسی نے آزار
موئے نے کیا یہ سن کے اظہار
فرمایا تہِ بغل نہاں ہیں۔
سنکر یہ جواب چلدیا وہ
اُس سے بھی یہ حال پیش آیا
دونوں جو ملے دیوں کی صورت
اُس نے انہیں بھیجکر بلایا

بکسینی کو کریں وسیلۂ رزق
لکھتے ہیں وہ روزِ عرفہ کا تھا۔
یہ حکم نہ آپ کو دیا ہے
گھر آئے تو سقف پر گئے آپ
سبحان اللہ اے تری شان
پہ پاؤں تلے کا ماجرا تھا۔
یہ دیکھ کر آئے پیشِ مادر
اب کارِ خدا میں کیجے آزاد
مادر نے سبب جو اس کا پوچھا
میراثِ پدر جو تھی وہ لائیں
چالیس اُن میں سے شہ نے پائے
جامہ میں سئے بغل کے نیچے
پھر بہرِ سفر لی اجازت
کرتی ہوں میں تجھ سے قطعِ ایجاں
جیلاں سے چلا وہ شاہِ ذیجاہ
قزاق انہوں نے ساٹھ پالے
اک شخص ادھر بھی ہو کے نکلا
جامہ میں سلے ہوئے ہیں دینار
گنتی پوچھی وہ کہہ سنائی
اُس سچ کو ہنسی سمجھ لیا وہ
وہ بھی سرکا ہنسی سمجھ کر
کی ایک نے ایک سے حکایت
وہ آپ کو ساتھ لے گئے پہنچے

جس ٹیلے پہ مال بانٹتے تھے
آخر ٹھہری کہ امتحاں ہو
چاک جیبِ سحر سے خورشید
حیرت ہوئی اُسکو کی یہ گفتار
یہ عہد لیا تھا وقتِ رخصت
وہ عہد ہے صورتِ امانت
رو رو کے تو ہوا بُرا حال
تاثیر بیاں ہو کیونکر
سردار حضور سے یہ بولا
کرتا ہوں میں ترک یہ معائب
سردار سے اس طرح وہ بولے
تو یہ میں بھی ہم سے تو ہے اقدم
جس جس سے لیا تھا اُسکو پھیرا
آقا کیں بلا میں مبتلا ہوں
رہزن سے مجھے بچا لے یا غوث
لُٹتا ہے میاں غلام تیرا
جنگل میں ہوئی ہے شام آقا
کیجیے مری سمت خوش خرامی

اُس نے بھی کئے وہی سوالات
اس جامہ کو چاک کرکے دیکھو
یوسف کا قمیص تھا وہ کرتا
کیوں تم نے کیا یہ حال اظہار
ہر حال میں راستی سے ہو کام
کرتا نہیں اُس میں میں خیانت
سچوں کی تھی پُر اثر وہ تقریر
دل کھینچ لیا ہے لب ہلا کر
قائم رہو ماں کے عہد پر تم
ہوتا ہوں تمہارے آگے تائب
جب راہزنی تھی اپنا پیشہ
یوں بھی کریں تیری پیروی ہم
فرماتے ہیں ہاتھ پر ہمارے
شیطان کے دام میں پھنسا ہوں
لُٹتا ہے غریب آہ سرکار
لِلّٰہ ادھر بھی کوئی پھیرا
قطاعِ طریق ہیں مقابل
کہتے ہوئے لاتخف علاج

فرمائی حضور نے وہی بات
نکلے صادق کی کرتے تائید
تصدیق وہ چاک کیوں نہ کرتا
فرمایا کہ ماں کی تھی نصیحت
ہر کام میں لب اسی سے ہو کام
سردار نے جب سنا یہ احوال
کیوں کرتی نہ دل میں گھر وہ تقریر
رونے سے جو کچھ افاقہ پایا
اور عہدِ خدا کو ہم کریں گم
دیکھا جو یہ اُسکے ساتھیوں نے
سردار رہا ہے تو ہمیشہ۔
تائب ہوئے مال قافلہ کا
کی توبہ انہوں نے سب سے پہلے
اب میری مدد کو آؤ یا غوث
درکار ہے اِک نگاہ سرکار
مضطر ہے بہت غلام آقا
نزدیک ہے شام دور منزل
ہو جائے شبِ الم کنارے

آجاؤ کہ دن پھریں ہمارے

روائیتِ دیگر

منقول ہے قول شیخ عمران
عبدالرحمٰن کی کہ شاہِ ابرار

فرماتے ہیں اس طرح وہ ذیشان
گر کوئی یہ ادعا کرے نسبت

اِک دن میں گیا حضور سرکار
کہتا ہو کہ ہوں مرید حضرت

واقعہ میں نہ کی ہو بیعت اس نے
کیا وہ بھی مریدوں میں ہو داخل
مقبول کرے خدا سے برتر
ہے داخلِ زمرۂ مریداں
دیکھے تو کوئی حسن کہاں ہے
سرکار لٹا رہے ہیں دولت
کیوں کوہ الم تجھے دبائے
دربار کریم ہے دُرربار
رد کرنے کا نہیں ہے معمول
لے دولتِ عشرتِ دوامی

پائی نہ ہو یہ کرامت اس نے
گویا ہوئے یوں خدا کے محبوب
ہوں عفو گناہ اس کے یکسر
ہاں مژدہ ہو بہر قادریاں
وہ وقفِ غم و محن کہاں ہے
سلطان ہے بر سرِ عطا آ
کیوں کاوشِ غم تجھے ستائے
جھوٹوں بھی جو ہو غلام کوئی
ہیں نام کی نسبتیں بھی مقبول
اِس ہاتھ میں آ کے ہاتھ دیجئے

خرقہ نہ کیا ہو حاصل
جو آپ کو ہم سے کر دے منسوب
ہو گرچہ اسیرِ دامِ عصیاں
ہے جوش پہ بحرِ فیض و احساں
کہدو کہ گئی الم کی ساعت
دامن پھیلائے دوڑتا آ
سرکارِ کریم ہے یہ دربار
اس کا بھی رکے نہ کام کوئی
تجھ کو تو ہے واقعی غلامی
اور دونوں جہاں میں چین کیجے

احسانِ خدا کہ پیر پایا
اور پیر بھی دستگیر پایا

روایتِ دیگر

اے دل یہ بیاں ہے قابلِ سیر
حاضر تھے حضورِ غوث اعظم
ہم آج کہ بر سرِ عطا ہیں
حاجت سب کی روا کریں گے
یہ خواہشِ دل ہے تاجدار آج
میں اپنی طرف سے کچھ چاہوں
ہے میری یہی مراد و حاجت
یا شاہ! ہے مطلب دلی یہ
پھر بولے حسن کہ شاہِ عالم
حفظِ اوقات کی ہے حاجت

فرماتے ہیں حضرت ابو الخیر
فرمانے لگے جناب والا
اور مظہر رحمتِ خدا ہیں
سنکر یہ ابوسعید اٹھے
ارشاد ہو ترکِ اختیار آج
پھر حضرت ابن قائد اٹھکر
پاؤں میں مجاہدہ کی قوت
ہو خوفِ خدا مجھے عنایت
یہ حال مرا فزوں ہو ہر دم
پھر بوالبرکات نے کہا یوں

میں اور مرے ساتھ کچھ مکرم
مقبول حضورِ حق تعالے
جو کچھ مانگو عطا کریں گے
یوں پیشِ جناب شیخ اٹھے
یعنی کہ فقط یہ چاہتا ہوں
گویا ہوئے اسطرح کہ سرور
بزاز عمر و نے عرض کی یہ
اور صدق و صفا عطا ہو حضرت
بولے یہ جمیل مجھ کو حضرت
محبوب ہو عشق مانگتا ہوں

پھر میں نے یہ عرض کی کہ سرکار	بندہ کو وہ معرفت ہے درکار	فارق ہے سوا رذات میں جو
معلوم رہے یہ حال مجھ کو	رحمٰن کی طرف سے تھا یہ وارد	شیطاں کی طرف سے تھا یہ وارد
پھر شیخ خلیل حاضر آئے	سائل ہوئے جا قطبیت کے	پائی جو سوال سُن کے فرصت
	فرمائی جواب میں یہ آیت	

کَلًّا نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا

یعنی کہ ہوا یہ سب سے ارشاد	ہم کرتے ہیں فضلِ رب سے امداد	رکتی ہے کہیں عطا خدا کی
کچھ حد نہیں فضلِ کبریا کی	بو الخیر یہ کہتے ہیں قسم سے	مطلب جو طلب کئے تھے پائے
ہے عام عطا یہ شاہ باذل	ہیہات گدا کدھر ہے غافل	ہاں تھام لے دامنِ معلّٰے
سر پاؤں پہ رکھ کے گود پھیلا	محتاج کو آج تاج دیں گے	ٹھیری ہے جو مانگی آج دیں گے
شاہا مری صرف یہ صدا ہے	منگتا ترا تجھ کو مانگتا ہے	کھٹکا پھرے کیوں گمان میرا
تو میرا تو سب جہان میرا	اے دل ہیں نثار فیضِ باری	کیا بزم دکھائی پیاری پیاری
ہے بیچ میں اک کریم باذل	گھیرے ہوئے ہر طرف سے سائل	پروانوں میں شمع ہے نمودار
یا تاروں میں چاند ہے ضیا بار	محبوب ہے اپنے مالکوں میں	یا پھول ہزار بلبلوں میں۔
ذرّوں میں ہے مہر کی تجلی	گھر آئے ہیں آئنہ پہ طوطی	ہر عکس ہزار آن کی جان
ایمان کی جان جان کی جان	کہتا ہوں یہ حُسن کی زبانی	ہم آج ہیں شرحِ مَنْ رَاٰنِیْ
گر پردۂ رُخ یہ دور فرمائیں	کیا بزم نصیب تک چمک جائیں	ہو چاند چکور بن کے شیدا
سورج کہے ذرہ ہوں تمہارا	عالم سے نرالی ہیں ادائیں	دل کھینچنے والی ہیں ادائیں
وہ آنکھیں قابلِ زیارت	ہو جنہیں یہ پیاری پیاری صورت	اُس دل کی خوشی کا کیا بیاں ہو
جس میں یہ جمال میہماں ہو	وہ پاؤں ہیں چومنے کے قابل	طے جن سے ہو اُن کے گھر کی منزل
اُن ہاتھوں کا ہے عجب نصیبا	پایا ہے جنہوں نے دامن انکا	ایسوں سے پھرا ہوا ہے جو دل
برگشتہ نصیب ہے وہ غافل	خالی ہے جو ان کی آرزو سے	وہ آنکھ بھری رہے لہو سے
کہہ دیجیے ان کے مدعی سے	مایوس جناں ہو تو ابھی سے	کمبخت اگر یہی ہیں محتاج

تو کون ہے آج صاحبِ تاج
مردانِ خدا خدا نباشند
بدبخت ہے بدنصیب ہے وہ
اور تجھ کو ڈکار تک آئی
کب گرگ کے شر سے امن پائے
شیطاں نے تجھے کیا ہے مجنوں
اس درجہ ہے بدلگام تو اُف
پھر کیوں نہ دکھائیں یہ کرامت
زندوں کو خدا بنا لیا ہے
ان زندوں کی زندگی سے ہے کور
فاعل ہے خدا یہ واسطا ہیں
بیکار ہیں یہ تری نظر میں
توہین کے بول بولتا ہے۔
کس طرح خدا خدا کو جانا
یا وحی سُنا گئے فرشتے۔
گھر میں ترے چرخ سے گرا ہے
آج اُن کی تو کر رہا ہے توہین
جس گھر کی تجھے ملی غلامی۔
مردود ہے سب تری عبادت
خائن ہے تو حقِ اولیا میں
ہیں شومیِ بخت کے یہ ساماں
جو دامنِ ناخدا کو چھوڑے
اولوں کا بھی کچھ خیال رکھا
بس تیرے لئے نجات ہے یہ
ناپاکوں کے منہ عبث لگو تو

جو اِن سے ملا ملا خدا سے
لیکن ز خدا جدا نباشند
ایسوں کو بُرا کہا ستمگر
اُف رے ترے معدہ کی صفائی
کہتا ہے تو ان کو خاک کا ڈھیر
کیا تو نے سُنا نہ لَا یَمُوتُوْن
قدرت انہیں دی ہے کبریا نے
کیا جائے عجب ہے خرقِ عادت
اُن زندوں کے آگے رُوپ بدلے
جا مُردے تو خود ہے زندہ در گور
قرآں کی آیت جمیلہ۔
بے زینے چڑھا گرا سقر میں
اِک امر کا تجھ سے ہوں میں سائل
اسلام کہیں سے مول لایا
کیا دین ہے باپ کی کمائی
یا دین زمین سے اُگا ہے۔
احسان کا کیا یہی عوض تھا
زیبا تھی وہاں نمک حرامی
رہبر سے الگ چلا ہے غافل
سچ جان کہ آ گیا بلا میں۔
ایماں کا اب سے لے نہ تو نام
منجدھار میں اپنی ناؤ توڑے
اِن باتوں کو اپنے دل سے کر دُور
سو بات کی ایک بات ہے یہ
پڑھ کوئی غزل کہ وجد آ جائے

جو اِن سے پھرا پھرا خدا سے
جو اِن سے پھرے عجیب ہے وہ
ایمان نکل گیا ستمگر
جھوپاں سے الگ الگ جو جائے
ناپاک تری سمجھ کا ہے پھیر
کیا سوجھی ہے منکر تصرف
مقبول کیا انہیں خدا نے
مشرک تجھے شرک سوجھتا ہے
حکام و حکیم سے مدد لے
غافل کہ مدد کے معنے کیا ہیں
خود کہتی ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَه
تعظیم سے اُن کی تو پھرا ہے
دے اِس کا جواب مجھ کو غافل
خالق نے کیا کلام تجھ سے
یا اُمِّ شقیقہ ساتھ لائی۔
جن لوگوں سے کل تجھے ملا دیں
نیکی کا مگر یہی ہے بدلا۔
مقبولوں سے ہے تجھے عداوت
کس طرح تجھے ملے گی منزل
محسن کے بھلا دیئے ہیں احساں
بدنام کنندۂ نکو نام
نجدی پہ جو سر منڈا کے بیٹھا
کیوں ان سے ہوا ہے بے خبر تو
ہے خیر حسن کدھر گیا تو
مستانہ سخن نئے دکھا جائے

غزل

اللہ برائے غوث اعظم
اے محوِ لقائے غوثِ اعظم

سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر
قربانِ عطائے غوثِ اعظم

وہ اور ہیں جنکو کہیے محتاج
گوش شنوائے غوثِ اعظم

بیگانے بھی ہوگئے یگانے
پھیلی ہے ضیائے غوثِ اعظم

کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ
نقشِ کفِ پائے غوث اعظم

اے غم جو ستائے اب تو جانوں
ہر تار قبائے غوثِ اعظم

دے مجھ کو ولائے غوثِ اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جُود

اے ابر سخائے غوثِ اعظم
کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف

ہم تو ہیں گدائے غوثِ اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ

دلکش ہے ادائے غوثِ اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو

ہیں زیرِ قبائے غوثِ اعظم
اے دل نہ ڈران بلاؤں سے اب

لے دیکھ وہ آئے غوثِ اعظم
سب کھولیے عقدہائے مُشکل

دیدار خدا تجھے مبارک
ہیں کون گدائے غوث اعظم

امیدیں نصیب مُشکلیں حل
ہیں زیرِ لوائے غوث اعظم

ہیں جانبِ نالۂ غریباں
کیوں رد ہو دعائے غوثِ اعظم

آنکھوں میں ہے نُور کی تجلّی
وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم

آئینہ روئے خوبرویاں
وہ آئی صدائے غوث اعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے
آے ناخنِ پائے غوثِ اعظم

کیا اُن کی ثنا لکھوں حسن میں
جاں باد فدائے غوث اعظم

روائتِ دیگر

منقول ہے قاسم و عمر سے
جب چمک کے گرے حضور منصور

ہوتا جو وہ عہد ہم سے آباد
یاور ہیں ہم اُس کے تاقیامت

اس شانِ رفیع کے تصدّق
لغزش میں نہ آئے پائے مرکب

دِل شاد ہوا ہے اِس خبر سے
اسوقت میں تھا نہ کوئی ایسا

ہم کرتے ضرور اُن کی امداد
ہر حال میں اُس کا ساتھ دینگے

اُس لطف وسیع کے تصدّق
ثابت قدمی ہو لُطف دیجائے

کہتے تھے حضور مایۂ نُور
جو ہاتھ پکڑ کے روک لیتا۔

جو شخص ہوا ہے ہم سے بیعت
پھسلے گا قدم تو ہاتھ دینگے

یا غوث صراط پہ چلوں جب
جنت مجھے ہاتھوں ہاتھ لیجائے

گھبرائے صراط پہ نہ خادم
حافظ ہو صدائے رَبِّ سَلِّمْ

روائتِ دیگر

کہتے ہیں عدی بن مسافر
ہونے لگی انجمن پریشاں
کہنے لگے اس طرح وہ ذیشاں
تھا قطرہ فشاں اِدھر اُدھر ابر
اَے حاکم و بادشاہِ عالم
چھائے ہیں الم کے کالے بادل

تھا مجلسِ وعظ میں مَیں حاضر
دیکھے جو یہ برہمی کے اطوار
ہم تو کریں جمع تو پریشاں
اللہ رے جلالِ قادریت
اے وادرس و پناہِ عالم
سینہ میں جگر ہے پارہ پارہ

ناگاہ ہُوا شروع باراں
سر سُوئے فلک اُٹھا کے یکبار
فوراً وہ مقام چھوڑ کر ابر
قربانِ کمالِ قادریت
گھِر آئے ہیں غم کے کالے بادل
لِلّٰہ اِدھر بھی اِک اشارہ

روائتِ دیگر

عیسےٰ نے وہ ماجرا سُنایا
آکر یہ کیا کسی نے اظہار
مرقد میں ہے دردمند ہر دم
کیا ہم سے وہ کر چکا ہے بیعت
مخبر نے کہا کہ شاہ ذیجاہ
محروم یہ ہے فرِدَوں پرستا
پھر آپ یہ سر اُٹھا کے بولے
دیکھا تھا جمالِ روئے انور
اُس قبر کو جا کے پھر جو دیکھا
کی جس کی ادا نے جانفزائی
کیا جوشِ سرور آجکل ہے
سوتی ہوئی قسمتیں جگا دیں
عالم سے خزاں ہوئی روانہ
ہر پیڑ نہال ہو رہا ہے

جس نے دلِ مُردہ کو جلایا
اِک شخص کہ حال میں مرا ہے
ہے شور و فغاں بلند ہر دم
کیا اُس کا یہاں ہُوا ہے آنا
ان باتوں سے میں نہیں کچھ آگاہ
کچھ دیر مراقبہ کیا پھر
دیتے ہیں ہمیں خبر فرشتے
اور دِل میں گمانِ نیک لایا
فریاد کا کچھ اثر نہ پایا
کیوں جان میں جان آنہ جائے
ہر دل سے نشاطہم بغل ہے
ہیں وقفِ زباں خوشی کی باتیں
آیا ہے بہار کا زمانہ
کیا موسمِ گُل نے گُدگُدایا

کہتے ہیں کہ پیشِ شاہِ ابرار
کیا جانئے اُس پہ کیا بلا ہے
فرمانے لگے یہ سُن کے حضرت
کھایا ہے ہمارے گھر کا کھانا
ارشاد ہُوا کرم کا جھالا
ہیبت ہوئی روبہ ئے شہ سے ظاہر
اس شخص نے ایک بار سرور
اس وجہ سے حق نے اُسکو بخشا
عیسےٰ نے عجب خبر سُنائی
اُڑتے ہوئے آسرے بندھائے
شادی نے وہ نوبتیں بجا دیں
دن عیش کے خورمی کی باتیں
عشرت کا سماں بندھا ہُوا ہے
ہر پھول نے قہقہہ اُڑایا

آنکھوں میں بسا ہے جلوۂ گُل
کیونکر نہ ہو باغ باغ بلبل ۔
آباد سرور ہے گلستاں

ہر پھول چمن چمن ہے خنداں
شبنم نے لٹائے ہیں جو گوہر
ہے شاہدِ گُل کی یہ نچھاور

مستوں کو صبا پکار آئی
گلزار چلو بہار آئی ۔
تیار ہوئے جنوں کے ساماں

ہاتھوں میں لئے ہوئے گریباں
کرنے لگی فصلِ گُل اشارہ
ہو دامن و جیب پارہ پارہ

جب تک کہ ہے یہ بہار باقی
دامن میں رہے نہ تار باقی
سودے کا جما ہے آج بازار

سر بیچنے کو چلیں خریدار
مستوں نے کیا ہجوم ہر سمت
ہے موسمِ گُل کی دھوم ہر سمت

اک شور ہے سبزہ زار دیکھو
صحرا کو چلو بہار دیکھو
دیکھے تو کوئی حسن کی رفتار

ہے سب سے نئے چلن کی رفتار
آنکھوں میں بہارِ اشکِ شادی
چہرہ سے ظہور بامرادی

ہونٹوں میں بھرا ہوا تبسم ۔
خاموش کبھی کبھی تکلم ۔
کرتی ہیں کسی کی جستجوئیں

دل سینہ میں دل میں آرزوئیں
کیفیت ذوق و وجد طاری
ہر گام لب و زباں سے جاری

یا غوث ترے نثار جاؤں ۔
قربان ہزار بار جاؤں ۔
ہو جوشِ جہاں ترے کرم کا

کیا ذکر وہاں غم و الم کا
وہ مژدہ سنا دیا ہے تو نے
روتوں کو ہنسا دیا ہے تو نے

سلطانِ کریم تو گدا میں ۔
کھاتا ہوں ترا دیا ہوا میں ۔
بادشاہ، غلام ہے خطاکار

زندانِ گناہ میں گرفتار
للہ کرو گرہ کشائی ۔
اس دامِ بلا سے دو رہائی

بندے کو عذاب سے بچا لو
اپنے درِ پاک پر بلا لو ۔
عارض سے نقاب اٹھا کے اک بار

کردو مجھے محوِ حسنِ رخسار
دیکھوں جو بہارِ جلوۂ حسن
ہو جاؤں نثارِ جلوۂ حسن

دل سے خلشِ الم نکل جائے
ارمان کے ساتھ دم نکل جائے
پُر نور مرا چراغ ہو جائے

مرقد مجھے خانہ باغ ہو جائے
محشر میں نہ پاؤں شرمساری
ہو ساتھ ترے ترا بھکاری

عزت سے مری بسر ہو دنیا
ذلت نہ ہو مجھ کو روزِ عقبیٰ
کافی ہو مجھے ترا سہارا

محتاج رہوں نہ میں کسی کا
مغفور رہوں میرے سب اب و جد
ہوں منزلِ نور ان کے مرقد

ماں میری کہ ہے کنیزِ سرکار
غم دکھ سے نہ ہو کبھی خبردار
کونین میں میرے بھائیوں پر

ہو لطفِ حضور سایہ گستر
غم ان سے جدا رہے ہمیشہ
مقبولِ دعا رہے ہمیشہ ۔

جس طرح کہ اب ہیں شیر و شکر
یوں ہی رہیں ہم جہاں میں مل کر
دنیا میں الگ نہ ہونے پائیں

جنت میں بھی ساتھ ساتھ جائیں
دلشاد رہیں حسین و حامد
آباد رہیں حسین و حامد

سرکار کریم سے عنایت ۔
ہو دونوں کو دو جہاں کی نعمت
دونوں کی دعا نہ کیوں ہو دل سے

مشہور ہے میرے دونوں میٹھے بس اے دلِ محو التجا بس	شاہا میرے دوست اور اعزہ مشتاقِ حصولِ مدعا بس	منظورِ کرم رہیں ہمیشہ۔ بغداد سے آتی ہیں صدائیں
تمام	مقبول ہوئیں تری دعائیں	شد

مثنوی در ذکرِ ولادت شریف حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ اٹھی دیکھ لو گرد سواری
کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
فدا جن کے شرف پر سب بنی ہیں
یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
اسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں
انہیں سے ٹیک ہی ایمان کی کل
انہیں سے ٹھیک ہی سامانِ عالم
یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں
انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں
انہیں کی کرتے ہیں اشجار تعظیم
یہی دکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
انہیں ہر دم خیالِ عاصیاں ہے
یہی ہے دو جہاں میں دھوم انکی
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت
محمد مصطفےٰ ہے نام ان کا
بدن میں وہ عبائے نور آگئیں
جھکا ہے رحمتِ باری کا پلہ
سواری میں ہجومِ عاشقاں ہے

عیاں ہونے لگے انوارِ باری
مؤدب ہاتھ باندھے آگئے آگے
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں۔
یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں
غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
شکیبِ بیقراراں ہے انہیں سے
انہیں پر ہے تصدق جانِ عالم
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا
انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
انہیں کو پیڑ سجدے کر رہے ہیں
انہیں کو کرتے ہیں احجار تسلیم
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد
انہیں پر آج بارِ دو جہاں ہے
سہارا ہیں یہی ٹوٹے دلوں کے
کریں خود جو کی روٹی پر قناعت
مزین سر پہ ہے تاجِ شفاعت
کہ جس کی ہر ادا میں لاکھ نزکیں
یہی دامن تو ہیں ایجانِ مضطر
کوئی چپ ہے کوئی محوِ فغاں ہے

نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں
چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
یہی بندِ الم کو توڑتے ہیں
یہی ہیں بیکلوں کی جان کی کل
قرارِ دلفگاراں ہے انہیں سے
یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد
انہیں کے در سے ہے سب کا گزارا
انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں
انہیں کے پاؤں پر سر دھر رہے ہیں
انہیں کو یاد سب کرتے ہیں غم میں
یہی سنتے ہیں ہر بیکس کی فریاد
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی
یہی مرہم ہیں غم کے گھائلوں کے
فزوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا
عیاں ہے جس سے معراجِ شفاعت
کہوں کیا حال نیچے دامنوں کا
مچل جائینگے ہم محشر میں جن پر
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے

کوئی ہر گام محوِ التجا ہے	کوئی کہتا ہے حق کی شان ہیں یہ	کوئی کہتا ہے میری جان ہیں یہ
یہ کہتا ہے کوئی بیمارِ فرقت	ترقی پر ہے اب آزارِ فرقت	اِدھر بھی اک نظر او تاج والے
کوئی کب تک دلِ مضطر سنبھالے	زمہجوری برآمد جانِ عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ اللعالمینی	زمحروماں چرا فارغ نشینی	بدہ دستے زپا افتادگاں را
بکن دلداریٔ دلدادگاں را	بہت نزدیک آ پہنچا وہ پیارا	فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا
اٹھیں تعظیم کو یارانِ محفل	ہوا جلوہ نما وہ جانِ محفل	خبر تھی جن کے آنے کی وہ آئے
جو زینت ہیں زمانے کی وہ آئے	فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو	بڑھو سب حسرتیں دل کی نکالو
پکڑ لو ان کا دامن بے نواؤ	مراد تم ہے جو مانگو وہ پاؤ	مجھے اقرار کی عادت ہے معلوم
نہیں پھرتا ہے سائل انکا محروم	کرو تو سامنے پھیلا کے دامن	یہ سب کچھ دینگے خالی پلکے دامن
حسن ہاں مانگ لے جو مانگنا ہو	بیاں کر آپ سے جو مدعا ہو	مرے آقا مرے سردار ہو تم
مرے مالک مرے مختار ہو تم	تصدق تم پہ اپنی جاں کر دوں	ملیں تو دو جہاں قربان کر دوں
تمہیں افضل کیا سب سے خدا نے	دیا تاجِ شفاعت کبریا نے	تمہیں سے لو لگائے بیٹھے ہیں ہم
تمہارے در پہ آ بیٹھے ہیں ہم	تمہارا نام ہم کو حرزِ جاں ہے	یہی تو داروئے دردِ نہاں ہے
بلا لیجے مدینے میں خدا را۔	نہیں اب ہند میں اپنا گزارا	تمہارا در ہو اور ہو سر ہمارا
اسی کوچہ میں ہو بستر ہمارا	قضا آئے تو آئے اس گلی میں	رہے باقی نہ حسرت کوئی جی میں
نہ ہو گور و کفن ہمکو میسر	پڑا یوں ہی رہے لاشہ زمیں پر	سگانِ کوچۂ پُر نور آئیں۔
مرے پیارے مرے منظور آئیں	مرے مرقد پہ ہوں آ کر فراہم	غذا اپنی کریں سب ملکے باہم

تمام	ہمیشہ تم پہ ہو رحمت خدا کی	دعا مقبول ہو مجھ سے گدا کی	رشید

مثنوی ناتمام

یارب تو ہے سب کا مولیٰ	سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ	تیری ثنا ہو کس کی زباں سے
لائے بشر یہ بات کہاں سے	تیری اک اک بات نرالی	بات نرالی ذات نرالی
تیرا ثانی کوئی نہ پایا۔	ساتھی ساجھی کوئی نہ پایا	تو ہی دے اور تو ہی دلائے

تیرے دیئے سے عالم پائے
کوئی تیرا کیا بھید بتائے
کوئی نہیں کچھ سب کچھ تو ہے
تجھ پر ذرہ ذرہ ظاہر
کوئی اور ٹھکانا کیسا۔
تو ہی چھٹا دے تو ہی ملا دے
تھا تو ہی تو ہو گا تو ہی
تیری قدرت کا ہے نمونہ

تو ہی اول تو ہی آخر
تو وہ نہیں جو فہم میں آئے
تو ہی ڈبوئے تو ہی اچھالے
نیت ظاہر ارادہ ظاہر
تو ہی یاد دلا کے بھلائے
تو ہی گما دے تو ہی پتا دے
تیرے در سے جو بھاگ کر جائیں
نارِ خلیل و بادِ مسیحا۔
سب ہیں تیرے در کے بھکاری

تو ہی باطن تو ہی ظاہر
پہلے نہ تھا کیا اب کچھ تو ہے
تو ہی بگاڑے تو ہی سنبھالے
تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا
تو ہی بھلا کر یاد دلائے
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی
ہر پھر تیرے ہی در پر آئیں
آٹھ پہر ہے لنگر جاری

نعت شریف کے اشعار جاتے رہے۔

صانع نے اک باغ لگایا۔
گلشن گلشن صحرا صحرا
خوب گھریں گھنگھور گھٹائیں
موجیں کرتی موجیں لائیں
سبزہ لہریں لیتا نکلا۔
ساعت آئی جام و سبو کی
چپے چپے ہوائیں گھومیں
جوبن اور گدرایا جوبن
چٹکیں کچی کچی کلیاں
جگنو چمکے ڈالی ڈالی
چال میں سو انداز دکھاتی
غم کو گھٹاتی دل کو بڑھاتی
گھونگھٹ اٹھائے شاہدِ گل کا
فرطِ طرب سے ہنستی ہنساتی

باغ کو رشکِ خلد بنایا
چھائے لطف و کرم کے بادل
کرنے لگیں غل شور گھٹائیں
سرد ہوا کے آئے جھونکے
مینہ کو دعائیں دیتا نکلا
پھرتی ہے بادِ صبا متوالی
پتلی پتلی شاخیں جھکی ہیں۔
گل پر بلبل سرو پر قمری
خوشبو نکلی بس گئیں گلیاں
کیونکر کہیے بہار کی آمد
طرزِ خرام ناز اڑائی۔
یاس کو کھوتی آس بندھاتی
رنگ جمائے ساغرِ گل کا
ساتھ میں بادل کالے کالے

خلد کو اس سے نسبت ہو کیا
آئے نیل و نعم کے بادل
لہریں کرتی نہریں آئیں
آنکھوں میں نیند کو لائے جھونکے
بولے پپیہے کوئل کوکی
پتے پتے ڈالی ڈالی۔
فصل بہار پر آیا جوبن
بولے اپنی اپنی بولی۔
آئیں گھٹائیں کالی کالی
آمد اور کس پیار کی آمد
رنگِ رخ گلرنگ دکھاتی
آنکھ کے رستے دل میں سماتی
طرزِ تبسم سب کو دکھاتی
مستِ طرب برساتے جھالے

تشنہ لبوں کو پانی دیتی۔
برق سے پیہم ہنستی اکڑتی
حُسن سراپا نُور کا عالم
ابرِ سیہ سے کھولے کا کل
اوڑھے دوپٹہ آبِ رواں کا
غازۂ عارض جلوۂ گلشن۔
باغ نے کی پھولوں کی نچھاور
نہر آئینہ دکھانے لائی
غُل ہے بادِ بہاری آئی۔
آئی اور کس ناز سے آئی
رنگِ خزاں عالم سے ہوا ہے

مژدۂ راحت جانی دیتی
آتشِ غم پر چھینٹا دیتی
سر سے پا تک حور کا عالم
پھول کا سر سے پا تک زیور
برق نے جس پر لچکا ٹانکا
آتشِ گُل سے کا جل پارا
ڈالی لائے پیڑ بنا کر
غُنچوں نے اپنی گٹھڑی کھولی
شاہدِ گُل کی سواری آئی
پھولے پھول عنادل چہکے
پھولوں سے گُلزار بھرا ہے

ابر سے ذر ذر چھینٹے پڑتی
سوختہ دل کی دُعائیں لیتی
مستِ جوانی محوِ تجمّل
شکلِ عروس تازہ معطّر
لب کی مسی ہے رنگ سوسن
سُرمہ لگایا پیارا پیارا
کنگھی شانہ بنا کر لائی۔
کشتی لائے قبائے گُل کی
ایکی بہار انداز سے آئی
گُلشن مہکے صحرا مہکے
دامن گلچیں دامن دامن

بھرنے لگے گلہائے گُلشن

قصائد

آئیں بہاریں برسے جھالے
دل کو پڑے ہیں جان کے لالے
کویل اپنی کوک میں بولی۔
قہر ہیں اُٹھتے جوبن والے
عارضِ گُل سے پردہ اُٹھا۔
شوقِ رویت دیکھے بھالے
بوٹے گُلرویانِ کم سن
پودے پودے تھالے تھالے
بانٹتی ہے نیرنگی موسم۔

نغمہ سرا ہیں گُلشن والے
ابرِ بہاری جم کر برسا
آئے بادل کالے کالے
پھیلی ہیں گُلشن میں ضیائیں
بلبلِ مضطر دل کو سنبھالے
سُن کے بہار کی آمد آمد
پیارے پیارے بھولے بھالے
جمع ہیں عقد ایسِ گُل میں
بزم میں سُرخ سبز دوشالے

شاہدِ گُل کا جوبن اُبلا
خُوب چڑھے ہیں ندی نالے
حُسن شباب ہے لالہ و گُل پر
شمع لگن ہیں سرو اور تھالے
جوشِ طبیعت روکے نہ رُکے
ہوش سے باہر ہیں متوالے
فیضِ ابرِ بہاری پہنچا۔
سب رنگین طبیعت والے
نکہت آئی عطر لگانے۔

پھول نے ہار گلوں میں ڈالے
گاتے ہیں بلبل کے عنادل
کس سے سنبھلے کون سنبھالے
کیسا موسم پیارا موسم
تارے رخصت ہونے والے
آئی کان میں بانگِ مؤذن
ہجر کی شب کے رونے والے
عشق سراپا عجز و زاری
نیند سے چونکے سونے والے
دیکھیے بادہ کشوں کی آمد
تیرے صدقے اے متوالے
تشنگیِ لب سے دم ہے لبوں پر
لا اے پینے پلانے والے
رنگ پہ پھر آجائیں ترنگیں
خوب مزے گر گر کے اٹھالے
گھٹتے اٹھے ہیں رند سے بادل
آج تو حوضِ مے میں نہالے
بادۂ حسنِ دلکش گلشن
ڈالدیا صیاد کے پالے
ہجر میں بارش اور غضب ہے
جلتے ہیں اور بھی جلنے والے
اے تری قدرت دیدۂ تر کو
پڑ گئے کام و زباں میں چھالے
آئے ترس اس دکھ پہ کس کو
زخم ہوئے چھل چھل کر آلے

پنکھے جھلتے والی نسیمیں
سہرا مبارک ہو ہریالے
آنکھ نے کیا کیا دل کو ابھارا
اس پر نورِ سحر کے اجالے
نکلے اپنے گھروں سے مسافر
چونکے مسجد جانے والے
کوئی کسی سے طالبِ رخصت
حسن و نازش رد سوالے
ساقی نے میخانہ کھولا
لب پہ دعا ہاتھوں میں پیالے
داتا آج پیالہ بھر دے
پیارے کب تک ٹالے بالے
گہرا سا اک جام عطا کر
لطف سرور سے روح مزا لے
جب ہوں قائل تیزیِ مے کے
دل کو بڑھا لے غم کو گھٹا لے
ہاں آئے لغزشِ پا کے شیدا
بیخود ہیں سب دیکھنے والے
سوزِ فراق نے آگ لگادی
پڑتے ہیں زخمی دل پر بھالے
فصلِ بہاراں صحنِ گلستاں
آنکھیں دکھائیں ندی نالے
کنجِ قفس آلامِ جدائی۔
مجھ بیکس کی کون دعا لے
جو کچھ گذری جو کچھ بیتی۔

بادل پانی دینے والے
ایسی فصل میں جوشِ طبیعت
تارِ نظر نے ڈورے ڈالے
شمعوں کے چہروں پہ سپیدی
گھر بھر کر کے خدا کے حوالے
بھولے کچھ احباب سے مل کر
درد انگیز کسی کے نالے
خواب ہوئی آنکھوں سے رخصت
سائل آئے جھولی ڈالے
خواہشِ مے ہیں سب کی زباں پر
ہم سے فقیروں کی بھی دعا لے
شوق کو ہم بہلائیں کہاں تک
جھوم کر آئیں کیف نرالے
لغزشِ پا کے ہاتھوں میکش
ہاتھ میں اڑ کر آئیں پیالے
پینا کیسا پلانا کیسا۔
گرتے گرتے لطف اٹھالے
ایسی فصل میں بخت نے ہم کو
آتشِ گل کے چھالے ڈالے
آگ لگاؤ ایسے مینہ کو
کوئے رقیب و راہ جھالے
سوزِ جدائی کس کو سناؤں
گوشۂ عزلت ماہ خیالے
پنجۂ وحشت تو نہ ہوا شل
کس سے کہیں دکھ بھرنے والے

اے ظالم اے دردِ جدائی
دل میں چٹکی لینے والے
تیرے بس میں قید ہوئے ہیں
خاموشی کو باتیں سنا لے
سب کے حامی سب کے یاور

اب تو پڑے ہیں تیرے پالے
ناؤ میں خاک کہاں سے آئی
جتنا ستایا جائے ستا لے
اُن سے کریں گے تیری شکایت
جان کی راحت دل کے اُجالے

جان غضب میں ہیں جن کے ہاتھوں
کھاتا ہے تو ظالم کھا لے
دم سے ہونٹوں کو آہ و فغاں پر
ہم ہیں جن کے ناز کے پالے
عرض کروں اب مطلع ایسا

دل سے جو خارِ الم کو نکالے

مطلعِ دیگر

چھائے غم کے بادل کالے
آ اے ہاتھ پکڑنے والے
خاک مری پامال ہو کب تک
پیارے اپنے در پہ بلا لے
ناری دے کر خطِ غلامی
ہیں مرے مطلب تیرے حوالے
بگڑی بات کو تو ہی بنائے
تم نہیں کرتے ٹالے بالے
دیکھیں جنہوں نے تیری آنکھیں
شمس و قمر کے گھر کے اُجالے
آفت میں ہے غلام ہندی
سینکڑوں ہیں دکھ دینے والے
آج ہے پیشی میں ہوں مجرم
میری بگڑی بات بنا لے
گھر گھر آئے غم کے بدرا

میری خبر آ کے مدینے والے
زلف کا صدقہ تشنہ لبوں پر
نیچے نیچے دامن والے
کام کیے بے سوچے سمجھے
تجھ سے لیں جنت کے قبالے
تیرے صدقے تیرے قرباں
ڈوبتی ناؤ کو تو ہی سنبھالے
وسعتِ خوانِ کرم کے تصدق
وہ ہیں حق کے دیکھنے والے
ابرِ لطف و غلافِ کعبہ
تیری دہائی مدینے والے
تیرے لطف ہوں میرے یاور
زیرِ دامن مجھ کو چھپا لے
تورے بل بل جاؤں کھویا
جیرا کانپت کملی والے

گرتا ہوں میں لغزشِ پا سے
برسا مہر و کرم کے جھالے
پھرتا ہوں میں مارا مارا
راہ چلا دے دیکھے بھالے
تو نے احساں میرے یاور
میرے آس بندھانے والے
تم سے جو مانگا فوراً پایا
دونوں عالم تم نے پالے
تیرے عارض گورے گورے
تیرے گیسو کالے کالے
تنہا ہیں اے حامیٔ بیکس
تیرا قہر عدو کو جا لے
روزِ حساب اور مجھ سا عاصی
ندیا گہری نیتا بالے
رین اندھیری دور نگریا

توری دُہائی جگ اُجیالے	تن من دھن کی سُدھ بُدھ بسری	موری کھبریا مورے پیارے
نیناں کے بلہاری جاوے	درسن بھیجا جو منگتا ہے	واکو سمندر پار ہو جا وو
جا کو ڈراویں ندی نالے	اپنے حسین وحسن کے محسن کو	زہر کرب و بلا سے بچالے

قصیدہ حضرت مولانا فضل رسول صاحب قادری مجیدی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں

ساقیا کیوں آج رندوں پہ ہے تو نامہرباں
کیوں نہیں دیتا ہمیں جام شراب ارغواں

تشنہ کاموں پہ ترس کس واسطے آتا نہیں
کیوں نہیں سنتا ہے میخواروں کی فریاد وفغاں

جام کیوں اوندھے پڑے ہیں کیوں ہیں مینا شیشو بند
عقدہ لا حل بنا ہے کیوں خُمِ مے کا دہاں

کیوں صدا قلقل کی مینا سے نہیں ہوتی بلند
کیوں اُداسی چھا رہی ہے کیوں ہوئی سونی دکاں

کیوں ہے مُہرِ خامشی لب پر سبو کے جلوہ ریز
کیوں نہیں کھلتا مجھے کیسا بندھا ہے یہ سماں

کس قدر اعضا شکن ہے یہ خمارِ جاں گسل
ہے جماہی پر جماہی لوٹتی ہیں [illegible]

کیا غضب ہے تجھ کو اس حالت پہ رحم آتا نہیں
خشک ہے منہ میں زباں آتی ہیں پیہم ہچکیاں

آمدِ بادِ بہاری ہے گلستاں کی طرف
فصلِ گلشن کر رہی ہے کیا ہی رنگ آمیزیاں

ابر کی اٹکھیلیوں سے جوبنوں پر ہے بہار
پڑ رہی ہیں پیاری پیاری ننھی ننھی بوندیاں

چار جانب سے گھٹاؤں نے بڑھائے ہیں قدم
توسنِ بادِ صبا پر لی ہے راہِ بوستاں

جشنِ گل کا شور ہے فصلِ چمن کا زور ہے
ابر اٹھا ہے گرجتا کوندتی ہیں بجلیاں

ٹکٹکی باندھے ہوئے نرگس تماشے پر ہے لوٹ
محوِ وصفِ جلوۂ گلشن ہے سوسن کی زباں

شاخِ گل پر بلبلیں ہیں نغمہ سنجِ فصلِ گل
سرو پر بیٹھی ہوئی کرتی ہیں کوکو قمریاں

اس قدر ہے جوش پر حسنِ عروسِ گل کہ آج
باغ میں ملتی نہیں بلبل کو جائے آشیاں

ٹھنڈی ٹھنڈی پیاری پیاری چلتی ہے بادِ نسیم
جھومتی ہیں وجد میں کیا کیا چمن کی ڈالیاں

مست و بیخود بیٹھے ہیں مرغانِ گلشن شاخ شاخ
کر رہے ہیں اپنی اپنی لے میں مدحت خوانیاں

تاکہ دیکھے گل کا جوبن نرگسِ مخمور بھی
سوتے سوتے چونک کر اٹھی ہے ملتی انکھڑیاں

دیتے ہیں غنچے چٹک کر یہ صدا ہر سمت سے
ہم بھی دیکھیں گے ذرا فصلِ بہاری کا سماں

کب ہیں یہ شبنم کے قطرے برگِ گل پر آشکار
ہیں عروسِ گل کے کانوں میں جڑاؤ پتیاں

گُدگُداتی ہے مرے دل کو ہوائے میکشی
حسرتیں کہتی ہیں ہم کو کس پہ چھوڑا آپ نے
دیر کارِ خیر میں اس درجہ کرتا ہے کوئی
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
پانی پی پی کر دعا دوں تجھ کو گر پاؤں مراد
دے کوئی ساغر چھلکتا سا شرابِ تُند کا
مدح کرنی ہے مجھے اِک رہنما کے عُرس کی
واہ وا کیا عُرس ہے کیا عُرس ہے کیا عُرس ہے
سر جھکائے بیٹھے ہیں حلقہ کئے سارے مرید
ہر ادا سے انکشافِ معنیٔ مقصود ہے۔
ہے کہیں ذکرِ جلی تو ہے کہیں ذکرِ خفی
دل کے آئینوں کی صیقل ذکر ارّہ سے کہیں
ضربِ اِلّا اللہ سے کرتا ہے کوئی دل کو صاف
سب کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں اس عُرس میں
اِس طرف ایسی بہاریں اُس طرف حُکمِ خدا
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے دل یہ کس کا عُرس ہے
طالبِ مطلوبِ یزداں حضرتِ فضلِ رسول
سالکِ راہِ حقیقت رہبرِ مقصودِ شرع
حاکمِ اصل فروع و عالمِ رمزِ اصول ۔
حامیِ دینِ پیمبر ماحیِ بنیادِ کُفر۔
آفتابِ چرخِ علم و ماہتابِ بُرجِ حلم
شاہ دیہیم جلال و خسروِ تختِ کمال
انجمن آرائے شرع و شمعِ بزمِ معرفت۔
سیفِ مسلولِ حقیقت فارسِ مضمارِ فقر
مزرعِ اسلام کو ابرِ کرم ذاتِ جناب

آرزوئیں کر رہی کس قدر اٹھکھیلیاں
خواہشیں کرتی ہیں شکوے کیوں ہوئے نامہرباں
ہاں خدا را ساقیا! اِرحم بحالِ نیم جاں
پھر کہاں ہم اور کہاں یہ دُختِ رز کی شوخیاں
دیر کیوں کرتا ہے پیارے فصلِ گُلشن پھر کہاں
بول بالا ہو ترا اے ساقیٔ حاتم نشاں
چھوڑ کر فکرِ خط و خالِ حسینانِ جہاں
جس میں ہیں تشریف فرما غوث و ابدالِ جہاں
حالِ دل کرتے ہیں سرکارِ معلّٰی میں عیاں
ہو رہا ہے کیا لطیفوں میں عیاں سترِ نہاں
اپنے اپنے حال میں مصروف ہیں پیر و جواں
ہیں کہیں جاذ کرِ قمری کی عیاں رنگینیاں
ہے کہیں اثباتِ نفیِ غیر کا لا سے عیاں
آتے ہیں روتے ہوئے جاتے ہیں ہنستے شادماں
جاتی ہے سر پیٹتی اِس بزم سے عمرِ رواں
پائی اس محفل نے کس سے زیب و زین و عز و شاں
موردِ فضلِ رسول و رحمِ خلاقِ جہاں
رہنمائے گمرہان و پیشوائے مرشدان
واقفِ حالِ حقیقت کاشفِ سترِ نہاں
زاہدِ زینِ عبادت واعظِ شیوا بیاں
گوہرِ دُرجِ شرف یاقوتِ کانِ عز و شاں
نائبِ شاہنشہِ کونین فخرِ مرسلاں
زینتِ بُستانِ فقر و زیبِ گلزارِ جناں
طلعتِ شمعِ ہدایت مقتدائے سالکاں
خرمنِ ادیانِ باطل کو ہے برقِ بے اماں

حاضرِ عرسِ معلّے میں بہت اربابِ علم
وہ پڑھوں مطلع کہ سن کر سن ہوں سب اہلِ زباں

مطلع

گر کبھی فرمائے تو توحیدِ واحد کا بیاں
کہہ دے ہندوئے فلک ٹھیک ہے بے گماں

دی خدائے پاک نے تجھ کو حیاتِ بے ممات
لایموت تو حق ہے تیری شان میں اے جانِ جاں

دینِ پیغمبر کو تیری ذات سے ہے تقویت
تیرے جلووں سے منور خطۂ ہندوستاں

تیرے اچھے ہونے میں کس کو رہی جائے سخن
تیرے مرشد کے ہیں مرشد حضرت اچھے میاں

ملحدوں کو بات تیری سیف ہے جبّار کی
معتقد کو قول تیرا موجبِ امن و اماں

دے جو کچھ دینا ہے تجھ کو اسکے جلدیں مجھے
تیرے در پہ لیکر آیا ہوں قصیدہ ارمغاں

ہو دعائے خیر میری دین و دنیا کی قبول
یہ صلہ پائے شہا تیرا گدائے آستاں

اے حسن اب کر دعا اللہ سے با التجا
کیا عجب ہے گر کہے آمیں گروہِ قدسیاں

یا خدا جب تک ہے مہر و ماہ میں جلوہ گری
دہر میں قائم رہے جب تک یہ دورِ آسماں

کُنجِ خلوت میں ہو جب تک زاہدِ گوشہ نشیں
شمع کو حاصل ہیں جب تک انجمن آرائیاں

کعبہ کے در پر ہے جبتک فرقِ زاہد سجدہ ریز
شاغلِ حمدِ خدا جب تک رہیں کرّوبیاں

جلوۂ وحدت رہے کثرت میں جب تک آشکار
صوفیوں کا دہر میں جب تک رہے نام و نشاں

مولوی عبدالقادر زیبِ سجادہ رہیں
تابعِ فرمانِ والا ہو ہر اک پیر و جواں

دے مدد اقبالِ والا کو کلام اللہ پاک
پیشِ حضرت قول دشمن کا ہو شاخِ زعفراں

ان کے دشمن کو ہمیشہ کلفت و کربت نصیب
جو دعا گو ہیں رہیں فرحت نصیب و شادماں

یہ قصیدہ نذیر احمد خاں دہلوی مقلد سید احمد خاں کولی کے قطعہ کی رو میں ہے

توانائی نہیں صدمہ اٹھانے کی ذرا باقی
نہ پوچھو ہائے کیا جاتا رہا کیا رہ گیا باقی

زمانے نے ملائیں خاک میں کیفیتیں ساری
بتا دو گر کسی شے میں رہا ہو کچھ مزا باقی

نہ اب تاثیر مقناطیس حسنِ خوبرویاں ہیں
نہ اب دلکش نگاہوں میں رہا دل کھینچنا باقی

نہ جلوہ شاہدِ گل کا نہ غل فریادِ بلبل کا
نہ فصلِ جاں فزا باقی نہ باغِ دلکشا باقی

نہ جوبن شوخیاں کرتا ہے اونچے اونچے سینوں پر
نہ نیچی نیچی نظروں میں ہے اندازِ حیا باقی

کہاں وہ قصرِ دلکش اور کہاں وہ دلربا جلسے
نہ اُسکا کچھ نشاں قائم نہ اُس کا کچھ پتا باقی

کہاں ہیں وہ چلا کرتے تھے جنکے نام کے سکے
نشاں بھی ہے زمانہ میں اب اُنکے نام کا باقی

کہاں ہیں وہ کہ جن کے دم سے تھے آباد لاکھوں گھر
خدا شاہد جو اُن کی قبر کا بھی ہو پتا باقی

شجاعت لے کے سر پر ڈالتی ہے خاک میداں کی
نہ کوئی صف شکن باقی نہ کوئی سورما باقی

سحر جا کر اُسے دیکھا تو سناٹا نظر آیا۔
وہ محفل جسمیں شب کو تھی نہ تل رکھنے کی جا باقی

نہ کل تک نیند آتی تھی جنہیں بے فرشِ گل سے کل
نہیں آج اُن غریبوں کے گھروں میں بوریا باقی

جنہیں سب جانِ جاں کہتے تھے جن پر جان جاتی تھی
فنا کے ہاتھ سے کوئی دن رہی اُن کی بقا باقی

مبارک دل مبارک آرزو ہے حکم عنقا میں
نہ اب وہ دل ہی باقی ہے نہ دل کا مدعا باقی

خدا ہی جانے کیا کیا گل ہوئے کس کس طرح مٹی
خبر کی جب خبر پائیں کہ ہو کچھ سبت یا باقی

کسی کو ذکر کرتے بھی نہ دیکھا اُن کا عالم میں
زبانِ حال پر شاید ہو کچھ یہ ماجرا باقی

عبث ہم یاد کرکے رو رہے ہیں آج پہلوں کو
ہمیں کل روئیں گے پچھلے اگر ہے یہ فنا باقی

یہ دو آنکھیں ہیں رونا سینکڑوں کو رہ گئیں کس کو
یہ اک دل غم بہت پھر ہم نبھائینگے کیا باقی

یہ مطلب ہے کہ ان باتوں سے مطلب ہی نہ رکھیں ہم
ہمیں کیا مر گیا کوئی کہ کوئی بچ رہا باقی

جو کوئی مر گیا تو حکم ہی سے جان دی اُس نے
جو کوئی بچ رہا تو حکم ہی سے بچ رہا باقی

یہ جینا کیا مرے گر آج تو کل دوسرا دن ہو
مریں اُس زندگی پر جو رہے بعدِ فنا باقی

وہ پیاری زندگی کیا ہے یہی اسلام کی دولت
یہ ہے وہ بے بہا نعمت رہے جو دائما باقی

فنائے تابِ مہر و ماہ ہے روشن زمانے پر
مگر اُس کا اجالا رات دن ہے ایک سا باقی

یہ سچ ہے ضعف کی حالت میں ہے اسلام بیشک ہو
مگر اب بھی ہے اس کی اگلی شوکت جابجا باقی

ابھی برجوں کے گرنے کی چلی آتی ہیں آوازیں
ابھی تک گوشۂ کسریٰ میں ہے وہ زلزلہ باقی

چمکتی ہیں ابھی تک بدر کے میدان میں تیغیں
نگاہوں میں ہے اب تک بجلیوں کا کوندنا باقی

مسلماں قبر میں بھی ہیں فدا صدیقِ اکبرؓ پر
ابھی تک یہ اثر ہے حبِ یارِ غار کا باقی

ابھی تک خاک کے نیچے بہادر کانپ اُٹھتے ہیں
ابھی تک صولتِ فاروق کا ہے دبدبا باقی

غنی کی شرم کے جلوے مسلمانوں کے دِلمیں ہیں
مسلمانوں کی آنکھوں میں ہے اب تک وہ حیا باقی

ابھی ہیں نعرہائے شیرِ حق کی گونج کانوں میں -
ابھی ہے ہیبتِ مرحب کش و خیبر کشا باقی

مسلمانوں کی تلواروں نے جو قبضے بٹھائے ہیں
رہیگا اُن کا پھل ان باغیوں پر دائما باقی

بیانِ شوکتِ اسلام پورا ہو نہیں سکتا -
فنا ہو جائیں گے ہم ذکر یہ رہ جائے گا باقی

مٹائیں شوق سے اِسلام کو اسلام کے دُشمن
وہ خود مٹ جائینگے اور یہ رہیگا دائما باقی

اگرچہ اس کی تلواروں نے بے گنتی ہی چھانٹے ہیں
مگر بدخواہ اس کے پھر بھی ہیں بے انتہا باقی

قدم رکھیں تو رکھیں پھونک کر اسلام کے رہرو
ابھی منزل میں ہیں کانٹوں کا کھٹکا جابجا باقی

مٹایا چاہتے ہیں دین کو ایمان کے دُشمن
ابھی مرتے کے ہیں شیطان سے بے انتہا باقی

کہیں تقلید کے انکار پر تو سَو دلیلیں ہیں
کہیں دعوے نہ چھوڑینگے درود و فاتحہ باقی

کہیں پابند دونوں ہاتھ کا و رفع یدین اب تک
کہیں بالجہر آمیں پر ہے فریاد و بکا باقی

کسی جا بعد مُردن خاک کہہ دینا اکابر کو
کہیں توہینِ قبرِ انبیاء و اولیا باقی

کسی جا یا رسُول اللہ پر ہے شرک کا فتوےٰ
کہیں کوشش نہ ذکرِ استمداد کا باقی

کہیں تسلیم پر شش مثل کے انکار سے منکر
کہیں تفہیم پر امکانِ کذبِ کبریا باقی

طریقِ ذکرِ محبوبانِ حق پر حجتیں قائم
جوازِ محفلِ میلاد پر چون و چرا باقی

لڑے جاتے ہیں ہُو غے پر کٹے مرتے ہیں بکرے پر
ذرا دیکھیں تو ہے ایمان کا بھی کچھ پتا باقی

انھیں بیکار باتوں پر جھگڑ کر یہ ہُوا حاصل
بجائے دین و ملت صرف جھگڑا رہگیا باقی

یہاں تک باغیوں نے فرع میں شاخیں نکالی ہیں
کہ اُن کی اصل میں اب کچھ نہیں غیر از خطا باقی

تبرے کی کہیں بوچھاڑ یارانِ پیمبر پہ
کہیں آلِ نبی سے ہے تعلق رنج کا باقی

یزیدا اس کام کو اِک سال کرکے نار میں پہنچا
یہاں ہے سینکڑوں سالوں سے نقلِ کربلا باقی

وہ پردیسی مسافر تخت سے اُن کو غرض مطلب
الٰہی پھر نمونہ ہے یہ کس کے تخت کا باقی

یہ تاشے باجے کب تھے سیدِ مظلوم کی جانب
کہ جنکا جاہلوں میں ہے ابھی تک بیٹنا باقی

کہاں تک فتح ظالم کی بنائی جائیگی صورت
شہِ مظلوم سے کینہ رہیگا تا کجا باقی

محبت کا ہے دعوےٰ آل سے پر دیکھنا یہ ہے
عداوت کا دقیقہ کوئی ان سے رہ گیا باقی

تو تہذیب[1] اور تشیع سے ہوا جو کچھ ہوا لیکن
نہ رکھا نیچریت نے ذرا تسمہ لگا باقی

اگر دعوٰے مرا محتاجِ حجت ہے تو سن لیجے
کلام اُس کا نہیں جس کو غمِ روزِ جزا باقی

اشعار مسٹر نذیر احمد مع ردّ

مسیحا کون سید پکارے سب میں کہتا ہوں — قال — صد و سی سال رکھیو اور اُس کو آپ خدا باقی
مسیحا کہتے جاؤ اور جینے کی دُعا مانگو — اقول — مگر ہے اپنے مذہب پر تمہیں غم دار کا باقی
مسیحا پھر بنانا پہلے کھودو اِس رسولی کو — ابھی تو ہے اُسے اپنا علاج اپنی دوا باقی
نہیں زیبا بتائے کوئی بلبل اپنے اُلّو کو — رہے جس وقت تک وہ صورتِ نکبت فزا باقی
بھلا ہے یا بُرا یہ جانے یا اس کا خدا جانے — قال — مگر ہے کوئی اس کی شان کا اِس کے سوا باقی
نبی اسکو کہا تُم نے خدا اسکو بنا لیتے — اقول — جو ہوتا کوئی اِس انداز کا اِس کے سوا باقی
تمہاری فکرِ نازک میں وجود اس کا جو قائم ہو — تم آپ ہی جان لو اک اور ہے اس رنگ کا باقی
عقائد کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا — قال — قیامت کو بھی رہنے دوگے کوئی فیصلہ باقی
عقائد سے کسی کے بحث کیا اتنے ہی کہنے پر — اقول — ذرا اے پردہ والے دیکھ کچھ پردہ رہا باقی
بظاہر بھولی باتیں اور باطن میں غضب گھاتیں — ابھی دنیا میں ہیں عیار نادانی نما باقی
یہی اک فردِ اکمل ہے کہ جس کو دیکھ کر جانا — قال — ہماری ناؤ کا ہے [illegible] ناخدا باقی
تمہارے ناخدا نے ڈوبتو گنگا اٹھائی ہے — اقول — نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے کا یہ بیڑے کا پتا باقی
تُم اپنی ناؤ کا لنگر اگر اُس کو تھما بیٹھے۔ — سمجھ رکھو کہ بس اب ڈوبنا ہی رہ گیا باقی
جزاک اللہ خیرا قوم کی اصلاح حالت میں — قال — دقیقہ ایک بھی تُو نے نہیں رکھا اٹھا باقی
کریگا دین میں جو شر نہ ہرگز خیر پائے گا۔ — اقول — عبث رکھتے ہو تم میرے خدا سے آسرا باقی
رہی اصلاح اُسکی کیفیت صورت سے ظاہر ہے — کہیں ہے چکنے گالوں پر محاسن کا پتا باقی

[1] میرے پیارے سُنّی بھائی ضرور خیال فرمائینگے کہ ندوہ مخذولہ کی خبر نہ لی گئی۔ اسکی نسبت مجھے اسقدر عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ قصیدہ ندوۂ ہند کی پیدائش سے پہلے کا عرض کیا ہوا ہے اور اگر غور کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں تو جس طرح ندوہ کا رد سب بدمذہبوں کا رد ہے اسیطرح انکا رد اُس کا رد تو اس حالت میں ضمناً ہیں اِس اعتراض سے بری ہو چکا ۱۲ حسن

خُدا نے تم کو پہنچایا ہے اُن اعلےٰ مراتب پر	قال	فزوں تر جن سے اب کوئی نہیں ہے مرتبہ باقی
طریق مختصر پر گر ترے القاب یکجا ہوں		تو مشکل کہ ابجد میں رہے حرف ہجا باقی
معاذ اللہ الوہیت پہ تُم نے مہربانی کی ۔	اقول	خدا نے تجھ کو کہکر رکھ لیا یہ مرتبہ باقی
جو سچی ہجو سچے عیب لکھے کوئی کولی کے		بہت مشکل ہے رہجائے کوئی حرف ہجا باقی
مگر معلوم ہے تجھ کو مسرت کچھ نہیں اس کی	قال	کہ تُو ہے دردمندِ قوم اور تیرا گِلہ باقی
ہے اُسکے واسطے دُنیا بہشت اسکو الم کیا ہے	اقول	غلط بالکل غلط اب بھی ہو کچھ اس کا گِلہ باقی
محالِ عقل ہے تجھ کو اس دُنیائے فانی میں	قال	سوائے قوم کوئی آرزو یا اِلتجا باقی
محالِ عقل ہے بیشک کہ اب دُنیا میں کولی کو	اقول	سوائے زر ہو کوئی آرزو یا اِلتجا باقی
سہو بیدل اور اپنی ہی لیئے جا صرف ہمت بس	قال	کہ سب کے سر پہ اب تو ہی ہے اِک بوڑھا بڑا باقی
تمہیں انکار ہے جسکا یہ اُس کا اِک خلیفہ ہے	اقول	وہ اِس بوڑھے کے سر پر بھی ہے اِک بوڑھا بڑا باقی
اگر انعام کی تجھ کو توقع ہے تو باور رکھ	قال	خدا کے پاس ہے تیری جزا تیرا صلہ باقی
خدا اُس سے مسلمانوں کو اپنے حفظ میں رکھے	اقول	خدا کے پاس ہے اُس کے لئے جو کچھ صلہ باقی
تجھے روئیگی سر پر ہاتھ رکھ کر قوم بد قسمت	قال	اور اُسکو دیکھ لیگا جو کوئی جیتا رہا باقی
کہو جینے صد وسی سال جینے کی دعا مانگو	اقول	پھر اُسکی لاش پر رونیکا بھی ہے آسرا باقی
ہوویں کارگر گر لاکھ تدبیریں تو کیا پروا	قال	ابھی سب سے بڑی باقی ہے تدبیر دُعا باقی

اقول	طویلہ میں اگر لتیاؤ کی کٹھیری غضب آیا وہ مُنکر ہے دُعا کا آپ کے لب پر دُعا باقی

اختتام ردّ اشعار مسٹر و آغاز حال پیر نیچر و مقلدان پیر نیچر

اسے کہتے ہیں خضرِ قوم بعض احمق زمانہ میں	یہ وہ ہے آٹھ سو کم کر کے جو کچھ رہ گیا باقی
مزارِ پیرِ نیچر سے بھی نکلے گی صدا پیہم	چڑھا جاؤ گرہ میں ہو جو کچھ پیسا ٹکا باقی
نئی ہمدردیاں ہیں لوٹ کر ایمان کی دولت	نہ چھوڑا قوم میں افلاس عقبےٰ کے سوا باقی
ظروفِ میکدہ توڑے تھے چنگر محتسب نے سب	الٰہی رہ گیا کس طرح یہ چکنا گھڑا باقی
مریدوں پر جو پھیرا دستِ شفقت پیر نیچر نے	نہ رکھا دونوں گالوں پہ بھی بال کا باقی
مسلماں بن کے دھوکے دے رہا ہے اہلِ ایماں کو	یہی ہے ایک پہلے وقت کا بہروپیا باقی

غضب ہے نیچری حسنِ خرد پر ناز کرتے ہیں
نہیں کیا شیر پور میں کوئی ان کے جوڑ کا باقی

علی گڑھ کے سفر میں صرف کردی دولتِ ایماں
بتاؤ مجھ کو زیر تو باقی کیا رہا باقی

گیا ایمان تو داڑھی بھی پیچھے سے روانہ کی
پرانے رنگ کا اب کیوں رہے کوئی پتا باقی

بیا بوٹے بہ بر کوٹے و بر سر سرخ سر پوشے
کہو اب بھی مسلماں ہو نہیں کچھ رہ گیا باقی

عقب میں ہو اگر کتا تو پھر میں کیا کہوں کیوں ہو
جو آگے ہے تو ان کا ہے یہی اک پیشوا باقی

مشائخ تو مشائخ ہیں کرامت تو کرامت ہو
انہوں نے انبیا میں بھی نہ رکھا معجزا باقی

یہ منکر اس کے منکر اس کے منکر سب کے منکر ہیں
سمجھ لیجے کہ سارے کلمہ میں ہے حرف لا باقی

رسولی کو رسالت کی سند سمجھے ہیں کیا جاہل
نہ رکھا جو نبی کہنے میں کوئی مرحلہ باقی

کیا تو پارسل ایمان کا سوئے لیس آئی کو
پر اس کے ٹوٹنے کا دل میں اندیشہ رہا باقی

لگائی احتیاطاً چار جانب آڑ داڑھی کی
اور اتنے وزن کی محصول میں تھی نہ بچا باقی

عجب ہے نیچری بیوقت کی کیونکر اڑاتے ہیں
اگر تم نے چری دیکھو نہ پاؤ گے صدا باقی

جو مرغی کے گلے کا گھونٹنا جائز سمجھتے ہیں
انہیں پھر حرمت و حلت سے کیا مطلب رہا باقی

چھری کا نٹا لیے مردار مرغی سے جو لڑتے ہوں
پھر ایسوں کی شجاعت میں رہا کیا مرحلہ باقی

الٰہی نیچریت ہے کہ کوئی بالخوارہ ہے
سر مو بھی نہ رکھا جس نے داڑھی کا پتا باقی

جسے تکتی تھیں وقت بذلہ سنجی مجبر تو میں سب
سوائے ڈیم فول اس منہ میں اب کچھ بھی نہ رہا باقی

علم ان کے مسلمانوں کے ہیں اور ان سے ظاہر ہے
برائے نام اب اسلام ان میں رہ گیا باقی

ٹڈل نے مذہب و ملت سے غفلت میں رکھا کیا کیا
نہ یادِ کبریا باقی نہ ذکرِ مصطفٰے باقی

قریب پاس جا کر دور ایمان سے ہوئے اکثر
جو دور اس پاس سے ہیں پاس دیں کو رہا باقی

رلی ہے زک پہ زک بد مذہبوں کو اہلِ سنت سے
مگر اب بھی ہے وہ جرات وہ ہمت حوصلہ باقی

اگر ایمان رکھتے ہوں تو وہ ایمان سے کہہ دیں
جو دل میں منصفی آنکھوں میں ہو شرم و حیا باقی

ثبوتِ حق میں اہلِ حق نے تحقیقات کی کیا کیا
کوئی ایراد کوئی شبہ کوئی شک رہا باقی

معاند اہلِ سنت پر اگر پا جائیں گے قابو
مسلمانی کا عالم میں نہ چھوڑینگے پتا باقی

حسن پہلے تو کرتا ہے دعا ان کی ہدایت کی
نہ ہو منظور تو ان کو فنا فرما دے یا باقی

اشعارِ متفرقات

یہ رحمت ہے کہ بیتابانہ آئینگے قیامت میں
جو غُل پہنچا گرفتارانِ اُمت کے سلاسل کا

دیگر

نہ ہے جمالِ حق نما بارہ اماموں کا جمال
اس مبارک سال میں ہے ہر مہینہ نُور کا

دیگر

فلک ہفت آسماں کے جبہ سا ہیں
تعالے اللہ یہ رتبہ آستاں کا

الٰہی روشن ہوں میرے دل کی آنکھیں
جو سُرمہ ہو غبارِ آستاں کا

حسن ہم کو نہیں خوفِ معاصی
سہارا ہے شفیعِ عاصیاں کا

دیگر

خوفِ محشر سے ہے فارغ دلِ مضطر اپنا
کہ ہے محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

دیگر

داغِ دل یادِ دہانِ شہ میں مرجھائینگے کیا
جنکو دیں کوثر سے پانی گُل وہ کُملائیں گے کیا

جِس قدم کا عرش پامالِ خرامِ ناز ہو
اُس کے نیچے موم یہ پتھر نہ ہو جائیں گے کیا

جنکی پیاری انگلیوں سے نُور کے چشمے بہے
اُن سے عصیاں کے سیہ نامے نہ دُھل جائیں گے کیا

کوثر و تسنیم کس کے ہیں ہمارے شہ کے
حشر کے دن پھر ہمیں پیاسے بھی رہجائیں گے کیا

دیگر

کیا بیاں ہو عز و شانِ اہلِ بیت
کبریا ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

دیگر

لاش میری ہو پڑی یارب بیابانِ کوئے دوست
پڑتی ہو اُڑ اُڑ کے گردِ رہروانِ کوئے دوست

دیگر

مولے دکھا دو جلوۂ دیدار الغیاث
بے چین ہے بہت دلِ بیمار الغیاث

دیگر

کیا خوف ہو خورشیدِ قیامت کی تپش کا
کافی ہے ہمیں سایۂ دامانِ محمدؐ

ہوتے ہیں فدا مہر و قمر حسن بیاں پر
پڑھتا ہوں جو مدحِ رُخِ تابانِ محمدؐ

دیگر

رنگِ چمن آرائی اُڑانے کی ہوا میں
چلتی ہے صبا دامنِ مولے سے لپٹ کر

دیگر

رو رہا ہوں یادِ دندانِ شہ تسنیم میں
عین دریا میں ہے مجھ کو آبِ گوہر کی تلاش

سایۂ نخلِ مدینہ ہو زمینِ طیبہ ہو
تختِ زریں کی مجھے خواہش نہ افسر کی تلاش

چھوڑ کر خاکِ قدم اکسیر کی خواہش کرے
خاک میں ملجائے یارب کیمیا گر کی تلاش

ان لبوں کی یاد میں دل کو فدا کیجے حسن
لعل پتھر ہیں کریں ہم خاک پتھر کی تلاش

دیگر

ہے شادیِ تجلیِ جاناں مآلِ عشق
کیونکر نہ ہو خوشی سے گوارا ملالِ عشق

لا پھول ساقیا کہ گُل داغ کھل گئے
آئی ہے جوبنوں پہ بہارِ جمالِ عشق

جس کو یہ سرافرازی سے دار ہو نصیب
کیا کیا بیان کیجیے اوج و کمالِ عشق

مدہوشیوں کے لطف اُٹھاؤں میں آہ حسن
دل پر مرے گرے کہیں برقِ جمالِ عشق

دیگر

شمسُ العُظما امامِ اعظمؒ
بدرُ الفقہاء امامِ اعظمؒ

مقبولِ جنابِ مُصطفائیؐ
محبوبِ خدا امامِ اعظمؒ

چالیسؔ برس نہ سوئے شب بھر
تاج العُرفا امامِ اعظمؒ

گمراہ ہوں کس طرح مقلد
ہیں راہنُما امامِ اعظمؒ

دیگر

کیا کہوں کیا ہیں مرے پیارے نبیؐ کی آنکھیں
دیکھیں ان آنکھوں نے نورِ ازلی کی آنکھیں

نیم وا غنچۂ اسرارِ الٰہی کہیئے
یا یہ ہیں نرگسِ باغِ ازلی کی آنکھیں

دُھل گئی ظُلمتِ اعمال پڑی جس پہ نظر
عینِ رحمت ہیں شہِ مطلبی کی آنکھیں

چشمِ بد دُور عجب آنکھ ہے ماشاءاللہ
ہم نے دیکھیں نہ سُنیں ایسی کسی کی آنکھیں

دیگر

کس کا جلوہ نظر آیا مجھکو
آپ میں دل نے نہ پایا مجھکو

لب و حسنِ نمکین کے آگے
نمک و قند نہ بھایا مجھکو

اے مرے ابرِ کرم ایک نظر
آتشِ غم نے جلایا مجھکو

جب اُٹھا پردۂ غفلت دل سے
ہر جگہ تو نظر آیا مجھکو

پردہ کُھل جائیگا محشر میں مرا
گر نہ دامن میں چھپایا مجھکو

کیوں کھلی رہتی ہے چشمِ مشتاق
کون ایسا نظر آیا مجھکو

کیا کہوں کیسی وہ صُورت تھی حسن
جس نے دیوانہ بنایا مجھکو

دیگر

گُلو! دیکھو ہمارے گُل کی نکہت ہو اور ایسی ہو
قمر میری نظر سے دیکھ طلعت ہو اور ایسی ہو

شہا نامِ خدا تیرا تو کیا کہنا کہ خالق کو
ترے پیرو بھی پیارے ہیں محبت ہو اور ایسی ہو

دیگر

یارب وہ دل دے جسمیں کسی کی رِلا نہ ہو
غیرِ خدا نہ ہو کوئی جُز مصطفٰے نہ ہو

صُورت بنائی حق نے تری اپنے ہاتھ سے
پیارے ترا نظیر نہ پیدا ہُوا نہ ہو

اے بُوالہوس نصیب تجھے کیمیا کہاں
جب تک تو خاکپائے حبیبِ خدا نہ ہو

یارب وہ نخل سبز رہے جسکی شاخ میں
جُز داغِ عشق اور کوئی گُل کھلا نہ ہو

دیگر

معاذ اللہ اُس دل کو عذابِ حشر کا غم ہو
کہ جس کا حامی و یاور جنابِ غوثِ اعظمؓ ہو

لبِ جانبخش نے دی جانِ تازہ دینِ ایماں کو
محی الدین نہ کیونکر پھر تمہارا اسمِ اعظم ہو

چلا دیتے ہو مُردوں کو دلِ مُردہ جلا دیجے
تُم اس اُمت میں شاہا یادگارِ ابنِ مریم ہو

اصحابِ پاک ہیں ہی شمارِ معاویہ
کیونکر بیاں ہو عزّ و وقارِ معاویہ

دیگر

آپ ہیں ختم رُسل ختم رسالت مہر ہے
آپ آئینہ ہیں وہ تصویر پُشت آئینہ

دیگر

گر رسالت کی گواہی چاہتے ختم رسل
بول اُٹھتا طوطی تصویر پُشت آئنہ

دیگر

غُبار بیکساں کو کوئی پہنچادے مدینہ تک
لپٹتا ہے ہر اک دامن سے سب کے پاؤں پڑتا ہے

دیگر

فانی فانی ہستی فانی
باقی باقی باقی فانی

ہستی کی پھر ہستی کیا ہو
ٹھیری جب یہ ثنا بھی فانی

نفس کا فرناز ہے کس پر
ہے سب رام کہانی فانی

میرا تیرا کب تک پیارے
ہیں بھی فانی تُو بھی فانی

طعمۂ خاک ہیں شاہ گدا سب
تخت و تاج و گدائی فانی

نیست ہیں یہ سب مجنوں عاقل
صحرا فانی بستی فانی

دیکھ لے حالِ حباب و شرر کو
دم میں ہو گئی ہستی فانی

ایک بقا ہے ذاتِ خدا کو
باقی ساری خدائی فانی

قولِ حسن سن قولِ حسن ہے
باقی باقی فانی فانی ۔

بسم اللہ

تواریخ

تاریخ طبع نتیجۂ فکر عرش پیما عالیجناب اعلحضرت مجدّد مائۃ حاضرہ قبلہ وکعبہ مولنا مولوی حاجی محمّد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قوّتِ بازوئے من سنّی نجدی فگن ۔
حاج و زائر حسن سلمہٗ ذوالمنن

نعت چہ رنگیں نوشت شعر خوش آئیں نوشت
شعر نگو دیں نوشت دور ز ہر ریب و ظن

شرع ز شعرش عیاں عرش بہ بیتش نہاں ۔
سنّیہ را حرزِ جاں نجدیہ را سر شکن

قلقل ایں تازہ جوش بادہ بہنگام نوش	نور فشاند بگوش شہد چکاں در دہن
کلک رضا سالِ طبع گفت بہ افضالِ طبع	زانکہ ز اقوالِ طبع کلک بود نغمہ زن
اوج بہیں محمدت (۱۳۲۶ھ) جلوہ گہہ مرحمت	عافیت عاقبت (۱۳۲۶ھ) باد نوائے حسن
باد نوائے حسن (۱۳۲۶ھ) بابِ رضائے حسن	بابِ رضائے حسن (۱۳۲۶ھ) باز بہ جلب منن
باز بہ جلب منن (۱۳۲۶ھ) بازوِ بختِ قوی	بازوِ بخت قوی (۱۳۲۶ھ) نیک حجابِ محن
نیک حجابِ محن (۱۳۲۶ھ) فضل عفو و نہی	فضل عفو و نہی (۱۳۲۶ھ) حبل وی و حبل من

ولہ زید مجدہ

نعتِ حسن آمدہ نعتِ حسن (۱۳۲۶ھ)	حسن رضا باد بریں سلام (۱۳۲۶ھ)
انّ من الذوقِ لسحر ہمہ (۱۳۲۶ھ)	اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لحِکمۃ تمام (۱۳۲۶ھ)
کلکِ رضا داد چناں سال آں (۱۳۲۶ھ)	یافت قبول از شہِ راس الانام (۱۳۲۶ھ)

مختصر تذکرہ حضرت مصنف نوّر اللہ مرقدہُ السامی از شاعر گرامی جناب حکیم سیّد برکت علی صاحب نامی بریلوی

سرگذشتِ عہدِ گل را از نظیری بشنوید ✦ عندلیب آشفتہ تر میگوید ایں افسانہ را

آہ چمنستان سخن کا وہ سرسبز و شاداب گلشن جسمیں طرح طرح کے غنچے تر و تازہ نظر آتے تھے - آج ایک کملایا ہوا پھول بصد حسرت و حرمان نظر آرہا ہے کہ زمانہ کے ناگوار صدموں سے مرجھا گیا ہے - آہ! یہ پھول کونسا ہے - یہ حضرت استاذی حسن بریلوی ہیں جن کے کمال سخن کی خوشبوؤں سے چمن شاعری مہک رہا تھا - جن کی رنگینیِ کلام کی سرسبز و شاداب شاخیں میدانِ سخن کو گھیرے ہوئے تھیں - جن کے محاورات کی بندشیں عالم و عالمیان کو اپنا وارفتہ بنائے ہوئے تھیں - اور کیوں نہ ہوتے آخر کس کیاری کے پھول تھے کس چشمہ سے سیراب ہوئے تھے - یہ اپنے پدرِ بزرگوار اعلیٰ حضرت امام العلماء حضور سیدنا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے خزائن علم و عقل سے مستفیض اور جواہر معانی و فضل سے بہرہ ور تھے - اور سرچشمۂ سخن فصیح الملک بلبل ہندوستان حضرت استاد داغ دہلوی مرحوم کی نہروں سے اپنے گلستانِ شاعری کے پودوں کو سینچا تھا - ایک مدت تک ریاست رام پور میں رہ کر استاد کے گلشن سخن سے گل چینی فرماتے رہے - اور بریلی آکر اپنے اخی معظم مرکز دائرہ علوم مجدد مائۃ حاضرہ عالم اہلسنت حضرت مولٰینا مولوی حاجی مفتی جناب محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام اللہ

تعالےٰ برکاتہم وافضالہم کی صحبت سے فیضِ معنوی حاصل کیا کیئے۔ غرض ۲۲ ربیع الآخر ۱۲۷۶ھ سے ۳۔ شوال ۱۳۲۶ھ تک اِسی گھر میں نشو و نما پائی۔ اللہ اللہ خوش قسمتی دیکھیے کہ سنِ رحلت سے ایک ہی سال پہلے حج بیت اللہ کے اہم فرض کو پورا کرکے اپنے اندر سچے اور پاک قلب کو زیارتِ حرمین طیبین کے چمکتے ہوئے نور سے منور کیا۔ اُس سچے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی محبت نے اُن کے دِل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ واپس آکر دُنیوی کاموں کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھا۔ آتے ہی اُن کے جذبِ محبت نے اُن کو طبع دیوانِ نعت پر آمادہ کر دیا۔ اور اشاعت شروع کرادی۔ انشاء اللہ العظیم سرکارِ کریم سے وہ حُسن قبول فرمایا کہ دورانِ طبع ہی میں یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کا حُکم پہنچا وہ تو اچھے تھے۔ اور انشاء اللہ الکریم بہت اچھے رہے۔ مگر مہجوروں پر گذری جو گذری۔ اُف اس قیامت خیز سین کو ناؔمی محزون کے قلم و زبان کے دِل میں کہاں قُوت جو کچھ بھی لکھ سکے۔ لہٰذا سلسلہ مضمون کو اِسی وعدہ پر ناتمام چھوڑ کر رخصت ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد کسی موقع پر مضمون پُورا کر دیا جائے گا۔

تاریخ وفات حضرت مصنّف

از نتیجہ طبع گرامی حکیم سیّد برکت علی صاحب ناؔمی تلمیذ مصنّف

ناؔمی خستہ نہ نالم بچہ رو
دلم از فرقتِ اُستادم سوخت
ہر کہ پرسید زمن باعثِ غم
سالِ فوتش زچہ ایم جوید

کوہ افتاد دریا افتاد
از لبم چوں نہ برآید فریاد
گفتمش سوئی جناں رفت اُستاد
دیگر امروز نمیدارم یاد ۱۳۲۶ھ

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضویہ

[illegible] آرام باغ